نذرِ مجاہدِ ملت

مرتب

محمد صادق قصوری

Marfat.com

Marfat.com

نذرِ مُجاہدِ ملّت

مُجاہدِ ملّت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور
عُرفا، علماء، وکلاء، شعراء کا نثری و شعری خراجِ تحسین

○

مرتب

محمد صادق قصوری

زاویہ پبلشرز
6۔ مرکز الاویس (سستا ہوٹل) دربار مارکیٹ۔ لاہور
فون: 042-7248657 موبائل: 0300-9467047

Marfat.com

111976

زاویہ پبلشرز

جملہ حقوق محفوظ ہیں

۲۰۰۴ء

بار اوّل — ۱۰۰۰

ہدیہ — 120 روپے

زیرِ اہتمام

نجابت علی تارڑ

ملنے کے پتے

- ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور ۰۴۲-۷۲۲۱۹۵۳
- دارالاخلاص۔ ۳-۴ صدف پلازہ محلہ جنگی قصہ خوانی بازار۔ پشاور شہر ۰۹۱-۲۵۶۷۵۳۹
- مکتبہ قادریہ نزد چوک میلاد مُصطفیٰ۔ سرکلر روڈ۔ گوجرانوالہ ۰۴۳۱-۲۳۷۶۹۹
- مکتبہ غوثیہ ہول سیل (پرانی سبزی منڈی) کراچی ۰۲۱-۴۹۱۰۵۸۴
- مکتبہ عثمانیہ۔ رامتلائی روڈ۔ سیالکوٹ ۰۳۰۰-۶۱۰۸۳۱۲
- احمد بک کارپوریشن۔ کمیٹی چوک۔ راولپنڈی ۰۵۱-۵۵۵۸۳۲۰
- مکتبہ المجاہد۔ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ۔ بھیرہ شریف ۰۴۵۲۱-۹۱۱۷۶۳
- شمع بک سٹال۔ بھوانہ بازار۔ فیصل آباد ۰۴۱-۶۱۳۴۴۹

Marfat.com

آئینہ

صفحہ نمبر	صاحب مضمون	مضامین و عنوانات	نمبر شمار
8		انتساب	۱
10	محمد صادق قصوری	سخن اولیں	۲
13	علامہ عبدالعزیز عرفی ایڈووکیٹ کراچی	مقدمہ	۳
18	ندیم نیازی، رحیم یار خان	تاثرات	۴
		حصہ اوّل (نثر)	
23	سیّد غلام مصطفیٰ خالد گیلانی	مردمومن، مرد قلندر	۵
28	صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی	مرد درویش	۶
33	سیّد محمد فاروق القادری	نیازی، قرن اوّل کا مسلمان	۷
35	سیّد وجاہت رسول قادری	اتحاد بین المسلمین کا داعی	۸
37	سیّد انور قدوائی	مجاہد ملت، دوسری دنیا کا انسان	۹
43	پروفیسر ڈاکٹر سید حامد علی شاہ	مجاہد ملت میری نظر میں	۱۰
46	سیّد ریاض حسین نقوی	علم و عمل کا خزینہ	۱۱
48	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری	دورِ زوال میں اسلاف کی نشانی	۱۲
53	علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری	تحریک ختم نبوت کے روحِ رواں	۱۳
55	ڈاکٹر شیر محمد زمان	چہ رخ، چہ قد، چہ جبیں لا الہ اللہ	۱۴
56	مولانا عبدالحکیم شرف قادری	اسلام و پاکستان کے سچے شیدائی	۱۵
64	مولانا بشیر احمد اخگر	تاریخی سرمایہ	۱۶
66	مولانا شبیر احمد ہاشمی	مردِ حق مردِ غازی	۱۷
70	میاں محمد شفیع (م ش)	پاکباز مجاہد ملت	۱۸

Marfat.com

۱۹	زندہ رود	چوہدری غلام رسول ازہر	73
۲۰	سلامت طبع بزرگ	میاں محمد افضل	75
۲۱	مولانا نیازی، واقعات کا سلسلہ	حکیم محمد انور بابری	77
۲۲	مولانا عبدالستار خان نیازی	مولانا عبدالقدیر نعمانی	85
۲۳	شجاعت و جرأت کا پہاڑ	حکیم آفتاب احمد قرشی	89
۲۴	نیازی، وہ مرد درویش......	چوہدری حبیب احمد	96
۲۵	جگر دار اور نڈر رہنما	ملک محمد اکبر ساقی	105
۲۶	ایک خط	میاں طفیل محمد	107
۲۷	اسلام کا مخلص مجاہد	قاضی حسین احمد	108
۲۸	قابل صد احترام بزرگ	سیّد نظر زیدی	110
۲۹	جامع الصفات شخصیت	ڈاکٹر اسرار احمد	112
۳۰	پاکستان کے غازی، عبدالستار نیازی	پروفیسر سیف اللہ خالد	113
۳۱	بھائی عبدالستار نیازی	چوہدری نذیر احمد خاں	135
۳۲	ایک سچا، کھرا اور مخلص انسان	ڈاکٹر عبدالسلام خورشید	137
۳۳	ایک عہد ساز شخصیت	خواجہ افتخار	138
۳۴	اُجلے دل کا انسان	ڈاکٹر محمد باقر	141
۳۵	ایک پاکباز شخص	ڈاکٹر محمد اشرف الحسینی	143
۳۶	ظاہر و باطن میں ٹھیٹھ شخصیت	سرفراز حسین مرزا	145
۳۷	اعلائے کلمۃ الحق کی زندہ تصویر	نوابزادہ محمد علی خاں ہوتی	146
۳۸	اقبال کا شاہین	پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی	148
۳۹	میرے آئیڈیل	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر	153

Marfat.com

۴۰	دبنگ اور بے خوف شخصیت	ڈاکٹر شفیق جالندھری	161
۴۱	غیر متزلزل کمٹڈ پاکستانی	پروفیسر محمد مظفر مرزا	163
۴۲	کچھ حضرت مولانا عبد الستار خان نیازی کے بارے میں	مولانا کوثر نیازی	165
۴۳	مولانا نیازی	ارشاد احمد حقانی	171
۴۴	مولانا نیازی علامہ اقبال کے مجاور یا شاہین	صاحبزادہ سیّد محمد صفدر شاہ	173
۴۵	شاہیں بناتا نہیں آشیانہ	ڈاکٹر محمد اجمل خاں نیازی	176
۴۶	ڈنڈا اور طرّہ	ڈاکٹر محمد اجمل خاں نیازی	180
۴۷	فوجداری نیازی	رفیق ڈوگر	184
۴۸	کردار کی استقامت	عطاء الحق قاسمی	188
۴۹	عبدالستار خاں نیازی	خواجہ رضی حیدر	189
۵۰	اقبال کا شاہین	ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی	192
۵۱	مجاہد ملت، حقیقتوں کا ترجماں	شفقت اللہ خاں نیازی	193
۵۲	خاموش مبلغ	صاحبزادہ سیّد خورشید احمد گیلانی	201

حصہ دوم (نظم)

۵۳	گلہائے عقیدت (فارسی)	مولانا محمد اسمٰعیل فقیر الحسنی	206
۵۴	گلہائے عقیدت (اردو)	شورش کاشمیری	206
۵۵	گلہائے عقیدت (اردو)	ماسٹر غلام حیدر	207
۵۶	گلہائے عقیدت (اردو)	شررؔ صہبائی	209
۵۷	گلہائے عقیدت (اردو)	ضیاء اسلام پوری	210
۵۸	گلہائے عقیدت (اردو)	حبیب جالب	211

Marfat.com

۵۹	گلہائے عقیدت (اردو)	حبیب جالب	211
۶۰	گلہائے عقیدت (اردو)	وقار انبالوی	212
۶۱	گلہائے عقیدت (اردو)	مہجور رضوی	213
۶۲	گلہائے عقیدت (اردو)	راشد علوی	214
۶۳	گلہائے عقیدت (اردو)	ملک عبدالرحمٰن اعوان	215
۶۴	گلہائے عقیدت (اردو)	مولانا شبیر احمد ہاشمی	216
۶۵	گلہائے عقیدت (اردو)	حضرت صابر براری	217
۶۶	گلہائے عقیدت (اردو)	مولانا محمد حفیظ اللہ نقشبندی	218
۶۷	گلہائے عقیدت (اردو)	طارق سلطانپوری	219
۶۸	گلہائے عقیدت (اردو)	طارق سلطانپوری	221
۶۹	گلہائے عقیدت (اردو)	محمد صادق قصوری	223
۷۰	گلہائے عقیدت (اردو)	قاضی غلام مرتضیٰ صابر	224
۷۱	گلہائے عقیدت (اردو)	قمر یزدانی	225
۷۲	گلہائے عقیدت (اردو)	ڈاکٹر قمر تابش	226
۷۳	گلہائے عقیدت (اردو)	ڈاکٹر قمر تابش	229
۷۴	گلہائے عقیدت (اردو)	غلام مصطفیٰ مجددی	231
۷۵	گلہائے عقیدت (اردو)	نامعلوم	232
۷۶	گلہائے عقیدت (اردو)	پروفیسر محمد حسین آسی	234
۷۷	گلہائے عقیدت (اردو)	عبدالغنی تائب	236
۷۸	گلہائے عقیدت (پنجابی)	محمد اسحاق انصاری	238
۷۹	گلہائے عقیدت (اردو)	پروفیسر محمد اشفاق چغتائی	240

Marfat.com

۸۰	گلہائے عقیدت (اردو)	پروفیسر محمد اشفاق چغتائی	241
۸۱	گلہائے عقیدت (اردو)	محمد علی ظہوری	242
۸۲	گلہائے عقیدت (اردو)	حضرت حفیظ تائب	243
۸۳	گلہائے عقیدت (اردو)	ڈاکٹر منظور الحق مخدوم	244
۸۴	گلہائے عقیدت (اردو)	ندیم نیازی	245
۸۵	گلہائے عقیدت (اردو)	اخلاق عاطف	247
۸۶	گلہائے عقیدت (اردو)	محترمہ بشریٰ رحمٰن	248
۸۷	گلہائے عقیدت (اردو)	محمد حنیف عالم فدائی	249
۸۸	گلہائے عقیدت (اردو)	پروفیسر سیف اللہ خالد	250
۸۹	گلہائے عقیدت (اردو)	ضیاء اسلام پوری	251
۹۰	گلہائے عقیدت (اردو)	علامہ شبیر بخاری	252
۹۱	گلہائے عقیدت (اردو)	محمد صادق قصوری	253

Marfat.com

انتساب

محقق عصر حکیم ملت محسن اہلسنت استاذی و
ملاذی حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم
لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کے نام۔ جن کی
نوازشوں کی بدولت مجھے حضرت مجاہد ملت
دامت برکاتہم عالیہ کے قدموں میں جگہ ملی۔

جب شہر نگاراں سے گزرو تو آنکھیں پوچھنے لگتی ہیں
وہ لوگ گئے کس بستی دل جن کے لئے سو دائی تھا

محمد صادق قصوری

Marfat.com

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں ، کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
ہمسائیہ جبریل امین بندۂ نما کی
ہے اس کا نشیمن ، نہ بخارا نہ بدخشاں
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن
قدرت کے مقاصد کا عیار اس کے ارادے
دنیا میں بھی میزان ، قیامت میں بھی میزان
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان
فطرت کا سرود ازلی ، اس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا ، صفت سورۂ رحمان

(حکیم الامت اقبالؒ)

Marfat.com

سخن اولین

ضیغم اسلام غازی تحریک ختم نبوّت بطل حرّیت مجدّد سیاست مجاہد ملّت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی دامت برکاتہم عالیہ وہ فرد فرید ہیں کہ جن کی خدمات جلیلہ کا احاطہ کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ موصوف نے ''دی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' ''تحریک پاکستان'' تحریک خلافت پاکستان'' ''تحریک ختم نبوّت'' ''تحریک بحالی جمہوریت'' تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ ''جمعیت علماء پاکستان'' ورلڈ اسلامک مشن اور دیگر پلیٹ فارموں سے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں وہ نہ صرف وطن عزیز بلکہ عالم اسلام کی تاریخ کا سنہری باب ہیں اور مستقبل کا مؤرخ انہیں جلی حروف سے صفحہ قرطاس پر جگہ دے گا۔ اور آنے والی نسلیں ان کو نشان راہ بنا کر اپنی منزل کا تعین کریں گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

مولانا موصوف نے ہر دور میں حق گوئی و بیباکی کا مظاہرہ کر کے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کی ہے، ہر جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق بلند کیا ہے اس سلسلہ میں انہیں زندان کی تکلیفوں، قاتلانہ حملوں کی اذیتوں اور دارورسن کی آزمائشوں سے بھی گزرنا پڑا ہے مگر کبھی بھی ان کے پائے استقلال میں لغزش ولرزش نہیں آئی وہ اقبال کے مردمومن، اس دور کے حسرت موہانی، ولی کامل اور سچے عاشق رسول ﷺ ہیں ان کا چہرہ اقدس کو دیکھ کر خدایاد آجاتا ہے۔ ان کی باتوں میں گلوں کی سی خوشبو ہے۔ اُن کی گفتار، ان کے کردار، ان کی تقریر اور اُن کی تحریر میں ایک درویش خدامست کی تصویر نظر آتی ہے۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

Marfat.com

راقم الحروف کی یہ خوش بختی ہے کہ اس ''مجاہد فی سبیل اللہ'' کی خدمات عالیہ کو منظر عام پر لانے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اب تک ''مجاہد ملت اور قائد اعظم''، مجاہد ملت (۲ جلدیں)، ''مکاتیب مجاہد ملت''، نگارشات مجاہد ملت اور ''خطبات مجاہد ملت'' کے نام سے کتابیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو کر داد حاصل کر چکی ہیں۔ جب کہ ''مقالات مجاہد ملت'' ارشادات مجاہد ملت'' (انٹرویوز) تعلیمات مجاہد ملت (اقوال زریں) اور مجاہد ملت کے حضور '' جیسی کتابیں زیر قلم ہیں۔

این سعادت بروز بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

پیش خدمت کتاب ''نذر مجاہد ملت'' راقم الحروف کی برسوں کی محنت، کاوش اور سعی کا نتیجہ ہے۔ اس میں علماء، عرفاء، ادباء، شعراء، دانشوروں۔ پروفیسروں اور قانون دانوں کے علاوہ دیگر اہل قلم حضرات کی نگارشات بھی شامل ہیں۔ ان تمام حضرات نے اپنی دید وشنید اور مشاہدات وتاثرات کی روشنی میں حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے حضور نثری و شعری گلہائے عقیدت پیش کئے ہیں۔ جن کی خوشبو سے دل و دماغ معطر ہوتے ہیں۔ قلب وجگر کو ایمانی حلاوت ملتی ہے، روح کو تازگی اور نظر کو جلا ملتی ہے۔ رگوں میں خون کی گردش تیز ہوتی ہے ہر قاری میں عقابی روح بیدار ہوتی ہے اور پھر اسے اپنی منزل آسمانوں میں نظر آنے لگتی ہے۔ چونکہ حضرت اقدس کی حیات مبارکہ علم وعمل، جدوجہد، ایمان وایقان، تقویٰ وطہارت اور عشق ومستی کا مرقع ہے لہٰذا قاری پر وجدان کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور وہ اپنے آپ کو ان کے حضور حاضر پا کر اکتساب فیض کرتا نظر آتا ہے۔ بقول حکیم الامتؒ

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

بڑی ناشکری ہوگی اگر میں ان حضرات کا شکریہ ادا نہ کروں جن کے تعاون کی بدولت یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اللہ کریم ان سب کو خوش وخرم رکھے کہ انہوں نے اپنی نظم و

Marfat.com

نشر سے نوازا ہے۔ احقر کی اس کوشش کو سراہا اور جلد طباعت پر زور دیا، جناب ندیم نیازی رحیم یار خان۔ اور جناب علامہ عبدالعزیز عرفی ایڈووکیٹ کراچی نے " تاثرات " اور " مقدمہ " لکھ کر اس کتاب کو اہمیت بخشی۔ میرے اکلوتے بیٹے محمد خالد فاروق قصوری نے حضرت مجاہد ملت سے اپنی والہانہ عقیدت و محبت کا پورا پورا ثبوت دیتے ہوئے میرا خوب ہاتھ بٹایا۔ اللہ کریم ان سب کو جزائے خیر سے نوازے اور دین و دنیا میں سرفراز فرمائے۔ امین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

۱۱ ذیقعد ۱۴۲۱ھ	محمد صادق قصوری
۶ فروری ۲۰۰۱ء	بانی صدر مجاہد ملت فاؤنڈیشن
منگلوار	برج کلاں ضلع قصور (پاکستان)

افسوس ہے کہ یہ کتاب حضرت مجاہد ملت قدس سرہ کی حیات مبارکہ میں نہ چھپ سکی۔ اور حضرت والا مرتبت ۲ مئی ۲۰۰۱ء کو رحلت فرما گئے۔

کہتے ہیں ذوقؔ آج جہاں سے گزر گیا
کیا خوب آدمی تھا حق مغفرت کرلے

ولادت	حضرت مجاہد ملت قدس سرہ	رحلت
۱۹۱۵ء		۲۰۰۱ء

(قصوریؔ)

Marfat.com

مقدمہ

(علامہ عبدالعزیز عرفی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیر کتاب ''نذر مجاہد ملت'' محمد صادق قصوری صاحب کی سعی جلیلہ کی آئینہ دار ہے۔جس کو انہوں نے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی زندگی، تحریک پاکستان اور استحکام پاکستان کے لئے ان کی خدمات سے متعلق روایات، حالات اور واقعات سے مرتب کیا ہے۔

تحریک پاکستان کے دوران نیازی صاحب آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے پلیٹ فارم سے ابھرے اور وقت کے ساتھ ساتھ قیام پاکستان کی غایت کو عملی ہیئت دینے کے ضمن میں ان کی پرخلوص کاوشیں نمایاں ہوتی چلی گئیں۔حسن اتفاق کہ تحریک پاکستان کے دوران راقم السطور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا طالب علم تھا۔اور ''علی گڑھ سٹی مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن'' کا جنرل سیکرٹری بھی رہا۔اس طرح تحریک کے دوران نیازی صاحب کا شریک سفر بھی ہوا۔مزید برآں جب نیازی صاحب وفاقی وزیر برائے مذہبی امور ہوئے تو ان کے ساتھ ''استحکام پاکستان'' کے لئے کام کرنے کا موقع بھی ملا۔حکومت پاکستان کی قائم کردہ ''اتحاد بین المسلمین کمیٹی'' کا رکن ہوتے ہوئے ان کے تخیلات، تفکرات اور جذبات کو قریب سے دیکھا، اور سنا اور سمجھا۔

بہرکیف! موضوع کتاب کے اعتبار سے ضروری ہے کہ تحریک پاکستان پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تاکہ اس کے صفحات پر بکھری ہوئی حقیقتوں سے قاری کو آگہی حاصل رہے۔

جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی تحریک حرّیت مغلیہ سلطنت کے اختتام پر اور گزشتہ صدی کے اواخر میں سرسید احمد خان کی فکر پر استوار ہوئی تھی۔انہوں نے عہد طفولیت میں

Marfat.com

دہلی میں سلسلہ نقشبندیہ کی خانقاہ میں تربیت پائی تھی۔ ان کے والد اسی خانقاہ کے مسند نشین حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ والدہ محترمہ کی طرف سے شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے مسلک سے فیض یاب ہوئے تھے گو بعد میں وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازم بھی رہے۔ اور تخیلات نے رنگ بھی بدلہ لیکن ان کی فکر پر فکر مصطفیٰ ﷺ ہی غالب رہی۔ اسی سے وہ توانائی پاتے رہے اور اسی کی رہبری و رہنمائی میں آگے بڑھتے رہے۔ اسی لئے انہوں نے ایک طرف ملت مسلمہ کے حقوق کا تحفظ چاہا تو دوسری طرف برادران وطن کے احترام و اکرام اور ان کے حقوق سے بھی گریزاں نہ ہوئے۔ یہ وہ دور تھا جب کہ پاکستان کا تصوّر تو کجا مملکت اسلامیہ کے خدوخال بھی کسی ذہن میں نہ تھے۔ تعلیم یافتہ ہندو عصبیت زدہ تھا اور استعمار پسند فرنگی حکمران اپنے دور حکمرانی کو طول دینے کے لئے انہیں مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہے تھے۔ آل انڈیا نیشنل کانگریس کے ابتدائی برسوں کی تاریخ انہی حقائق کی آئینہ دار ہے۔

جنوبی ایشیا کے مسلمانوں نے انہی نامساعد حالات میں رہتے ہوئے اپنی تحریک حریّت کو پروان چڑھایا۔ ہندو منافقانہ سیاست پر عمل پیرا رہا۔ فرنگی حکمران اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف وہ تمام حربے استعمال کرتے رہے جو ان کے اختیار و امکان میں تھے۔ ان باتوں کا اعادہ یہاں مقصود نہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ دشمنان اسلام کی سرگرمیاں جوں جوں بڑھتی گئیں۔ ملت مسلم متحد و متفق ہوتی چلی گئی۔ انہی حالات اور واقعات میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس منعقد ہوا۔ تحریک حریت نے تحریک پاکستان کی شناخت پائی۔

تحریک پاکستان سے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی منزل مقصود کی نشاندہی ضرور ہو گئی لیکن اس کے ساتھ ہی دشمنان اسلام کی یلغاروں کا وہ سلسلہ شروع ہوا کہ کسی بھی مقام پر کوئی مسلمان محفوظ نہ رہا۔ استعمار پسند انگریز حکمران ہم کو ہندوؤں کی غلامی کا طوق پہنا کر

Marfat.com

ہمیشہ کے لئے مفلوج کر دینا چاہتے تھے۔ ہمارے قائدین میدان سیاست میں تن تنہا رہ گئے تھے۔ ان حالات و واقعات میں جنوبی ایشیا کے مسلم طلباء جن کو سیاست سے علیحدہ رکھا گیا۔ مسلمانوں کی مجبوری، بے بسی اور مظلومیت کو دیکھ کر تڑپ اٹھے اور یک جان و بہ یک قالب ہو کر اپنے قائدین کی حمایت میں صف آراء ہو گئے اس طرح آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن وجود میں آئی۔ صوبہ پنجاب سے مسلم طلباء کی قیادت عبدالستار خان نیازی کر رہے تھے۔

''آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے قیام کے بعد جنوبی ایشیا کا قریہ قریہ لے کے رہیں گے پاکستان۔ اور پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا تھا۔ جالندھر میں منعقد ہونے والی ''آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن'' کی صدارت قائداعظم محمد علی جناح نے کی تھی اور اس کے اہتمام و انتظام میں عبدالستار خان نیازی اپنے لشکر کے ساتھ نمایاں ہی رہے تھے۔ فیڈریشن کی جانب سے صوبائی اور ضلعی سطحوں پر اجلاس منعقد کئے گئے۔ چند برسوں پر محیط جنوبی ایشیا کے مسلم طلباء کی اسی جدوجہد نے تحریک پاکستان کو اس طور پر ہمکنار کیا کہ دشمنان اسلام کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ آج اس امر کی ضرورت ہے کہ تاریخ کو باقاعدہ مرتب کیا جائے۔

قیام پاکستان کے بعد مولانا عبدالستار خان نیازی ایک ایسے قائد کی صورت میں نظر آئے کہ جس نے اپنی زندگی اسلام اور استحکام پاکستان کے لئے وقف کر دی۔ اس ضمن میں اس کتاب کے صفحات ہر قاری کے لئے ان حقائق سے روشناس کرانے کا سبب ہو سکتے ہیں جو ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے آگہی کا خواہاں ہو۔

اختصار کے پیش نظر اور موضوع کتاب کے ربط کو برقرار رکھتے ہوئے۔ مولانا عبدالستار خان نیازی کی ان کاوشوں کا اجمالی تذکرہ بھی ضروری ہے۔ جو انہوں نے بحیثیت ''وفاقی وزیر برائے مذہبی امور'' ملت کے اتحاد و اتفاق کے لئے کیں۔

نواز شریف صاحب پہلی بار وزیر اعظم پاکستان منتخب ہوئے تو انہوں

Marfat.com

نے اپنی کابینہ میں مولانا محترم کو بھی وفاقی وزارت کا منصب عطا فرمایا۔ حکومت پاکستان کی طرف سے قائم کردہ تین کمیٹیوں میں سے ''اتحاد بین المسلمین کمیٹی'' کا رکن راقم السطور بھی تھا اس کے باقاعدہ اجلاس وزارت مذہبی امور میں منعقد ہوتے رہے۔ ہر اجلاس کی صدارت نیازی صاحب ہی کیا کرتے تھے۔

''اتحاد بین المسلمین'' اس بندہ ناچیز کا موضوع ابتداء ہی سے رہا ہے۔ جنرل ضیاء الحق کے دوران حکومت بھی بہت کاوشیں ہوں۔ ۳۰۔۳۱ جنوری ۱۹۸۵ء کو'' نفاذ اسلام کنونشن'' میں پیش کردہ تجویز کو سب نے متفقہ طور پر منظور کیا۔ علامہ سید محمد رضی مجتہد نے بحیثیت چیئرمین کمیٹی اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے کہا تھا:

ایک تجویز مولانا عبدالعزیز عرفی نے پیش کی تھی اس کو میں آپ کے سامنے پڑھتا ہوں۔ ....

یہ تمام کاروائی وزارت مذہبی امور شائع کر چکی ہے۔ لہٰذا وہ اس کے ریکارڈ کا تو حصہ ہے لیکن ان پر عمل کیوں نہیں ہوا؟ اس سوال کا جواب کون دے۔

اس پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے میں نے پہلے ہی اجلاس میں مولانا عبدالستار خان نیازی سے درخواست کی کہ وہ وزیر اعظم محمد نواز شریف صاحب کو اس کمیٹی سے خطاب کرنے کی دعوت دیں تا کہ ہم کو ان کے تخیلات کا پتہ چلے۔ مولانا محترم نے فرمایا کہ انہوں نے یہ دعوت دی تھی مگر وہ اپنی مصروفیات کے پیش نظر نہیں آسکے۔

وزیر اعظم محمد نواز شریف صاحب ''نفاذ اسلام'' اور ''اتحاد بین المسلمین'' کی کاوشوں کو کیا اہمیت دیتے تھے۔ اس ضمن میں کچھ بھی کہنا بے سود ہے۔ ہاں اپنی وزارت عظمٰی کے پہلے دور کے اختتام تک نیازی صاحب کی دعوت کو مرہون منت نہ کر سکے۔ تاہم مولانا عبدالستار خان نیازی کا اس ضمن میں جہاد جاری رہا۔ مذکورہ کمیٹی کی آخری نشست جو وزارت کے ختم ہونے سے چند ہی روز قبل ختم ہوئی تھی ان کے ایما پر دو روز جاری رہی۔ ان

Marfat.com

کی کاوشیں کامیاب ہوئی اور تمام مسالک کے اکابرین نے متفقہ طور رپورٹ منظور کرلی۔ مولانا محترم نے وہ وزیراعظم محمد نواز شریف کو پیش بھی کردی۔اس کا نفاد تو دور کی بات ہے۔ موصوف اپنی وزارت عظمیٰ کے دوسرے دور میں اس کا تذکرہ تک کرنے سے گریزاں رہے۔حالانکہ اس ضمن میں اخبارات کی اطلاعات کے مطابق مولانا عبدالستار خان نیازی ان کو بار بار یاددہانی کراتے رہے۔

دراصل مولانا عبدالستار خان نیازی کی کاوشیں اس فکری دھارے کا حصہ ہیں جو حبیب ربانی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات سے جاری ہوا تھا۔وقتی ناکامیاں مفاد پرست اور کج فہم صاحبان اقتدار کی وجہ سے آتی رہتی ہیں۔تاہم وہ دھارا جاری ہے، جاری رہے گا۔ غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی فکری دھارے کو فکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے آئے ہیں۔فکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاد ہی میں پاکستان کی بقا ہے اور فکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمارے قومی اور ملی تشخص کی نقیب ہے۔قابل مبارک باد ہے ''مجاہد ملت فاؤنڈیشن'' امید ہے کہ فکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی ان کی کاوشوں میں وسعت و آفاقیت کے نشان ابھرتے رہیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَا وَالْمُرْسَلِیْنَ (عبدالعزیز عرفی)

۱۲ شوال ۱۴۲۱ھ

۸ جنوری ۲۰۰۱ء

Marfat.com

تاثرات

(محمد عبداللہ خان ندیم نیازی..............................رحیم یار خان)

محمد صادق قصوری صاحب نے علم ادب کے مرکزی گلستان سے پرے بُرج کلاں (قصور) میں علم وفن کا چمن زار بنا رکھا ہے۔ وہ نہ صرف اس کی آبیاری میں دن رات مصروف ہیں بلکہ دین کی خدمت کے لئے ہمہ تن کوشاں وسرشار ہیں ان کی گوشہ نشینی اس امر کی غماز ہے کہ وہ صلہ وستائش کی تمنا سے عاری اور لاتعلق ہیں ۔انہوں نے کئی کتابیں تصنیف اور تالیف کی ہیں۔

''نذرمجاہد ملت'' ان کی عمدہ، پرمغز، وقیع تالیف اور تازہ شاہکار ہے۔ تخلیقی عمل قابل تحسین ہوتا ہے اگر وہ جملہ فنی محاسن ومناقب کا حامل ہو مگر تالیف وتدوین بھی عالی ظرفی، وسعت النظری اور وسیع القلبی سے متصف مثبت عمل ہے۔ اگر تحقیق وتدفین کا جوہر شامل ہو تو سونے پر سہاگہ کا کام دیتا ہے۔ بے شک یہ کاوش اور جہد پیہم سے پرثمر اور بارآور ہوتا ہے۔ تصنیف میں ذات کا تشخص انفرادی حیثیت کا ثبوت مہیا کرتا ہے مگر تالیف کی مجموعی کیفیت کے دونمایاں پہلو ہویدا اور مترشح ہوتے ہیں۔ اس کا ایک درخشاں پہلو وہ ہوتا ہے کہ قد آور شخصیت کے بارے تالیف وجود میں آتی ہے۔ اور دوسرا پہلو روشن اور تابناک ان لکھاریوں کی نثری وشعری اصناف متعلقہ شخصیت کے بارے یکجا کرکے منظر عام پر کتابی صورت میں لانا، جن سے قلمکاروں کے گرانمایہ خیالات کا بھرپور اظہار ہوتا ہے۔ مرتب کا یہ احسن اقدام لائق ستائش وتوصیف ہے کیونکہ اپنی تخلیقات کی تشہیر تو ذات کی عظمت وتوقیر کا موجب ہوتی ہے مگر ہر لحاظ سے دوسروں کی پذیرائی اور ترویج وارتقاء کے لئے کدوکاوش کرنا حوصلہ مندی کی دلیل ہے۔

''نذرمجاہد ملت'' گرامی قدر مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے بارے میں ادباء و شعراء کی منثورات ومنظومات پر مشتمل مجموعہ ہے۔ کیسی قابل قدر شہرہ آفاق شخصیت کی

Marfat.com

گرانقدر لائق ذکر کارگزاریوں اوراعلیٰ کارناموں کے اعتراف وتحسین کے لئے شعر ونثر پر مشتمل کتاب ان کی زندگی میں کم دیکھنے کو ملی ہے۔اس کے برعکس نامور شخصیات کی زندگی کے بعدان کی خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کے گن گائے جاتے ہیں کتابیں لکھی جاتی ہیں، جرائد کے خصوصی نمبر منظر عام پر ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

محمد صادق قصوری صاحب کی اعلیٰ فکری اور بیدار سوچ داد کی مستحق ہے کہ انہوں نے بروقت عقیدت کا حق ادا کیا ہے۔

حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی، پٹھان قوم کے نیازی قبیلہ کے چشم و چراغ ہیں۔عیسیٰ خیل میں پیدا ہوئے جو ایک ردم خیز خطہ ہے اسلامیہ کالج لاہور سے ایم اے میں کامیابی حاصل کی۔آپ بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند اور غیر شرعی عوامل سے نہایت محتاط طریق پر مستقل مزاجی سے کنارہ کش رہے۔ یوں احسن سوچ اور بیدار مغزی کے طفیل منزہ فکر پروان چڑھتی گئی۔آپ نے حصول تعلیم کے دوران یہ تہیہ کرلیا تھا کہ انگریزوں کو اپنی سرزمین سے بھگانا اور غیر مسلموں (ہندوؤں وغیرہ) کے چنگل سے مسلمانوں کو چھٹکارا دلانے کے لئے علیحدہ ملک پاکستان بنانا ہے۔

اس روشن خیالی ومصنفا نظریہ کے باوصف ارتقائے فکر کی اساس پر آپ نے " آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن " کی باگ ڈور سنبھالی اور صوبائی صدر کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوئے۔اسی مناط ومقصد کی تکمیل کے لئے حضرت قائداعظمؒ سے آپ کا سلسلہ مکاتیب رہا اور ملاقاتیں بھی وقوع پذیر ہوئیں۔

آپ ۱۹۴۶ کے صوبائی الیکشن میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر میانوالی سے پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔میرے والد گرامی اور میں نے بھی تحریک پاکستان میں آپ کے ساتھ جان جوکھوں میں ڈالے شب وروز اپنی فیملی کی پرواہ کئے بغیر یونینسٹ پارٹی کے خلاف علم جہاد بلند رکھا۔انگریز حکومت اور ہندو سامراج کے استبداد سے نجات حاصل کرنے کے

Marfat.com

لئے سول نافرمانی کی تحریک میں شریک رہے۔

مولانا عبدالستار خان نیازی نڈر بے باک، دلیر، منصف مزاج اور اصول پسند ہیں۔ عمر بھر اپوزیشن میں رہے۔ ہر حکومت نے آپ کو وزارت کا قلمدان پیش کیا مگر آپ نے ان کے ملک وقوم سے غیر پسندیدہ رویوں، بے قاعدگیوں، بے اصولیوں۔ کنبہ پروریوں اور قابل نفریں سیاسی چالوں کی بنا پر ہر پیشکش کو اپنے ضمیر کے منافی سمجھ کر ٹھکرا دیا۔

ختم نبوت کے ضمن میں آپ نے مرزائیوں اور ان کے حواریوں کے خلاف دن رات مسلسل اپنی ذہنی صلاحیتوں سے تلوار اور بندوق کے بغیر جہاد کیا۔ جیل کی صعوبتوں سے لے کر تختہ دار تک کی اذیتوں اور خوف کو بالائے طاق رکھ کر اس کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ثابت قدمی سے اپنے مشن پر کار فرما رہے حتی کہ منزل کو پالیا۔ گویا عشق رسالت ﷺ کی عظیم نعمت سے ثروت مند ہیں۔

مولانا نیازی صاحب کو اس امر کا دلی قلق اور حزن وملال ہے کہ جس مقصد کی بنیاد پر لاکھوں جانوں کی قربانی دے کر ہزاروں مسلمان خواتین کی عصمت دری اور ملک کی تقسیم و بٹوارے میں انگریزوں اور ہندوؤں کی ملی بھگت سے گورداسپور، فیروز پور، جونا گڑھ وغیرہ سے محروم کئے گئے، مشرقی پاکستان کی بے تکی بندر بانٹ کا بہت بڑا فراڈ جس کے باعث سقوط ڈھاکہ کا سانحہ ظہور پذیر ہوا۔ اس طرح کہ کرب وابتلا کو سہا تو اس خاطر کہ پاکستان میں قرآن وسنت کے احکام کا نفاذ ہوگا۔ انسانوں کے بنائے گئے قوانین اور دستور پر احکام الٰہی اور فرامین اقدس حضور رسالت مآب ختمی مرتبت ﷺ کی (شریعت) کو افضیلت کا درجہ دیا جائے گا۔ غیر اسلامی رسومات، ہندوؤں اور انگریزوں کی تہذیب وثقافت کی دھجیاں اڑادی جائیں گی۔ مگر یہ سارا مسئلہ نعرہ بازی کی نذر ہو گیا۔ اہل اقتدار نے اختیارات سنبھالتے ہی تمام وعدوں اور مقاصد کو فراموش کر دیا تو حزب اختلاف میں رہ کر "تحریک خلافت پاکستان" اور پھر جمعیت علماء پاکستان" کے پلیٹ فارم سے نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ

Marfat.com

اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ قید و بند، قاتلانہ حملے اور دیگر اوچھے ہتھکنڈے آپ کے عزم و حوصلہ کو تسخیر نہ کر سکے۔ آپ نے ہمیشہ اپنی ایمانی غیرت و حمیت کو زندگی کا مقصد اور متاع گردانا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ہر قسم کی حرص و ہوس سے مبرا ہیں۔ پاکستان میں آپ جیسا باعمل عالم اور بااصول سیاستدان بہت کم دیکھنے میں آیا ہے۔

محمد صادق قصوری صاحب نے ''نذر مجاہد ملت'' کی ترتیب و اشاعت کا ذمہ لے کر اپنی فطانت، ذہانت، وقت شناسی اور ... نیازی کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا کردہ عظمت و توقیر کا اعتراف دل کی گہرائیوں سے کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب اہل اقتدار و اختیار کے لئے ''مشعل راہ، اہل بست و کشاد کے لئے بصیرت افروز، سیاستدانوں کے لئے چراغ ہدایت اور اہل قلم و قارئین کے لئے اخلاقی، علمی، ادبی اور فنی اعتبار سے گراں قدر اضافہ کا باعث ہوگی

ندیم نیازی

۷ مئی ۱۹۹۷ء

Marfat.com

حصہ اول

منشورات

111976

Marfat.com

مردِ مومن مردِ قلندر

سید غلام مصطفیٰ خالد گیلانی ....راولپنڈی

(الحاج سید غلام مصطفیٰ شاہ خالد گیلانی ۱۹۰۷......۱۹۸۹ء تحریک پاکستان کے نامور کارکن، مسلم لیگ کے دیوانے اور قائد اعظم کے جانثار سپاہی تھے۔ موصوف کو مجاہد ملت دامت برکاتہم عالیہ سے بھی بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ ۱۹۸۷ء میں میری درخواست پر انہوں نے حضرت مجاہد ملت کے بارے میں جن تاثرات کا اظہار کیا وہ پیش خدمت ہیں۔ پڑھئے اور ایمان تازہ کیجئے۔ (قصوری)

میں نے اپنی نصف صدی کی سیاسی زندگی میں جس کا آغاز ۱۹۲۳ء میں تحریک خلافت میں شمولیت سے ہوا ہے۔ تقریباً ایک درجن تحریکوں میں سرگرم حصہ لیا اور غیر معمولی قربانیاں دی۔ مجھے فخر و ناز ہے کہ میں نے اپنی سیاسی زندگی میں سات سال قید اور دو سال نظر بندی کے مصائب و آلام جھیلے۔ مگر خدا کے فضل و کرم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت کاملہ کے صدقے میرے پائے استقلال میں کبھی رائی بھر فرق نہیں آیا۔

جہاں تک بطل جلیل مولانا عبدالستار خان نیازی ایم اے کا تعلق ہے۔ ۱۹۳۶ء سے حصول پاکستان کی تحریک میں ہم نے حقیقی بھائیوں کی طرح دوش بدوش کام کیا ہے اور حضرت قائد اعظمؒ کی گڈ بک میں رہے۔ مولانا نیازی وہ پہلے مرد قلندر اور مرد مومن ہیں جنہوں نے اپنی سیاسی و مذہبی زندگی میں ہمیشہ اعلائے کلمۃ الحق کو اپنی زندگی کا محبوب مشغلہ تصور کیا۔ خدمت خلق اور تبلیغ دین اسلام آپ کی زندگی کا واحد نصب العین ہے۔

تحریک ختم نبوت میں جب آپ کو سزائے موت سنائی گئی تو انہوں نے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایک مرد مومن اور مرد قلندر کا کردار ادا کیا۔ اور آپ کے پائے استقلال میں ذرا فرق نہ آیا۔ آپ نے اس تحریک کے علاوہ قید و بند کی کئی بار صعوبتیں

Marfat.com

برداشت کیں اور ہر آزمائش میں کندن بن کر نکلے۔ مولانا نیازی ''پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے ہیرو اور مسلم لیگ کے مرد مجاہد تھے۔ آپ نے کبھی سودے بازی یا اپنے پاکیزہ اصولوں کو قربان نہیں کیا۔ عمل و کردار کے اعتبار سے بھی مولانا ایک مثالی شخصیت ہیں آپ اہلسنت و جماعت صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔ اور حریت و آزادی کی ہر تحریک میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ آپ نت نیا رنگ بدلنے اور سیاسی ہیرا پھیری پر یقین نہیں رکھتے، یہی وجہ تھی کہ حضرت قائداعظمؒ تازیست مولانا نیازی کو بڑے ادب و احترام کی نگاہوں سے دیکھتے رہے۔ اور مولانا کو بھی قائداعظم اور مسلم لیگ سے غیر فانی عقیدت و محبت تھی۔ مولانا ایک عظیم محب وطن پاکستانی ہیں۔ وہ علاقائی۔ صوبائی۔ یا لسانی عصبیتوں پر یقین نہیں رکھتے اور چار قوموں کی فتنہ انگیزی کو ملک و قوم کے مفاد کے منافی تصور کرتے ہیں۔ مولانا نت نئی سیاسی پارٹیاں بدلنے پر یقین نہیں رکھتے بلکہ ابن الوقت، مفاد پرست، خوشامدیوں اور سیاسی مسافروں کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ میری طرح مولانا بھی مسلم لیگ سے غیر فانی محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور دھڑے بندی سے انتہائی نفرت کرتے ہیں۔ آپ اسلام کی سنہری روایات پر یقین رکھتے ہیں اور پاکستان کے بنیادی نظریات کے تحفظ کے آج بھی علمبردار ہیں۔

مولانا ان مسلم لیگی لیڈروں سے متنفر ہیں جنہوں نے پاکستان کی خالق جماعت اور حضرت قائداعظمؒ کی امانت مسلم لیگ میں خیانت کی ہے۔ جداگانہ انتخابات پاکستان کی بنیاد ہے اور مخلوط انتخابات کانگریسی نظریہ ہے۔ جو لوگ آج بھی مخلوط انتخابات پر یقین رکھتے ہیں وہ پاکستان کے بنیادی نظریات کے منکر ہیں۔ اس لئے مسلم لیگی لیڈروں کی جنگ زرگری سے متنفر ہو کر مولانا اہلسنت و جماعت کے خوابیدہ سواد اعظم کو ایک متحدہ پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے جمعیت علماء پاکستان کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہیں اور قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت پر مکمل اعتماد و بھروسہ رکھتے ہیں۔ ان کا خیال

Marfat.com

ہے کہ موجودہ قومی اتحاد کے مقابلے میں اسلامی اتحاد کی تشکیل کر کے ان تمام عناصر کو شمولیت کی دعوت دی جائے جنہوں نے حصول پاکستان کی تحریک میں خلوص قلب سے سرگرم حصہ لیا تھا اور ان تمام عناصر کو نظر انداز کر دیا جائے جو قومی اتحاد کی سیڑھی استعمال کر کے ملک وقوم کو دھوکہ دے کر چور دروازے سے اقتدار کی گدیاں حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں۔ وہ اس روشن حقیقت سے خوب واقف ہیں کہ اگر قومی اتحاد ٹوٹ گیا یا اس کے مقابلے میں ایک مضبوط و مستحکم اسلامی اتحاد قائم ہو گیا تو اسلام اور پاکستان کے بنیادی نظریات پر یقین کامل رکھنے والے تمام عناصر خواہ وہ کسی بھی سیاسی پارٹی سے متعلق ہوں جوق در جوق اسلامی اتحاد کے پلیٹ فارم پر اکھٹے ہو جائیں گے۔ اور آئندہ عام انتخابات میں سب سے میجر پارٹی ہوں گے اور جن لوگوں نے محض ٹکٹوں کی تجارت سے لاکھوں روپیہ کما لینا ہے کوئی ہارے یا جیتے ان کی بلا سے۔ مولانا نیازی اس قسم کی گندم نما جوفروشی پر یقین نہیں رکھتے وہ سیدھے سادھے مسلمان اور مرد مجاہد ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ جو سیاسی پارٹیاں قومی اتحاد سے سریش بن کر کر چمٹی ہوئی ہیں وہ قومی اتحاد کے ٹوٹنے کی صورت میں اگر اپنی جماعتی حیثیت سے آنے والے عام انتخابات میں حصہ لیں تو چند سیٹوں پر بھی کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ ان کی سیاسی زندگی کی بقا کا انحصار صرف قومی اتحاد سے وابستہ ہے۔ چونکہ انفرادی طور پر الیکشن لڑنے کا زمانہ بیت چکا ہے لہٰذا کالے دھن والے عناصر کو کسی نہ کسی سیاسی جماعت سے ٹکٹ ضرور خریدنا ہو گا۔ نتیجہ خواہ کچھ نکلے، ٹکٹ فروخت کرنے والوں کی بلا سے، ان کی تو ہر لحاظ سے چاندی ہے۔

کوئی مانے یا نہ مانے مگر انتشار اور دھڑے بندی کے باوجود مسلم لیگ سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے اور دوسرے نمبر پر جمیعت علماء پاکستان جس کی قیادت کا شرف مولانا نورانی کو حاصل ہے۔ اگر یہ دونوں بڑی جماعتیں ''اسلامی اتحاد'' کے نام پر اکٹھی ہو گئیں تو میدان مار جائیں گی۔ اس لئے کہ تمام اسلام پسند و پاکستان کی بنیادی نظریات کے

Marfat.com

حامل عناصر ''اسلامی اتحاد میں شمولیت پر مجبور ہوں گے کیونکہ ''اسلامی اتحاد'' کا پلہ بھاری ہو گا۔ انہی وجوہات کی بنا پر مولانا عبدالستار خان نیازی پاکستان کے طول وعرض میں سرگرم عمل ہیں اور خفتہ بخت سواد اعظم کو بیدار کرنے میں سو فیصدی کامیاب ہو چکے ہیں۔ جہاں تک مسلم کانفرنس کا تعلق ہے وہ آزاد کشمیر کی نمائندہ جماعت اور پاکستان سے الحاق کی داعی ہے۔ اسلام اور پاکستان کے بنیادی نظریات کی علمبردار ہے۔ لہٰذا اس کو بھی ''اسلامی اتحاد'' میں اپنے ہم خیال عناصر کے ساتھ شامل ہونا پڑے گا۔ باقی قومی اتحاد کے جن عناصر نے فی الحقیقت اسلام و پاکستان کے بنیادی نظریات کو صدق دل سے اپنا لیا ہے ان کے لئے بھی یہ آزمائش درپیش ہے اگر وہ اپنے نظریات کو بدل چکے ہیں تو پھر ان کو بھی قومی اتحاد کا فراڈ ختم کر کے ''اسلامی اتحاد'' میں آنا پڑے گا۔ یہی وہ صراط مستقیم ہے جس پر عمل کرنے کے لئے پیر صاحب پگاڑا شریف پر تول رہے ہیں۔ ہمیں یقین کامل ہے اور مولانا عبدالستار خان نیازی ایسا بطل جلیل اس روشن حقیقت پر یقین رکھتا ہے کہ مختلف سیاسی نظریات کا ڈھونگ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا۔ جو لوگ آج بھی بھارت کا کانگریسی نظریہ مخلوط انتخابات اپنائے ہوئے ہیں وہ مسلمان قوم کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ یہ میرا ایمان ہے۔ مولانا ظفر علی خان مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بھارت میں بلائیں دو ہی تو ہیں اک ساورکر اک گاندھی ہے
اک کفر کا چلتا جھکڑ ہے اک شرک کی اٹھتی آندھی ہے
ہے منہ میں نام آزادی کا اور دل میں شوق غلامی کا
اکھڑی تھی ہوا انگریزوں کی ان دونوں نے مل کر باندھی ہے
دنیا میں ٹھکانے دو ہی تو ہیں آزاد منش انسانوں کے
یا تختہ جگہ آزادی کی یا تخت مقام آزادی کا

یہی وہ قابل قدر نظریۂ آزادی ہے جس پر مولانا عبدالستار خان نیازی یقین رکھتے

Marfat.com

ہیں۔اور یہی نظریہ ء میری نصف صدی کی سیاسی زندگی کا نچوڑ ہے۔خدا کرے کہ مرتے دم تک یہی تصور قائم رہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ مولانا عبدالستار خان نیازی ایسے مرد قلندر اور بطل جلیل نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ اگر ہم نے بچے کھچے پاکستان کو قائم و دائم رکھنا ہے تو پھر ہم کو آنے والے انتخابات میں ایک بار پھر دو قوموں کی تھیوری کی جنگ لڑنا ہوگی۔ایک بار پھر ہمیں جداگانہ نظریۂ پاکستان کو اجاگر کر کے مخلوط انتخابات کے کانگریسی و بھارتی نظریہ کو شکست فاش دینی ہے کیونکہ سوائے اس کے پاکستان کے موجودہ ڈھانچہ بھی قائم نہیں رہ سکتا۔اگر دشمنان پاکستان مخلوط انتخابات کا نظریہ نہ اپناتے تو اندرا گاندھی کو یہ کہنے کی کبھی جرأت نہ ہوتی کہ پاکستان کا نظریہ جداگانہ انتخابات میں نے بوڑھی گنگا میں ڈبو دیا ہے۔اگر یہ طرز عمل اختیار نہ کیا جاتا تو مجیب الرحمٰن بنگلہ بندھو نہ بنتا۔اور پاکستان دولخت نہ ہوتا۔محض ہوس اقتدار کی آگ بجھانے کے لئے ایک کمزور ترین کرسی پر مشرقی پاکستان قربان کرنے کے لئے ''ادھر ہم ادھر تم'' کا نعرہ بلند کر کے اپنی موت کا سامان کر لیا گیا۔دنیا نے بچشم خود دیکھ لیا کہ مجیب و بھٹو دونوں کو پاکستان توڑنے کی عبرت ناک سزا مل چکی ہے۔اس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔چونکہ میں نے اور مولانا عبدالستار خان نیازی نے تعمیر پاکستان میں ان گنت قربانیاں دی ہیں لہٰذا آج ریڈیو اور ٹی وی پر جو لوگ پاکستان بنانے کا سہرا اپنے سر باندھتے نہیں شرماتے،ان کے اس طرز عمل سے ہمیں دکھ ہوتا ہے کیونکہ حصول پاکستان کی تحریک میں وہ ہمارے شریک سفر نہیں تھے۔

ان خیالات کے ساتھ میں اپنے رفیق عزیز مولانا عبدالستار خان نیازی کے حضور سلام و نیاز پیش کرتا ہوں۔گر قبول افتد زہے عز و شرف

Marfat.com

مردِ درویش

(صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی)

(صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی وطن عزیز کے نامور ادیب، شعلہ بیان خطیب اور ممتاز عالم دین ہیں۔ علم و داب ان کا اوڑھنا بچھونا ہے متعدد کتابوں کے مصنف اور کئی ایک رسالوں کے ایڈیٹر رہے ہیں۔ آج کل روزنامہ "نوائے وقت" لاہور میں کالم لکھتے ہیں۔ حضرت مجاہد ملت سے والہانہ محبت اور راقم الحروف پر بے پناہ شفقت فرماتے ہیں۔ ان کا یہ تاثراتی مضمون اس قدر جامع ہے کہ میرے پاس تعریف کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ قارئین کرام پڑھیں اور داد دیتے جائیں (قصوری) آہ! گیلانی صاحب اس کتاب کے چھپنے سے پہلے ہی انتقال فرما گئے (قصوری)

ع ۔ وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

جب بھی "بال جبریل" پڑھنے کا موقع ملتا ہے اور علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے یہ اشعار نظر سے گزرتے ہیں تو بے ساختہ حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی کا چہرہ نگاہوں میں گھوم جاتا ہے۔

یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہر یک دانہ   یک رنگی و آزادی اے ہمت مردانہ
یا سنجر و طغرل کا آئین جہانگیری   یا مرد قلندر کے انداز ملوکانہ
یا حیرت فارابی یا تاب و تب رومیؒ   یا فکر حکیمانہ یا جذب کلیمانہ
یا عقل کی روباہی یا عشق یدّ اللہی   یا حیلہء افرنگی یا حملہء ترکانہ
یا شرع مسلمانی یا دیر کی دربانی   یا نعرہ مستانہ کعبہ ہو کہ بتخانہ
میری میں فقیری میں شاہی میں غلامی میں   کچھ کام نہیں بنتا، بے جرأت رندانہ

مولانا محترم نے کبھی سنجر و طغرل کو اپنا آئیڈیل نہیں بنایا، ان کے ممدوحین میں ہمیشہ

Marfat.com

مردان قلندر رہے ہیں۔ وہ حیرت فارابی کے کبھی قائل نہیں رہے وہ ہمیشہ سوز و ساز رومی کی طرف مائل رہے ہیں وہ کسی سر بجیب حکیم کی خشک فکری کے دلدادہ دکھائی نہیں دیئے وہ ہمہ وقت جذبِ کلیم کے لئے آمادہ نظر آئے۔ انہیں کبھی عقل کی روباہی پر اعتبار نہیں آیا ان کا ہر دور میں عشق ید اللہی پر انحصار رہا۔ حیلہء افرنگی ان کی طبیعت کا حصہ نہیں رہا حملہ ترکانہ ان کی سرشت کا خاصہ رہا۔ ان کا مزاج دیر کی دربانی سے بیزار رہا البتہ شرع مسلمانی ان کا اشعار رہا۔ سویلین ڈکٹیٹرشپ ہو یا فوجی آمریت ان کا نعرہ مستانہ بلند رہا اور ہر محاذ پر ان کا یہ اعلان سنائی دیتا رہا کہ۔ ع

کچھ کام نہیں بنتا بے جرأت رندانہ

مجھے حضرت مولانا سے قریب قریب بیس سال کی نیازمندی کا شرف حاصل ہے اور ان سے مل کر ہر بار نیا اور گہرا تاثر لیا ہے، خوشگوار تاثر ان کی چوراسی برس کی بھرپور زندگی بے پناہ ولولوں، جاں گداز مرحلوں، خارا شگاف لمحوں، ایمان افروز جذبوں اور یادگار معرکوں سے معمور رہی ہے۔ جس کا احاطہ کئی ضخیم تصنیفات تو کرسکتی ہیں چند تاثراتی مقالات ناکافی ہیں۔

مولانا نیازی وہ مرد مومن ہیں جن کے مقاصد ہمیشہ جلیل اور امیدیں بہت قلیل رہی ہیں۔ اسی خوبی نے عیسیٰ خیل کے مولانا نیازی کو قافلہ حریت و بے نیازی کا سرخیل بنا دیا ہے۔ بہت سی تفصیلات اور تفصیلی واقعات میں جائے بغیر مولانا کی دو خوبیاں ایسی ہیں جن سے ہر وہ شخص ضرور متاثر ہوتا ہے خواہ وہ لمحاتی شرف نیاز رکھتا ہو یا برسوں کا خلوتی راز ہو۔ جس شخص کے پہلو میں ایک دردمند دل اور سینے میں جیتا جاگتا ضمیر ہو، مولانا کی ایک خوبی ہے ''شان درویشی'' اور دوسرا وصف ہے ''آئین جوانمردی''۔ ان دو باتوں پر ان کی زندگی میں کسی موڑ پر معذرت نظر آئی ہے اور نہ کسی مرحلے میں معذرت۔ ان کی درویشی پر ہر دور کا دارپوش اعظم رشک کرتا رہا اور جوانمردی سے نمرود وقت ہول کھاتا رہا، انہوں نے حیات مستعار کو اس قدر غنیمت نہیں سمجھا کہ عہد کم ظرف کی ہر بات گوارا کرتے چلے جائیں۔

Marfat.com

انہوں نے غم دوراں کو کبھی غم جاناں پر حاوی نہیں ہونے دیا۔ وہ اپنے دیدۂ تر کی بے خوابیوں پر خوش اور دل کی پوشیدہ بے تابیوں پر مطمئن رہے ہیں، انہوں نے اپنی خلوت کے گداز پر کبھی بزم ناز کو ترجیح نہیں دی، اور متاع فقیری میں لطف امیری لینے کے عادی رہے ہیں، میں اگر یہ کہوں کہ مولانا کو اپنے سفر حیات میں کئی بار فاقے بھی کرنے پڑے ہیں تو یہ کوئی مبالغہ یا مغالطہ نہیں ہوگا لیکن کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ افلاس کی اس یلغار میں کوئی فاقہ توہین ہنر کا موجب بنا ہو، ان کی آمدن تو بہر حال کم رہی لیکن کسی مجبوری کے تحت گردن خم نہیں ہوئی۔ عہدہ رہا یا نہ رہا ان کا طرہ اپنا جگہ رہا، زمانے نے سازگاری کی یا نہ ان کی خودداری برقرار رہی۔ مال وزر ان کی آبروئے فقر کا کبھی سودا نہیں کر سکا۔ مولانا حکومت کی راہداریوں میں بھی رہے اور اپوزیشن کی وادیوں میں بھی۔ لیکن ان کا شمار لوٹنے والے جتھے میں نہیں لٹانے والے گروہ میں رہا، وہ لوگ آج بھی موجود ہیں۔ جنہیں زندگی میں ایک بار قائداعظم سے صرف مصافحہ کرنے کا موقع ملا، وہ اس کی پوری قیمت وصول کرتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جنہیں قائداعظم نے صرف خط کا جواب بھیجا وہ اس کا پورا پورا حساب رکھتے ہیں وہ بھی ہیں، جنہیں قائداعظمؒ نے صرف ہاتھ ہلا کر سلام کا جواب دیا اور انہوں نے اس کا پورا معاوضہ حاصل کیا، لیکن مولانا نیازی کو قائداعظم کی بھرپور شفقت ملی، حمایت حاصل رہی اور قربت نصیب ہوئی مگر انہوں نے اس شفقت و حمایت اور قربت کو ذریعہ تجارت نہیں بنایا۔ ۱۹۴۶ء میں قائداعظم نے علاقے کے بڑے بڑوں کو نظر انداز کر کے مولانا کو مسلم لیگ کا ٹکٹ دیا اور وہ کامیاب ہوئے لیکن جب مسلم لیگ کو تحریک پاکستان کے مقاصد سے دور اور قائداعظمؒ کے مشن اور مزاج سے نفوز ہوتے دیکھا تو انہوں نے منقار زیر پر ہونے کے بجائے سینہ سپر ہونے کو ترجیح دی۔

شدت تشنگی میں بھی غیرت میکشی رہی
اس نے جو پھیر لی نظر، میں نے بھی جام رکھ دیا

Marfat.com

وہ ایوان سے چمٹے رہنے والے نہیں اپنے ایمان پر ڈٹے رہنے والے انسان ہیں، وہ حکومت میں ہوں تو درویشی اختیار کرتے ہیں اور اپوزیشن میں ہوں تو جوانمردی شعار کرتے ہیں، مولانا پنجاب اسمبلی، قومی اسمبلی، سینٹ اور وفاقی کابینہ کے رکن رہے ہیں نہ گھر بدلا، نہ لباس بدلا اور نہ مزاج بدلا وہ پہلے وزیر بلدیات رہے اور پھر وزیر مذہبی امور بنے، ان کی وزارت تو بدلی مگر رہائش والی عمارت نہیں بدلی، وہی کرشن نگر اور وہی کاشانہ فقر، وہ قومی اسمبلی کے بعد سینٹ میں گئے ایوان تو بدل گیا مگر مکان وہی رہا۔ لوگ زندگی بھر کا نظریہ اور ڈرائنگ روم کا صوفہ بدلنے میں دیر نہیں لگاتے لیکن مولانا کا نہ سیاسی عقیدہ تبدیل ہوا اور نہ گھر کی بیٹھک کا حلیہ، ہماری آنکھوں نے دیکھا کہ ایک شخص صرف بلدیہ کا کونسلر بنا اور دنوں میں اس کا بنگلا نما گھر بن گیا اور مولانا وزیر بلدیات رہے مگر ذاتی معاشی مشکلات بدستور رہیں، جب کویت پر عراقی حملے کے نتیجے میں امریکہ نے عراق کی چھتاڑ کی اور حکومت وقت نے عوام سے مختلف پالیسی اختیار کی تو مولانا نے سرعام عراق کی حمایت کی اور وزارت سے باہر آگئے ایسا کیوں کیا؟ صرف اس لیئے کہ سیاسی نظریات کی قیمت پر وزارت سے چمٹے رہنا ان کی طبیعت اور عادت نہیں رہی۔ وزارت ان سے قناعت کا جوہر نہیں چھین سکی، ایسے حال مست لوگ مال مست افراد سے کہیں زیادہ خوش نصیب ہوتے ہیں جن کی نظر میں قصر مرمر اور حجرہ بے در برابر ہوتے ہیں، نہ وہاں سرشار اور نہ یہاں بے قرار، ایسے لوگ شاہی میں انداز فقیرانہ اور گدائی میں شوکت شاہانہ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ چونکہ مولانا، اوائل عمر میں سہی بہر کیف علامہ اقبال کے حلقہ سخن میں زیر تربیت رہے ہیں وہ گدا ہو کر بھی رسم کجلاہی سے آگاہ ہیں۔

میرے ممدوح و مخدوم نے اپوزیشن بھی اس شان سے کی کہ ایسی مشکلات ہر کسی کے وہم و گمان میں نہیں ہوتیں، ۱۹۵۳ء میں وہ تختہ دار تک ہو آئے، سکندر مرزا جیسے چالاک سربراہ کا پردۂ عیاری سرعام چاک کیا، ایوب خان اور ملک امیر محمد خان کی ساری آن بان

Marfat.com

راکھ کا ڈھیر بنا دی۔ جناب بھٹو کے تیر سینے پر سہے اور جنرل ضیاء الحق کی آمریت میں اپنی روایت برقرار رکھی، حزب اقتدار میں شامل مولانا بھکے نہیں اور حزب اختلاف میں رہ کر وہ دبکے نہیں، مولانا کا شمار اس حلقہ زہاد میں کبھی نہیں رہا۔ جو خلوت خانوں میں گم رہتا ہے بلکہ ان رندان قدح خوار میں شامل رہے ہیں جن کا نشہ زمانے کی کوئی تلخی اور ترشی نہیں اتار سکی۔ راہ وفا میں سب کچھ نثار کرنے اور قرض نگاہ یار اتارنے والے یہ لوگ اب خال خال ملتے ہیں، اب تو سچی بات ہے کہ مذہبی اور سیاسی حلقوں میں انسانوں کا ایک انبوہ ہے مگر منزل سے نا آشنا اور ایک ہجوم ہے مقصد سے ناواقف و بے آگاہ، ایسے میں کچھ دم غنیمت ہیں، زمانے پر لازم ہے کہ وہ ان کی قدر کرے، یہ وہ لوگ ہیں جو زمین کا نمک، وفا کی آبرو، تاریخ کا حوالہ، پہاڑی کا وعظ اور عشق کی توقیر ہیں۔ اب ایسے لوگ ڈھونڈھنے میں بڑا وقت لگے گا۔ یہ لوگ نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہیں۔

جو بہار ملتی تو پوچھتا کہ کہاں وہ کیف نظر گیا
وہ صبا کی شوخیاں کیا ہوئیں وہ چمن کا حسن کدھر گیا؟

۷۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء

Marfat.com

نیازی قرن اول کا مسلمان

(سید محمد فاروق القادری)

(سید محمد فاروق القادری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شاہ آباد شریف، گڑھی اختیار خاں ضلع رحیم یار خان ہمارے ملک کے نامور مفکر، مصنف اور صاحب قلم ہیں۔ موصوف پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے (گولڈ میڈلسٹ) ہیں تاریخ، تصوف، فقہ پر ان کی گہری نظر ہے۔ ایک روحانی خانوادے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے قرآن و حدیث سے والہانہ لگاؤ انہیں ورثہ میں ملا ہے ان کے والد گرامی حضرت سید محمد مغفور القادری تحریک پاکستان کے نامور رہنما تھے۔ مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی مدظلہ پر قادری صاحب کا یہ مختصر سا مضمون بڑے خاصے کی چیز ہے۔ انہوں نے مولانا نیازی کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ اس انداز سے بیان کیا کہ بس انہیں کا حصہ ہے (قصوری)

نیازی صاحب سے میری نیازمندی کا تعلق تقریبا بیس سال پرانا ہے ایک علمی ادبی گھرانے کا فرد ہونے کی حیثیت سے نیازی صاحب کو میں غائبانہ بہت پہلے جانتا تھا۔ آپ کی راست فکری، مجاہدانہ کردار، اور تحریک پاکستان اور ختم نبوت میں آپ کی پر جوش اور ولولہ انگیز مساعی کے ساتھ ساتھ شریعت و سنت کی تابعداری، قلندرانہ مزاج، عشق رسول اللہ ﷺ کی متاع سے بہرہ وری اور ذاتی کردار کی عظمت سے میں متاثر تھا۔ ۱۹۶۷ء میں پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے کے طالب علم کی حیثیت سے داخل ہوا تو نیازی صاحب سے اکثر شرف نیاز رہنے لگا۔

ان دنوں آپ لکشمی بلڈنگ (لکشمی چوک میکلوڈ روڈ لاہور) میں قیام پذیر تھے میں نے نیازی صاحب کو جلوت و خلوت میں دیکھا ہے۔ میرا احساس نہیں بلکہ مشاہدہ ہے کہ نیازی صاحب قرن اول کے مسلمانوں کے بچھڑے ہوئے فرد ہیں۔ نیازی صاحب نے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی سے ڈرنا سیکھا ہی نہیں آپ کریم النفس، کشادہ دست، عالی نگاہ اور انتہائی وسیع الظرف انسان ہیں۔ بطور انسان نیازی صاحب میں بڑی

Marfat.com

خوبیاں ہیں۔آپ کی آواز میں حق کا طنطنہ ہے بولتے ہیں تو باطل کے ستون لرزنے لگ جاتے ہیں۔آپ کو انگریزی اردو عربی اور فارسی پر یکساں دسترس حاصل ہے۔مطالعہ بہت وسیع ہے۔نازک اور باریک مسائل پر آپ کی نظر بہت گہری ہے۔

میرے ساتھ قبلہ نیازی صاحب کی شفقت اور محبت کا عالم کیا ہے یہ چیز شنیدنی نہیں دیدنی ہے۔علم و ادب کے ایک معمولی طالب علم کو جو عزت افزائی نیازی صاحب کے ہاں ہوتی ہے اسے دیکھ کر جہاں مجھے شرمندگی ہوتی ہے وہاں نیازی صاحب کے مقام و مرتبے کا بھی احساس ہوتا ہے۔نیازی صاحب نے اپنا سب کچھ ملک و مذہب پر قربان کر دیا، ذاتی جائیداد، آرام، سکون، جوانی سب کچھ دیدیا جواب میں انہیں جیل کی سلاخوں اور قاتلانہ حملوں کے سوا کیا ملا، نیازی صاحب یہ سب کچھ برداشت کرنے پر آمادہ ہیں مگر سیاہ کو سفید کہنے سے انکاری ہیں۔ان کا مسلک زمانہ باتو نہ سازد تو بہ زمانہ ستیز ہے۔اے کاش مجاہد اسلام مولانا عبدالستار خان نیازی کسی زندہ قوم میں پیدا ہوتے۔میں مولانا کی جرأت، استقامت، اولوالعزمی اور بلند نگاہی کو سلام کرتا ہوں۔

۱۸ مارچ ۱۹۸۷ء

Marfat.com

اتحاد بین المسلمین کا داعی

(سید وجاہت رسول قادری کراچی)

حضرت صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صدر" ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی" ملک کے نامور اہل قلم، دانشور اور صاحب علم ہیں، موصوف کی زیر قیادت ادارہ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ پر جو تحقیقی، تاریخی اور علمی اور ادبی کام کیا وہ نہ صرف عدیم النظیر ہے بلکہ قابل تقلید ہے۔ سید صاحب کو مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی دامت برکاتہم عالیہ کی گرانقدر خدمات کا بھی کھلے دل سے اعتراف ہے جس کا انہوں نے درج ذیل مضمون میں اظہار کیا ہے۔ لیجئے پڑھیئے اور ایمان کو تازہ کیجئے۔ (قصوری)

حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی حفظہ اللہ تعالیٰ کی حیات اور کارناموں پر مشتمل آپ جو کتاب ترتیب دے رہے ہیں یہ ایک احسن اقدام ہے۔ حضرت مولانا سے فقیر کی ملاقات بہت سرسری رہی ہے لیکن جو کچھ راقم نے بزرگوں سے سنا اور بعض مضامین میں پڑھا اس سے ان کی بیش بہا ملی خدمات کا اندازہ ہوتا ہے۔ مولانا اپنے دور طالب علمی سے تحریک پاکستان کے سرگرم رکن رہے ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح کے ہراول دستے کی حیثیت سے جن طالب علم رہنماؤں نے خدمات سرانجام دی ہیں ان میں مولانا کا اسم گرامی بہت نمایاں ہے۔ انہوں نے دوران تحریک پاکستان برصغیر پاک و ہند کے نوجوانوں اور طالب علموں کو مسلم لیگ کی حمایت کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے، انہیں فعال بنانے اور نتیجہ خیز کردار ادا کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔

وہ ہمیشہ سے ایک دردمند دل کے مالک ہیں، قیام پاکستان کے بعد وطن کی تعمیر کا مسئلہ ہو یا استحکام کا یا مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا۔ انہوں نے ہر محاذ پر مثبت کردار ادا کیا ہے۔ تحریک ختم نبوت ہو، تحریک نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم یا تحریک بحالی جمہوریت، مولانا عبدالستار خاں نیازی اس کے روح رواں رہے ہیں۔

وہ ہمیشہ سے مسلمانوں کے آپس کے انتشار و افتراق اور فرقہ پرستی سے نفور و

Marfat.com

گریزاں رہے ہیں ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کا آپس میں اتحاد و اتفاق رہے تاکہ ہنود، یہود، اور عیسائی مسلمانوں کی اس کمزوری سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کے لئے بھی ان کی بڑی خدمات ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمتہ والرضوان کی عبقری شخصیت، عشق مصطفیٰ ﷺ اور اتباع رسول ﷺ کے حوالے سے ان کی آئیڈیل رہی ہے جب سعودی حکومت نے بعض نادان پاکستانی اور ہندوستانی دوستوں کے ورغلانے پر اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' پر پابندی لگائی تو مولانا نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور ''کنز الایمان'' کی خصوصیات پر ایک مقالہ تحریر کر کے ثابت کیا کہ یہ ترجمہ سلف و صالحین کی تفاسیر سے مستفاد ہے جنہیں علماء امت کا اعتماد حاصل ہے۔

انہوں نے مسلمانوں کو مزید انتشار سے بچانے کے لئے حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کے فیصلہ ''ہفت مسئلہ'' کی روشنی میں ایک سات نکاتی پروگرام پیش کر کے تمام دیوبندی، وہابی اور سنی علماء کو متحد ہونے کی دعوت دی اور اس کے لیے مختلف گروہ کے علماء سے ملاقاتیں کر کے انہیں اپنے پیش کردہ پروگرام کی روشنی میں اپنے اختلافات ختم کرنے اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی جدوجہد کی لیکن افسوس کہ دیوبندی اور وہابی زعماء کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے مولانا کی یہ مخلصانہ کوشش ناکام ہوگئی۔

مولانا ایک مرنجامرنج طبیعت کے مالک ہیں وہ ایک خوش اخلاق، بامروت اور وضع دار انسان ہیں۔ لعلاء کلمۃ الحق میں ایسے بے باک اور نڈر ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے ظالم و جابر سے بھی کمپرومائیز کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی کسی لالچ کے سبب اپنے اصول کو قربان کرتے ہیں۔

ابھی دنیا میں کچھ لوگ باقی ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں صحت و عافیت عطا فرمائے اور ان کے وجود کو ہمارے اتحاد و اتفاق کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

۸ دسمبر ۱۹۹۹ء

Marfat.com

مجاہد ملت دوسری دنیا کا انسان

(سیّد انور قدوائی، لاہور)

سید انور قدوائی پاکستان کے نامور صحافی ہیں جن کی ثقاہت کا ڈنکا ہر چار سو بج رہا ہے، پہلے عرصہ دراز تک روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور سے وابستہ رہ کر نظریہء پاکستان کی بانگِ دہل تبلیغ کی اور اب چند سال سے روزنامہ ''جنگ'' لاہور سے منسلک ہیں۔ اور اپنے مذہبی، سیاسی اور نظریاتی افکار کا بڑی جرأت و بیباکی سے اظہار کرتے ہیں۔ موصوف کے والد گرامی مولانا سید امیر الدین قدوائی رحمتہ اللہ علیہ تحریک آزادی کے نڈر سپاہی تھے اور حضرت مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کے بزرگ دوست۔ جناب سیّد انور قدوائی نے حضرت مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عقیدت و محبت کا جو نذرانہ پیش کیا ہے وہ خاصے کی چیز ہے اور بار بار پڑھنے کے لائق ہے (قصوری)

آج ہم جس نفسانفسی کے دور سے گزر رہے ہیں کہ سارا معاشرہ تباہی کی جانب تیزی سے گر رہا ہے اور ملک میں دولت حاصل کرنے اور ذاتی اغراض کے حصول کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ سب ہیں کہ سایہء دیوار کی جانب بھاگ رہے ہیں۔ ایوان اقتدار کی چوکھٹ پر حاضری لگانے والوں کی بھیڑ ہے۔ سب اپنی وفاداری کی صدا بلند کر رہے ہیں۔ کوئی یہ نہیں سوچتا کہ سب کچھ فانی ہے یہیں وہ جائے گا۔

شاہان روزگار، یزدان اقتدار
سب کا غرور قبر کی مٹی نے کھا لیا

اس دور میں مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار نیازی کی ذات امید کی کرن ہے جو آج کے اندھیروں میں چمک رہی ہے اور نئی نسل کو حوصلہ ہی نہیں آواز دے رہی ہے کہ ہمارا ملک کوئی عام سا ملک نہیں، خطہ زمین نہیں جہاں ایک قوم، قبیلہ یا گروہ آباد ہے بلکہ اس کا

Marfat.com

قیام اعلی مقاصد کا حصول تھا۔ یہ کسی قوم، قبیلہ سے انتساب نہیں ہے بلکہ ہندوستان کے مسلمانوں نے پہلے یہ بات تسلیم کرائی کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں اور ان کے لئے ایک الگ ملک کا مطالبہ کیا گیا جہاں اسلام کے مقررہ اصولوں (قرآن پاک) اور آزمودہ تدبیروں (سنت نبوی ﷺ) کے مطابق نظام و انتظام حکومت قائم کیا جائے، اسلامی معاشرہ ہو اور فلاحی مملکت بنے جو نہ صرف اسلام کا قلعہ قرار پائے بلکہ ساری دنیا کے لئے نمونہ عمل بھی ہو اور نئی نسل کو ان کے مقاصد کے حصول کے لئے جدوجہد ہی نہیں جہاد کرنا ہوگا۔ اور مولانا نیازی صاحب قبلہ کی ساری زندگی نوجوانوں کے لیئے مشعل راہ ہے کہ انہوں نے اپنا سب کچھ اس عظیم مشن کے لئے وقف ہی نہیں کیا بلکہ ساری زندگی ملک میں نظام مصطفی ﷺ کے قیام اور نفاذ کے لئے بھرپور جہاد کیا۔ اس وقت کی کوئی مصلحت ریاستی جبر اور آمروقت ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکا۔ اور انہیں اس مشن سے عشق تھا۔ ان کی متاع حیات رہا کہ ساری عمر شادی نہیں کی۔ دنیاوی آسائشوں سے بہت دور رہے جب کہ جوانی ہی نہیں بڑھاپے میں وہ انتہائی وجیہہ، خوبصورت اور پرکشش شخصیت کے مالک تھے۔ ایک دفعہ افریقہ کے دورہ کے دوران وہاں ایک بہت بڑے تاجر کی صاحبزادی ان کے عشق میں مبتلا ہوگئی اور اپنے والدین سے اس کا اظہار کیا کہ وہ ہر قیمت مولانا صاحب قبلہ کی زوجیت میں جانے کی خواہشمند ہے اور اس پر بضد تھی۔ اس خاتون کے والد گرامی نے حضرت صاحب کی خدمت میں ڈرتے ہوئے اپنی بیٹی کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ میری زندگی تو ایک اعلی مشن و مقصد کے لئے وقف ہے اور اب میری عمر بھی شادی کی نہیں رہی۔ پھر اس خاتون کو سمجھایا گیا کہ اس کے جذبات اچھے سہی لیکن اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی میرے بزرگ اور والد گرامی مولانا سید امیر الدین قدوائی ؒ کی وفات کے بعد سرپرست ہیں اور بچوں کی طرح مجھ سے شفقت و محبت

Marfat.com

بھی فرماتے ہیں۔ میرا ان سے ایک اور رشتہ بھی ہے وہ روحانی تعلق ہے کہ میں فرید العصر حضرت میاں علی محمد خاں علیہ الرحمہ بسی شریف والوں سے بیعت ہوں اور حضرت نیازی صاحب کا بھی ان سے روحانی تعلق رہا ہے بلکہ حضرت میاں صاحب، مولانا نیازی صاحب سے بڑی محبت کیا کرتے تھے۔ ۱۹۵۳ کے مارشل لاء میں جب حضرت مولانا نیازی صاحب، تحریک ختم نبوت کی قیادت فرما رہے تھے، حضرت مولانا ابوالحسنات قادریؒ جوان دنوں جمعیت علماء پاکستان کے بانی صدر اور سواد اعظم اہلسنت کے قائد تھے اور دوسرے علماء کرام و مشائخ عظام کو حکومت نے پہلے ہی روز گرفتار کر لیا تھا۔ مولانا نیازی اس روز جامع مسجد وزیر خان میں تھے جب لاہور میں جنرل اعظم خاں کا مارشل لاء لگایا گیا۔ اس وقت کے حکمرانوں کو اللہ کے حضور اس کا جواب دینا ہوگا۔ انہوں نے شاہراہ قائد اعظم پر ختم نبوت ﷺ کے متوالوں، جانثاروں اور دیوانوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا۔ ''نعرہ رسالت، یا رسول اللہ'' کی گونج میں ایک دو نہیں سینکڑوں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ مسجد وزیر خان میں نماز جمعہ کا اجتماع تھا کہ فوج نے مسجد کا گھیراؤ کر لیا اور مسجد کے اندر موجود تمام لوگ قید ہو گئے۔ ان میں حضرت مولانا ابوالحسنات کے صاحبزادے مرحوم مولانا خلیل احمد قادری، علامہ محمود احمد رضوی و دوسرے علماء کرام کے علاوہ حضرت مجاہد ملت بھی تھے اور فوج نے ان کے سر کی قیمت مقرر کر رکھی تھی کہ سارے ملک میں اس عاشق رسول ﷺ کی گرجدار آواز گونج رہی تھی کہ نظام مصطفی ﷺ کے لئے میدان میں آ جاؤ۔ مجاہد ملت مولانا نیازی اس وقت جوان تھے اور انتہائی جذباتی و پرعزم شخصیت تھے۔ مارشل لاء کیا وہ وقت کے ہر آمر سے ٹکرانے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ لیکن انہیں ہدایت کی گئی کہ وہ مسجد سے باہر نکل آئیں کیونکہ فوج نے مسجد کے اندر گھس کر تلاشی لینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اور اس طرح مسجد کی بے حرمتی کی خدشہ تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا نیازی وہاں سے نکل کر حضرت میاں صاحب قبلہ کے پاس پاکپتن شریف پہنچ گئے۔ ان دونوں جنرل بختیار رانا فوج میں بریگیڈیئر تھے اور لاہور میں

Marfat.com

مارشل لاء کے انچارج تھے۔ کسی خفیہ ایجنسی نے اطلاع دی کہ مجاہد ملت پاکپتن شریف میں ہیں۔ فوج نے حضرت میاں صاحب کی کوٹھی کا محاصرہ کرلیا۔ جنرل بختیار رانا حضرت میاں صاحب کے مرید تھے۔ جب انہیں علم ہوا تو فوری طور پر حکم دیا کہ ''کوٹھی کے اندر داخل ہونے یا اس کی تلاشی لینے کی جرأت نہ کی جائے'' اور ایسا ہی ہوا۔ مجاہد ملت مولانا نیازی کو جب علم ہوا کہ فوج جگہ جگہ ان کی تلاش میں ہے تو حضرت صاحب کے مشورے سے ان کے ایک مرید کے ہاں قصور تشریف لے گئے تا کہ وہاں سے کسی نہ کسی طریقے سے پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں پہنچ جائیں مگر گرفتار ہو گئے اور لاہور لے جا کر مارشل لاء کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔ فوجی عدالت میں حضرت نے جو بیان دیا وہ تاریخ کا حصہ ہے۔ موت کی سزا سنائی گئی تو رب کائنات کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا کہ زندگی کا مقصد پورا ہو گیا۔

اس سے قبل میں یہ واقعہ سناؤں کہ حضرت میاں علی محمد صاحب نے دعا فرمائی اور مجاہد ملت رہا ہو گئے، ایک ''ریاستی جبر'' اور جھوٹ کی بھی وضاحت کر دوں کہ جب مجاہد ملت نے قصور میں گرفتاری دی تو فوجی اور سول احکام نے اسے غلط انداز میں پیش کیا۔ یہ خبر دی گئی کہ مولانا نیازی کو گرفتار کرلیا گیا ہے وہ داڑھی منڈا کر مسجد وزیر خان سے فرار ہو گئے تھے۔ اخبارات خصوصاً ''پاکستان ٹائمز'' ان دنوں ملک کا ایک مشہور اخبار تھا اور اس وقت کے اشتراکی لیڈر میاں افتخار الدین اس کے مالک تھے اور لیفٹ نظریات کے صحافیوں کا اخبار تھا اس لیے انہوں نے ایک عالم دین کی توہین کرنے کے لئے یہ تصاویر نمایاں طور پر شائع کیں جب کہ یہ بات سفید جھوٹ اور غلط تھی۔ حضرت مولانا نیازی نے داڑھی نہیں منڈوائی تھی بلکہ یہ جعلی تصویر بنا کر شائع کرائی گئی تا کہ مولانا نیازی کی شخصیت کی توہین کی جا سکے۔

فوجی عدالت نے جب مولانا نیازی کو پھانسی کی سزا دے دی تو مولانا اور ان کے ساتھیوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے کہ وہ اپنے مقصد و مشن میں کامیاب ہو گئے تھے کیونکہ ہر مومن کی شہادت آرزو ہوتی ہے۔ حضرت میاں علی محمد خان صاحب پاکپتن شریف

Marfat.com

میں ہوں تو یہ ان کا معمول تھا کہ حضرت بابا صاحب کے مزار اقدس پر نماز فجر کے بعد حاضری دیا کرتے تھے اور لاہور میں ہوں تو حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے مزار شریف پر حاضری دیتے تھے۔ اور جب وہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو کئی کئی گھنٹے دعا فرماتے رہتے۔ ان کے ساتھ کھڑے نوجوان ستون یا دیوار کا سہارا لے لیا کرتے تھے لیکن حضرت میاں صاحب قبلہ ۸۰ سال کی عمر میں بھی دو دو گھنٹے دعا کے لئے ہاتھ کھڑے رہتے کہ وہ کسی اور دنیا میں ہوتے تھے۔ ایک روز نماز فجر ادا کر کے جب مزار داتا صاحبؒ کی جانب روانہ ہوئے تو مولانا نیازی کے جگری دوست اور ساتھی حکیم محمد انور بابری مرحوم نے والد گرامی سید امیر الدین قدوائی سے کہا کہ حضرت میاں صاحب سے کہا جائے کہ مولانا نیازی کی رہائی کا حکم دیں۔ میرے والد صاحب نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ حضرت! اس لڑکے کی سزا بہت ہوگئی۔ اب اسے رہا کرا دیں۔ حکیم بابری نے بھی تائید کی۔ حضرت میاں صاحبؒ نے پوچھا کہ کس کی؟ میرے والد صاحب اور حکیم بابری نے ایک ساتھ مولانا نیازی کا نام لیا۔ حضرت میاں صاحب قبلہ نے حسب دستور تبسم فرمایا۔ (جب وہ مسکراتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ پھول برس رہے ہوں جن لوگوں نے حضرت میاں صاحب کی زیارت کی ہے۔ انہیں اس کا پتہ ہے ایسی معصوم اور خوبصورت مسکراہٹ تھی کہ الفاظ میں اسے بیان نہیں کیا جا سکتا) فرمایا کہ ''اللہ بہتر کرے گا'' والد گرامی نے عرض کیا کہ ''جناب والا'' اس کی رہائی کا حکم دیں۔ حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ ''اچھا اچھا۔ اللہ رہا کرے گا آؤ مزار پر چل کر دعا کریں۔'' اور شاید اسی روز مولانا نیازی رہا ہو گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا نیازی کو دنیاوی منصب سے بھی سرفراز کیا۔ وہ جوانی میں پنجاب اسمبلی کے رکن رہے۔ قومی اسمبلی میں بھی گئے۔ وفاقی وزیر بنے اور اب سینٹ کے رکن ہیں لیکن ان کے رہن سہن میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور آج بھی اس عزم و حوصلہ سے پاکستان میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے لئے جہاد کر رہے ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ

Marfat.com

پاکستان میں سواد اعظم اہلسنت کے مطابق ''سنی اسٹیٹ'' قائم کی جائے۔

جب سعودی حکومت نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن پاک کنزالایمان پر پابندی عائد کی تو ''ورلڈ اسلامک مشن'' نے لندن میں شاہ فہد کی آمد پر مظاہرہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ سعودی حکومت کو اس کا علم ہوا تو سعودی شہزادہ پرنس..........بن عبدالعزیز نے ان کے ایک وفد سے مذاکرات کئے۔ حضرت مولانا عبد الستار خان نیازی اس وفد کے قائد تھے اور انہوں نے سعودی شہزادہ اور ان کے وفد کے ارکان کو دلائل سے قائل کیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تعلیمات درست ہیں۔

مولانا نیازی ایک شخصیت نہیں ایک ادارہ، ایک مشن کا نام ہے اور ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے ان کی خدمات تاریخ کا روشن باب ہی نہیں بلکہ ایک مکمل اور جامع تاریخ ہے۔ وہ ان عظیم اور بڑے علماء کرام مین شامل ہیں جنہوں نے سواد اعظم اہلسنت کے لئے بڑے کام کئے ہیں اور پیرانہ سالی میں بھی ان کا جہاد جاری ہے۔ ہماری دعا ہے کہ ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رہے اور ان کا مقصد و مشن کامیاب ہو۔ ان کی زندگی میں پاکستان ''سنی ریاست'' بن جائے۔ یہی ان کی آرزو، ان کا مشن اور سب کچھ ہے۔ کاش ایسا ہو سکے!!

۳۰ ستمبر ۱۹۹۹ء

Marfat.com

مجاہد ملت میری نظر میں

(پروفیسر ڈاکٹر سیّد حامد علی شاہ اسلام آباد)

پروفیسر ڈاکٹر سید حامد علی شاہ سائنس کے آدمی ہیں۔ طرابلس یونیورسٹی (لیبیا) کراچی یونیورسٹی (پاکستان) میں پروفیسر رہے۔ علاوہ ازیں مختلف سائنسی اداروں سے ان کا تعلق رہا ہے۔ حال ہی میں ان کی ایک شاندار اور تحقیقی کتاب ''فراستِ فاروق اعظمؓ'' منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی ہے جو انہوں نے سائنسی نقطہ نظر سے تحریر کی ہے۔ (قصوری)

یہ بات ۱۹۵۰ء کی پہلی نصف دہائی کی ہے جب میں بلوچستان میں زیارت کے پہاڑوں کا ارضیاتی اور معدنی سروے کر رہا تھا کہ ایک دن میں زیارت میں ڈپٹی کمشنر جو کہ اس وقت ایک انگریز مسٹر ڈیوی تھے کے دفتر میں ایک کام کی غرض سے گیا تو ڈپٹی کمشنر کے اسٹینوگرافر مسٹر بخاری نے مجھے بتایا کہ ختم نبوت کی تحریک چلانے پر لاہور میں مارشل لاء کی ملٹری کورٹ سے مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کو پھانسی کی سزا ہوگئی ہے۔ میں بھی اس خبر کو سن کر اور لوگوں کی طرح سہم گیا۔ بہر حال بعد میں اس سزا پر ممالک اسلامیہ اور اعلیٰ شخصیات کے زور ڈالنے پر عملدرآمد نہ ہوا۔ مگر اس دوران خبریں آئیں کہ مولانا نیازی پر کسی قسم کی گھبراہٹ، پریشانی یا بزدلی کی آثار نہ تھے۔ بلکہ بڑے ہشاش بشاش طریقے سے وقت گزار رہے تھے اور ثابت قدمی سے اپنے مشن پر قائم تھے۔

اس کے بعد ایوب خان کے دور میں کوہ نمک (Salt Range) میں جیالوجیکل سروے پر تھا اور میانوالی کے قریب موسیٰ خیل کے ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس زمانے میں مرکزی اسمبلی کے الیکشن ہو رہے تھے جن میں مولانا نیازی بھی حصہ لے رہے تھے۔ دوسری طرف ایوب خان کے حمایت یافتہ نواب کالاباغ کا بیٹا ملک مظفر خان اسمبلی کا ممبر بننے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ شخص مولانا کے مقابلے میں علم اور سیاست میں کچھ بھی

Marfat.com

نہ تھا۔ موسیٰ خیل میں جو چند پڑھے لکھے لوگ رہتے تھے وہ اکثر شام کو میرے پاس آ کر بیٹھ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ایوب خاں کا بنیادی جمہوریت (Basic Democracy) کا نظام عجیب ''بدعنوان نظام'' ہے کہ مولانا عبدالستار نیازی جیسے عالم دین اور مجاہد کا نواب کالا باغ کے ایک معمولی صلاحیت کے حامل بیٹے کے مقابلہ میں الیکشن میں کامیاب ہونا ناممکن ہے۔

یہ سب اس وقت کی باتیں میں نے بیان کی ہیں جب تک مجھے مولانا سے ذاتی طور پر ملنے کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا۔ مولانا سے میری پہلی ملاقات کراچی میں ہوئی جب ۱۹۹۰۔۹۵ میں کراچی یونیورسٹی میں جیالوجی کا پروفیسر تھا۔ اور پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری جو کہ امام احمد رضا کانفرنس 1995 منعقدہ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۵ بروز جمعرات بمقام ہوٹل ہالی ڈے ان کراؤن پلازہ کراچی، جنرل سیکرٹری تھے، وہ میرے ساتھ تھے۔ یہ مولانا نیازی سے ایک سرسری ملاقات تھی اور اور اس وقت پاکستان کے مذہبی امور کے وزیر تھے۔

مولانا کو ۱۹۹۹ء میں اسلام آباد میں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا جب میں انجینئر بشیر احمد شیخ اور انجینئر محمد سلیم اللہ خاں کے ہمراہ ان سے ایم این اے ہاسٹل میں دو تین مرتبہ ملا جہاں وہ بطور سینٹر قیام کیا کرتے تھے۔

مولانا کی شخصیت کا سائنسی جائزہ بتاتا ہے کہ وہ شروع ہی سے مجاہدانہ طبیعت کے مالک رہے ہیں۔ وہ اپنا ایک مسلکی اور سیاسی نقطہ نظر قائم کئے ہوئے ہیں اور اس پر مضبوطی سے کاربند ہیں اور ایسا کرنے میں کسی مادی نقصان حتیٰ کہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور ان کے بقول اقبالؒ۔

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

اور اس کا ثبوت انہوں نے قادیانیوں کے خلاف تحریک میں حصہ لینے پر موت کی

Marfat.com

سزا کو خندہ پیشانی سے قبول کر کے دے دیا ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ مولانا اپنے نظریہ کے سامنے ہر چیز کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ حد ہے کہ انہوں نے وزارت کو بھی ''شریعت بل'' کی خاطر قربان کر دیا تھا۔ انہوں نے پاکستان میں نفاذ شریعت کے لئے اور سود کے خلاف زوردار اور پر خلوص جدوجہد جاری رکھی ہوئی ہے۔ سود کے معاملہ میں وہ کامیاب نظر آتے ہیں کیونکہ ان کی جدوجہد سے یہ معاملہ کورٹ سے ان کے حق میں طے ہو گیا ہے۔ مختصر یہ کہ مولانا ایک مجاہد کی زندگی اختیار کئے ہوئے ہیں اور اپنے عقائد و نظریات پر سختی سے قائم ہیں اور اپنی ذات میں قلندرانہ طریقے سے مگن ہیں۔ بقول غالب۔

یعنی بہ حسب گردش پیمانہء صفات
عارف ہمیشہ مستِ مے ذات چاہیے

۱۲۔ ستمبر ۲۰۰۰ء

Marfat.com

علم وعمل کا خزینہ

(سید ریاض حسین نقوی اسلام آباد)

علامہ سید ریاض حسین نقوی کا تعلق اہل تشیع سے ہے۔ آپ ''تحریک اتحاد اسلامی پاکستان'' کے سربراہ ہیں جن کا صدر دفتر اسلام آباد میں ہے۔ حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم عالیہ کے بارے میں آپ کے ''تاثرات'' انتہائی قابل توجہ اور قابل قدر ہیں۔ انہوں نے تعصب سے بے نیاز ہو کر جو خراج تحسین پیش کیا، درج ذیل ہے۔ (قصوری)

آپ نے جس شخصیت کے بارے میں اظہار خیال کرنے کو کہا ہے یقیناً وہ علم وعمل، قول وفعل اور صداقت و جہاد کا ایک ایسا خزانہ ہیں کہ جن کے قول وفعل سے یقیناً نصف صدی سے زیادہ مسلمانان برصغیر نے بھرپور استفادہ کیا۔ اور یہ شخصیت علم وعمل کا ایسا سرچشمہ ہے کہ جس نے بیسیوں تشنگان علم وعرفان کی نہ صرف رہنمائی فرمائی بلکہ ان کو سالکان راہ حق بنا دیا۔ یہ ایسے عظیم قائد ہیں کہ جن کی نگاہ ہمیشہ بلند، گفتگو پرکشش اور جسم سوز وگداز سے مرصع ہے۔ تحریک پاکستان ہو یا تحریک ختم نبوت ان کی قائدانہ صلاحیتوں سے نہ صرف امت مسلمہ سرخرو ہوئی بلکہ عالم اسلام کے دشمنوں کے دانت بھی کھٹے ہوئے۔ اور جن کی زندگی کا اصول ہمیشہ یہی رہا کہ حق کہو اور حق سنو نہیں تو علیحدہ ہو جاؤ۔

مجھے اکثر وبیشتر ان سے نہ صرف قریبی تعلق رکھنے کا موقع ملا بلکہ حج جیسے مبارک سفر میں، میں حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی دام عزہ کی رفاقت میں اس عظیم فریضہ سے مشرف ہوا۔ اور وہاں مسجد حرام ہو یا مسجد نبوی ﷺ، منیٰ کا میدان ہو یا عرفات کا صحرا، سرزمین عرب کی گرمی ہو یا ریگستان کی لو، میں نے جب بھی ستار نیازی کو دیکھا، فنافی اللہ اور عشق سرور کونین ﷺ میں مستغرق دیکھا اور روضہ رسول ﷺ پر حاضری کے وقت حضرت مولانا کی حالت دیدنی وزیادہ پرکشش ہوتی اور آپ کا خوبصورت چہرہ مزید حسین دکھائی دیتا

Marfat.com

اور عشق سید الانبیاء ﷺ میں گرنے والے آنسو لوءلوء و مرجان کو ماند کرتے۔

آپ کی سربراہی میں فرقہ وارانہ تعصبات کے خاتمے کے لئے ''اتحاد بین المسلمین کمیٹی''، جس کا میں بھی رکن تھا۔ ایک ایسے فارمولے پر متفق ہوگئی جو آج بھی امت مسلمہ کی ہدایت کے لئے چراغ راہ ثابت ہوسکتا ہے۔ آپ ہمیشہ فرقہ وارانہ تعصبات، تنگ نظری، خود غرضی سے محفوظ رہے۔ اور ''داعی اتحاد بین المسلمین'' کے طور پر اپنی شناخت کرائی۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم مسلم قائد کو زندگی ءخضر عطا فرمائے آپ اور جملہ وابستگان عشق رسول ﷺ آپ کی شخصیت سے مستفید ہوتے رہیں۔ ع

این دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

۲۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء

Marfat.com

دورزوال میں اسلاف کی نشانی

(پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

مفکر اسلام مفسر قرآن علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم عالیہ کے بارے میں اپنے یہ تاثرات میری درخواست پر ۱۹۸۷ء میں کیسٹ پر ریکارڈ کروائے تھے جن کو فاضل دوست محمد الیاس اعظمی قصوری نے لوح قرطاس پر منتقل کیا۔ (قصوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دامن انسانیت کسی بھی دور میں عبقری اور انقلاب آفرین شخصیات سے خالی نہیں رہا۔ اس کے ہر شعبہ زندگی میں شخصیتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ جن کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ قومی و ملی زندگی میں پیش آنے والے مختلف قسم کے بگاڑ کی اصلاح کا کام لیتا ہے۔

مجاہد ملت حضرت مولانا عبد الستار خان نیازی دامت برکاتہم عالیہ کی شخصیت بھی برصغیر پاک و ہند کی ان نامور شخصیات میں سے ایک ہے جن کی زندگی حیات ملی کا ایک مستقل باب اور جن کی سیرت و کردار قافلہ حریت کے شہسواروں کے لئے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت مجاہد ملت اور میرے والد گرامی حضرت قبلہ ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ کے آپس میں گہرے مراسم تھے۔ اس قلبی تعلق اور محبت کی بناء پر جب بھی حضرت مجاہد ملت، جھنگ تشریف لاتے تو ہمارے ہاں قیام فرماتے۔ اسی نسبت سے جھنگ کے زمانہ طالب علمی سے ہی مجھے حضرت کے ساتھ شرف ملاقات حاصل ہے۔ پھر جب میں پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے کا طالب علم تھا۔ اس وقت اکثر آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوتا رہا۔

مجھے اس بات کے کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ میں نے حضرت مجاہد ملت کو بڑی بڑی

Marfat.com

شخصیات، سیاسی لیڈروں، علماء، مفکرین اور بڑی قد آور شخصیات جو مختلف شعبہ ہائے زندگی میں قومی تعمیر و اصلاح کا فریضہ سرانجام دے رہی ہیں، سے کئی اعتبار سے منفرد اور ممتاز پایا۔

مولانا عبدالستار نیازی مدظلہ کی زندگی ایک کھلی کتاب اور ایک مردِ مومن کی زندگی ہے۔ آپ ایک قلندرانہ شان رکھنے والے قائد ہیں۔ آپ نے اپنی حیات مستعار میں ان تمام تحریکات جن کا خمیر دینی تصور سے اٹھا ہو میں مجاہدانہ اور قائدانہ کردار ادا کیا ہے۔

تحریک پاکستان کے دنوں میں آپ اگرچہ ایک طالب علم تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے قائداعظم کے شانہ بشانہ جدوجہد کر کے اس عظیم تحریک کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا۔ اس لحاظ سے آپ کا شمار قائدین و محسنین پاکستان میں ہوتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ ایسی شخصیت کا ذکر نصاب تعلیم میں تحریک پاکستان کے قائدین میں ایک مستقل باب کے طور پر آنا چاہیے تاکہ موجودہ نسل اور آئندہ آنے والی نسلیں آپ کے زندہ تابندہ کردار سے آگاہی حاصل کر سکیں جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاکستان کی نعمت عطا کی۔

مقصد اور مشن سے آپ کی وفاداری کا عالم یہ ہے کہ آپ نے دورِ جوانی میں یہ عہد کیا تھا کہ جب تک قیام پاکستان کی تحریک کامیاب نہ ہو جائے اور پھر اس میں مکمل ''نظام خلافت'' نافذ نہ ہوگا میں اس وقت تک تجرد (غیر شادی شدہ) کی زندگی بسر کرونگا چنانچہ آج بھی جب کہ آپ کی عمر ستر برس سے متجاوز ہے آپ عزم راسخ کے ساتھ اپنے عہدہ پر قائم ہیں۔ اس قدر عہد شعاری تقویٰ و پارسائی زہد و ورع اور اتنی پختہ بلند کرداری اللہ رب العزت کے نیک برگزیدہ اور صلحاء اولیاء کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اس لحاظ سے حضرت مجاہد ملت ایک درویش صفت مردِ کامل اور ولی اللہ ہیں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوّت میں بھی آپ نے بھرپور کردار ادا کیا اور اس جرم کی پاداش میں آپ کو پھانسی کی سزا کا حکم بھی سنایا گیا جو بعد میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ

Marfat.com

کے خاص لطف و کرم سے منسوخ ہو گیا اور اس سزا کو عمر قید میں بدل دیا گیا۔

الغرض نواب آف کالا باغ کے مظالم ہوں یا ایوبی آمریت ہو آپ نے ہر دور حکومت میں بڑے بڑے آمروں کے ساتھ ٹکر لی۔ اور ان کی آمریت کے خلاف نعرۂ حق بلند کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ آپ کو اپنے مقصد سے منحرف کرنے کے لئے مختلف ادوار میں بڑے بڑے اہم مناصب کی پیش کش بھی کی گئی۔ لیکن آپ نے کمال شان استغنیٰ کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر پیش کش کو ٹھکرا دیا اور کسی طرف توجہ نہ دی۔ باوجود اس کے آپ کا سیاسی قد کسی سے کم نہ تھا اگر دل میں دنیا کا حرص و لالچ ہوتا تو آپ اپنے لئے بہت کچھ بنا سکتے تھے۔ لیکن آپ نے جس طرز پر درویشانہ اور قلندرانہ زندگی بسر کی ہے وہ آپ کے عزم و ہمت اور زہد و تقویٰ کی منہ بولتی تصویر ہے۔ آپ نے اپنی عمر عزیز کو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ ان تمام قومی و ملی اور سیاسی مذہبی خدمات کے صلہ میں کسی ذاتی منفعت و مفاد کا حصول آپ کے حاشیہ و خیال میں بھی نہیں گزرا یہاں تک کہ ان دنوں لاہور میں آپ جس مکان میں سکونت پذیر ہیں وہ بھی آپ کا ذاتی نہیں بلکہ کرائے پر لیا ہوا ہے۔ اور آپ کی گزر اوقات کا انحصار عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں واقع آبائی آراضی کی آمدنی پر ہے۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی ایک انقلابی اور سیاسی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ دنیائے علم و فضل میں بھی اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں کے جدید تعلیم یافتہ طبقے اور علماء و مفکرین اور دانشوروں کے طبقہ میں بھی آپ کا نام بڑی قدر و منزلت اور عزت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ ۷۴-۱۹۷۳ میں میرے طالب علمی کے دور میں میری یادداشت کے مطابق کسی بھی علمی مجلس کا رنگ نہ جمتا تھا۔ اور نہ ہی کسی مجلس کی شان دوبالا ہوتی جب تک حضرت مجاہد ملت اپنے طرہ امتیاز کے ساتھ اس میں شریک نہ ہوتے۔ آپ اسلامیہ کالج لاہور میں ''شعبہ علوم اسلامیہ'' کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ کے عہدے پر بھی کچھ

Marfat.com

عرصہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا شغف بھی رکھتے ہیں۔ آپ نے مختلف قومی وملی مسائل پر بہت سی کارآمد تصانیف رقم فرمائی ہیں۔ کچھ عرصہ قبل آپ نے ''امت مسلمہ'' کے مختلف گروہوں میں اتفاق واتحاد کے لئے ''اتحاد بین المسلمین'' کے نام سے ایک نہایت جامع، قابل عمل اور بھرپور فارمولا پیش کیا۔ ہے۔ جس میں آپ نے برصغیر کے مختلف مکاتیب فکر کے حامی لوگوں کو دعوت اتحاد دی ہے آپ کی اس علمی کاوش کو قومی سطح پر بڑی پذیرائی حاصل ہوئی اور تمام مکاتب فکر کے لوگوں نے اس کو بے حد سراہا۔ آپ کے اس فارمولا کے اندر اس قدر جامعیت وہمہ گیریت ہے کہ کوئی انکار کی جرات نہیں کرسکتا۔ اس کے علاوہ آپ نے تحریک پاکستان کے حوالے سے بھی بہت سے علمی مقالات قلمبند کئے ہیں۔

جری اور بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ آپ انتہائی رقیق القلب ہیں۔ نیز دین حق کے لئے اخلاص کے ساتھ کام کرنے والوں کے لئے قدر دانی اور شفقت ومحبت کے جذبات رکھنا آپ کی سیرت وکردار کا ایک اور نمایاں ترین وصف ہے۔ آج کے اس پرآشوب دور میں اگران اکابر علماء کے اسمائے گرامی شمار کروں کہ جن کے اندر یہ صفت درجہ کمال تک پہنچی ہوئی ہے۔ تو وہ چند ہی ہوں گے۔ ان میں ایک نام حضرت غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ مخلصین دین کے لئے اس قدر شفیق تھے کہ جب بھی کسی سے ملتے تو پھر اسے اپنا ہی بنا لیتے۔ میں اپنے حوالے سے بات کرتا ہوں کہ جب میں بھی حضرت کاظمی صاحب سے ملا وہ اس قدر شفقت سے ملے کہ کبھی میرے چہرے پر بوسہ دیتے اور کبھی گردن دونوں طرف سے چومتے یہاں تک کہ ان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ کبھی اس قسم کے پیار اور محبت کے جذبات حضرت پیر کرم شاہ صاحب کی شخصیت میں بھی نظر آتے ہیں کہ وہ بھی مخلصین دین حق کے لئے ہمیشہ دعاگو رہتے ہیں۔ کسی کی ٹوٹی پھوٹی کوششوں کا اعتراف اور اس کے لئے شفقت ومحبت کے

Marfat.com

جذبات رکھنا بہت بڑی عظمت ہے۔ حضرت مجاہد ملت کی ذات میں بھی یہ خوبی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے گویا کہ رنگ میں کبھی جمال غالب ہوتا ہے تو کبھی جلال، آپ کی طبیعت میں شیروں جیسا رعب و دبدبہ پایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ میں شان جلالت کو غالب کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دین کی تمکنت کے لئے ان چیزوں کا ہونا لازمی امر ہے۔ آپ اس قدر رقیق القلب ہیں کہ آپ کی رقت و نرمی کو احاطہ میں بیان میں لانا مشکل ہے۔

سوچ اور فکر کے لحاظ سے حضرت کو میں نے ہمیشہ بڑا متوازن سوچ کا حامل پایا ہے۔ کسی بھی معاملہ میں ان کی سوچ کبھی بھی انتہا پسندانہ نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے وہ ہمیشہ علماء اور طلباء کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔ الحمد اللہ ایسی شخصیت کا وجود اہل پاکستان کے لئے بالخصوص اور عالم اسلام کے لئے بالعموم اللہ پاک کی رحمت ہے۔

حضرت نیازی صاحب کو نبی پاک ﷺ سے عشق و محبت کا بھی وافر حصہ ملا ہے۔ آپ کے دل میں عشق و محبت رسول ﷺ کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اس باعث حضور رسالت ماب علیہ التحیہ والثناء کی عنایات بھی ان پر کمال درجہ کی ہیں۔ میری معلومات کی حد تک مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ پر خصوصی نوازشات و عنایات بھی کیں۔

آخر میں مَیں ''ادارہ منہاج القرآن'' پاکستان کے ساتھ ان کے قلبی لگاؤ کا بھی ذکر کرتا چلا جاؤں کہ حضرت مجاہد ملت اپنی عادت کریمہ کے مطابق ادارے کے لئے ہمیشہ دعا گو رہتے ہیں۔ اور ان کی شفقتوں اور محبتوں اور ان کی نوازشات اور عنایات سے ہم ہمیشہ اپنے آپ کو تر پاتے ہیں اور ان کی دعاؤں کی تپش ہم ہر وقت اپنے اندر محسوس کرتے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک کے صدقے آپ کی عمر دراز فرمائے اور آپ کا سایہ سادیر امت مسلمہ کے اور مسلمانان پاکستان کے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

Marfat.com

تحریک ختم نبوت کے روح رواں

(علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری)

علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری ۱۹۱۸ـ۱۹۸۹ء پاکستان کے ممتاز عالم دین جامعہ امجدیہ کراچی کے منتظم اعلیٰ اور جمعیت علماء پاکستان کے مقتدر رہنماؤں میں سے تھے۔ موصوف نے اپنے گرامی نامہ محررہ نومبر ۱۹۷۹ء میں حضرت مجاہد ملت کے بارے میں جو گلہائے عقیدت پیش کئے، درج ذیل ہیں (قصوری)

حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب سے میری پہلی ملاقات ۱۹۴۸ء یا ۱۹۴۹ میں ہوئی تھی جب کہ ان کو مولانا محمد ذاکر صاحب مرحوم نے جامعہ محمدی شریف (ضلع جھنگ) کے سالانہ جلسہ میں دعوت دی تھی۔ اتفاقاً ان کو ایک شہزور گھوڑے پر سوار کر دیا گیا جوان کو لے کر دوڑ پڑا۔ چونکہ وہ ماہر شہسوار تھے انہوں نے اس گھوڑے پر قابو پا لیا اور دور تک دوڑا کر اور تھکا کر اسے واپس جامعہ لائے۔

دوسری ملاقات اس وقت ہوئی جب کہ مرزائیوں، قادیانیوں کے خلاف لاہور اور پورے پاکستان میں پہلی تحریک چلی، اکابر علماء اور مجلس عمل کے اکثر لوگوں کو سوائے مولانا مودودی اور احتشام الحق تھانوی کے گرفتار کر لیا گیا تھا اور یہ گرفتاری کراچی میں ہوئی تھی۔ لاہور میں اکابر مجلس عمل سے سوائے دو آدمیوں کے کوئی نہ رہ گیا تھا۔ ایک مولانا داؤ غزنوی (اہلحدیث) اور دوسرے مولانا مفتی محمد حسن (دیو بندی)۔ مولانا خلیل احمد قادری نے دونوں سے ملاقات کی ان دونوں نے تحریک کی قیادت سے انکار کر دیا، پہلے نے دل کی بیماری کا بہانہ کیا اور دوسرے نے لیس علی الجرح من جرح کا بہانہ بنایا۔ مولانا خلیل صاحب نے بتایا کہ تب حضرت مولانا نیازی نے مرکز تحریک یعنی مسجد وزیر خاں میں تشریف لا کر تحریک کی قیادت سنبھالی اور تا آخر جوانمردی سے ڈٹے رہے حتیٰ کہ ان کو گرفتار کر لیا گیا۔

Marfat.com

اخبارات میں ان کی ایک پرانی تصویر اس زمانہ کی شائع کی گئی جب مولانا داڑھی نہیں رکھتے تھے اور یہ ظاہر کیا گیا کہ انہوں نے داڑھی منڈ والی ہے۔ اس کے بعد ان کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ پھر حکومت نے اس سزا کو عمر قید میں بدل دیا۔ اس زمانہ میں میں نے مولانا سے مسجد وزیر خاں میں ملاقات کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔

اس کے بعد بہت سی ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ ان کو جمعیت علماء پاکستان کا جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

Marfat.com

چہ رخ چہ قد چہ جبیں لا الہ الا اللہ

(ڈاکٹر شیر محمد زمان اسلام آباد)

جناب ڈاکٹر شیر محمد زمان کا شمار وطن عزیز کے بزرگ اہل علم وقلم، مفکر، مفسر اور دانشور حضرات میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب مختلف تعلیمی اداروں میں کلیدی آسامیوں پر فائز رہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے وائس چانسلر رہے اور اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان اسلام آباد کے چیئر مین بھی۔ جہاں رہے مثل آفتاب و ماہتاب رہے۔

ذیل میں حضرت مجاہد ملت کے حضور ان کا ہدیۂ خلوص درج کیا جا رہا ہے۔ جس کے لفظ لفظ سے عقیدت و محبت فراواں نظر آ رہی ہے۔ (قصوری)

مولانا محمد عبد الستار، خاں نیازی ایک عہد کی تاریخ ہیں، تابناک اور بے داغ تاریخ۔ جس طرح ان کے رخ زیبا کو دیکھ کر انسان بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ "چہ رخ، چہ قد، چہ" "جبیں لا الہ الا اللہ" بالکل اسی طرح ان کی راستی و پختگی فکر، ان کی حق گوئی و بیباکی، ہمت واستقلال اور عشق نبی ﷺ سے سرشاری کو دیکھ کر بھی اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ "بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا۔ ممکن ہے کوئی اسے مبالغہ آرائی ٹھہرائے مگر جن اہل علم کو مولانا کی ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا ہے وہ میرے ایک ایک جملہ کی تائید کریں گے۔ بلاشبہ ان کی مجاہدانہ وقلندرانہ زندگی کو دیکھ کر عہد اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

مولانا ظفر علی مرحوم نے قلندرانہ اسلوب میں کہا تھا۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

مولانا محمد عبد الستار خان نیازی کی پوری زندگی اس کی عملی تصویر ہے۔ تختہ دار پر بھی لٹکنے کی سزا کو قبول کر لیا، مگر عقیدۂ ختم نبوت کی حرمت وعظمت سے سرِ موانحراف نہ کیا۔ سرور کونین علیہ الصلوۃ والسلام کے دین اور ختمی مرتبت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حرمت و آبرو کی خاطر جان دینا، موت نہیں حیات سرمدی ہے۔ بقول حکیم الامت۔

ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

۵۔ اگست ۱۹۹۷ء

Marfat.com

اسلام و پاکستان کے سچے شیدائی

(مولانا عبدالحکیم شرف قادری)

محترم ومکرم جناب میاں محمد صادق قصوری صاحب زیدہ مجدہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ علیہ وبرکاتہ! مزاج شریف

آپ کا ارسال کردہ مکتوب گرامی موصول ہوا۔ یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ ایک نئی کتاب ''نذر مجاہد ملت'' ترتیب دے رہے ہیں اس سے پہلے آپ دو جلدوں میں مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی مدظلہ العالی کا تذکرہ مرتب کر چکے ہیں۔ بے حسی اور قدر ناشناسی کے اس دور میں آپ کی مساعی لائق قدر ہیں۔ فقیر تہہ دل سے آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

آپ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ میں بھی ''مجاہد ملت'' پر کچھ لکھوں، یہ آپ کی عنایت ہے کہ آپ نے مجھے اس بزم میں شریک کرنا مناسب جانا ورنہ حقیقت ہے کہ میرے قلم میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ ''مجاہد ملت'' کا صحیح تعارف کرا سکے۔ (شرف قادری)

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی مدظلہ العالی پیدائشی مجاہد اسلام ہیں۔ انہیں اگر سلطان صلاح الدین ایوبی، محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری جیسے مجاہدین اسلام رحمہم اللہ تعالیٰ کا بازوئے شمشیر زن اور گرز باطل شکن کہیں تو بجا ہے، دشمنان اسلام کے مقابل امام ربانی مجدّد الف ثانی۔ شہید تحریک آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی، امام احمد رضا بریلوی، اور محدّث علی پوری پیر سیّد جماعت علی شاہ (قدس اسرارھم) کی للکار کہیں تو مبالغہ نہیں وہ اقبال کے شاہین اور اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی کا مصداق اور تحریک پاکستان میں قائداعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ کے ہراول دستے کے مجاہد سپاہی ہیں، وہ اسلام اور پاکستان کے سچے شیدائی اور محافظ ہیں۔ ایک اجلاس میں ایک کانگرسی فکر کے حامل لیڈر نے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ'' کا شکر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے ''مجاہد ملت

Marfat.com

نے شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے اسے ڈانٹ پلائی ''عصائے نیازی'' کولہراتے ہوئے دیکھ کراس لیڈر کے ہونٹوں پرمہر سکوت لگ گئی۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے ایسے عمل کی راہ نمائی فرمائیں جو جہاد کے برابر ہو۔آپ ﷺ نے فرمایا: ہم کوئی ایسا عمل نہیں پاتے، پھر فرمایا۔ جب مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو کیا تم یہ طاقت رکھتے ہو؟ کہ اپنی مسجد میں داخل ہو جاؤ۔ قیام کرواور تھکو نہیں، روزے رکھواور افطار نہ کرو، اس نے عرض کیا: اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟ بخاری شریف عربی ص ۳۹۱)

حدیث شریف کا مطلب یہ کہ مجاہد کا دن رات عبادت میں گزرتا ہے، مولانا علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی مدظلہ، واقعی مجاہد ملت ہیں۔ان کی تمام زندگی اسلام اور پاکستان کی حمایت میں بسر ہوئی، نوجوانی کے دور سے آج تک جابر حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ڈنکے کی چوٹ پر کلمہء حق کہنا ان کا شیوہ رہا۔''امتناع فرعونیت''امتناع قارونیت'' اورامتناع یزیدیت ان کا منشور رہا۔''کتاب وسنت''''اجماع امت''اور فقہاء اسلام کے ارشادات کی حکمرانی بالفاظ دگر مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے انہوں نے اپنا تن من دھن قربان کر دیا اور تمام توانائیاں صرف کر دیں، ایک دفعہ ایران گئے تو کسی نے ان کے طرّے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا''ایں چیست''؟ (یہ کیا ہے؟) نیازی صاحب نے فرمایا''ایں پرچم اسلام است'' (یہ اسلام کا جھنڈا ہے)

مجاہد ملت نے جوانی کے دور سے آج تک باجبروت حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق بلند کیا، جس کے نتیجے میں کئی دفعہ ان پر قاتلانہ حملے ہوئے، مقدمات قائم کئے گئے۔ پس دیوار زنداں رہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی، بلکہ محمدی کچھار کا یہ شیر نئی گھن گرج کے ساتھ منظر عام پر آتا رہا، حقیقت یہ ہے کہ ان کی زندگی کا بڑا حصہ کچہریوں کے چکر کاٹنے اور جیلوں میں بسر ہوا۔

Marfat.com

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں تمام مکاتیب فکر کے علماء شامل تھے، جب ۲۵ فروری کو قائدین گرفتار کر لئے گئے تو مجاہد ملت نے مسجد وزیر خاں لاہور کو مرکز بنا کر تحریک کو جاری رکھا۔ لاہور میں روزانہ دو جلسے ہوتے، ایک عصر سے پہلے دہلی دروازہ کے باہر اور دوسرا عشاء کے بعد مسجد وزیر خاں میں، مجاہد ملت دونوں جلسوں میں خطاب کرتے اور فدایان ختم نبوت کو نئی حرارت عطا کرتے، ڈی ایس پی فردوس علی شاہ آپ کو گرفتار کرنے آیا تو رضا کاروں نے اسے دوازے پر روک لیا، تلخی بڑھی اور ایک رضا کار نے ڈی ایس پی کو چھرا مار کر قتل کر دیا۔ بالآخر مجاہد ملت قصور سے گرفتار ہوئے اور آپ پر دو مقدمات قائم ہوئے ایک ڈی ایس پی کو قتل کرنے کا اور دوسرا پاکستان سے بغاوت کا۔

پہلا مقدمہ تو ثابت نہ ہو سکا لیکن دوسرے مقدمے میں آپ کو سزائے موت سنا دی گئی۔ سپیشل ملٹری کورٹ نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری گردن پھانسی کے پھندے میں اس وقت تک لٹکائی جائیگی جب تک تمہاری موت واقع نہ ہو جائے۔"

مجاہد ملت نے فرمایا۔

"بس یہی سزا لائے ہو؟ اگر میرے پاس ایک لاکھ جانیں بھی ہوتیں تو میں ان سب کو محمد مصطفی ﷺ پر قربان کر دیتا۔ سزائے موت کا حکم سنتے ہیں یہ آیت کریمہ آپ کے دل میں آئی: خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم احسن عملاً (جس نے موت اور زندگی پیدا کی تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل والا ہے) اس سے آپ نے یہ تاثر لیا کہ زندگی اور موت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے یہ لوگ میری زندگی نہیں لے سکتے اس سے آپ کو بڑا حوصلہ ملا۔ ایک لمحے کے لئے آپ پر خوف مرگ کا حملہ ہوا لیکن دوسرے ہی لمحے یہ شعر زبان پر آیا۔

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

Marfat.com

آپ یہی شعر پڑھتے ہوئے پورے اطمینان کے ساتھ کمرے سے باہر آئے تو ڈپٹی سپر نٹنڈنٹ جیل مہر محمد حیات نے یہ سمجھا کہ ملٹری کورٹ نے آپ کو بری کر دیا ہے، کہنے لگا نیازی صاحب مبارک ہو! آپ بری ہو گئے ہیں، اس کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی تھی کہ سزائے موت کا حکم سن کر بھی کوئی شخص اتنا ہشاش بشاش ہو سکتا ہے۔ ایسا حکم سن کر تو بڑے بڑے دلاوروں کا رنگ فق اور خون خشک ہو جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا میں اس سے بھی آگے نکل گیا ہوں۔

اس نے کہا کیا مطلب ہے؟

آپ نے فرمایا:

اب انشاء اللہ تعالیٰ! حضور پاک ﷺ کے غلاموں اور عاشقوں کی فہرست میں میرا نام بھی شامل ہوگا۔ وہ پھر بھی نہ سمجھا تو آپ نے فرمایا:

فزت برب الکعبۃ (رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا ہوں، مجھے شہادت کی موت نصیب ہوگی)۔

سات دن اور آٹھ راتیں پھانسی کی کوٹھری میں رہے۔ پھر مئی ۱۹۵۵ میں اللہ تعالیٰ کا فضل حال شامل ہوا تو آپ کو باعزت بری کر دیا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام احمد بن جنبل رحمتہ اللہ علیہ کے راستے پر چلتے ہوئے حمایت حق اور استقامت کی توفیق عطا فرمائی اور سرخ رو فرمایا۔

مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی خاطر ''جمعیت علما۔ پاکستان'' میں شامل ہوئے۔ مئی ۱۹۷۳ء میں خانیوال میں جمعیت کا ''کل پاکستان کنونشن'' منعقد ہوا۔ تو مولانا شاہ احمد نورانی کو جمعیت کا صدر اور مجاہد ملت کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا، تقریباً بیس سال تک یہ دونوں قدر آور لیڈر ایک ساتھ کام کرتے رہے، (پھر نورانی میاں کے مخصوص رویہ کی وجہ سے) راستے بدل گئے جس کا پوری قوم کو قلق ہے۔

Marfat.com

جاہد ملت، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں میبل شریف ضلع بھکر کے حضرت فقیر قادر بخش نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہیں، آپ کو ضیائے مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت حاصل ہے۔ علامہ اقبالؒ کے عاشق زار ہیں اوران کے سینکڑوں اشعار نوک زبان ہیں، عابد شب زندہ دار ہیں، آپ کے ڈرائیور کا بیان ہے کہ رات ٹھیک اڑھائی بجے بستر چھوڑ دیتے ہیں اور نماز تہجد ادا کر کے اور ادو وظائف میں مشغول رہتے ہیں۔

۲۔ جون ۱۹۶۸ کو مجلس صداقت اسلام لاہور کی طرف سے پہلی بار موثر انداز میں ''یوم رضا'' منایا گیا۔ جس میں مجاہد ملت نے بھی پرزور مقالہ پڑھا، ان کا مقالہ ''مقالات یوم رضا'' کے دوسرے حصے میں چھپ چکا ہے۔ یہ مقالات مولانا قاضی عبدالنبی کوکب رحمتہ اللہ علیہ نے تین حصوں میں مرتب کئے ہیں۔

مارچ ۱۹۸۲ء میں حکومت کویت، عرب امارات اور سعودیہ کی جانب سے امام احمد رضا بریلوی کے ترجمہ ''کنزالایمان'' اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کی تفسیر ''خزائن العرفان'' کی ناروا ضبطی اور تلفی کے احکام جاری کئے گئے۔ تو مجاہد ملت نے عرب امارت، کویت اور سعودیہ، کے سفیروں کو اصلاح احوال کے لئے تفصیلی خط لکھا، ۵ مئی ۱۹۸۵ء کو ورلڈ سلامک مشن، برطانیہ کی طرف سے ''ویمبلے ہال'' لندن میں ''حجاز کانفرنس''، منعقد کی گئی جس میں سعودی حکمرانوں سے اپیل کی گئی کہ اہل سنت و جماعت کے مطالبات تسلیم کئے جائیں۔ مجاہد ملت نے اپنی کتاب ''اتحاد بین المسلمین'' کے دوسرے حصے میں اس کانفرنس کا تفصیلی تذکرہ کرنے کے علاوہ ورلڈ اسلامک مشن یو کے کی کوشش سے شاہ فہد سے ملاقات کی تفصیلات بھی بیان کی ہیں۔ اس کے علاوہ ''کنزالایمان'' پر پابندی کا علمی وتحقیقی تجزیہ'' کے نام سے ایک پر مغز مقالہ لکھا جو مجلس رضا لاہور کی طرف سے ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔

Marfat.com

مجاہد ملت سے راقم کی ملاقات ۱۹۷۴ء میں ہوئی۔ پہلے آپ لکشمی چوک کے ایک فلیٹ میں رہتے تھے، پھر اونکار روڈ اسلام پورہ (کرشن نگر) جمعیت علماء پاکستان کے سابق دفتر میں رہائش اختیار کرلی۔ چونکہ راقم جامع مسجد حامدیہ رضویہ، عمر روڈ میں جمعہ پڑھاتا ہے۔ مجاہد ملت لاہور میں ہوں تو اکثر دفعہ اس مسجد میں جمعہ ادا کرتے ہیں اس طرح ملاقاتوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔

۸۴-۱۹۸۳ء کی بات ہے کہ مجاہد ملت نے فون کیا کہ سمن آباد پروفیسر محمد طاہر القادری کی رہائش گاہ پر ایک ضروری میٹنگ ہے، اس میں آپ بھی شرکت کریں۔ کرم یہ فرمایا کہ لوہاری دروازہ خود تشریف لائے اور مجھے ساتھ لے گئے۔ طویل گفتگو کے بعد احسان الٰہی ظہیر کی کتاب ''البریلویہ'' کا جواب لکھنے کی ذمہ داری میرے سپرد کی گئی، حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ صدر مرکزی مجلس رضا لاہور سے بات ہوئی تو انہوں نے یہ کہہ کر حوصلہ دیا کہ آپ لکھیں، ہم مجلس رضا کی طرف سے اسے شائع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال تھی راقم نے دو کتابیں لکھیں۔ جن کے صفحات کی مجموعی تعداد چار سو تھی۔ دونوں کتابیں کثیر تعداد میں مجلس رضا، پھر رضا اکیڈمی اور رضا دارالاشاعت نے شائع کیں۔ ان میں ایک ''اندھیرے سے اجالے تک''۔ اور دوسری'' شیشے کے گھر''۔ یہ دونوں کتابیں ہندوستان میں بھی شائع ہوئیں۔

اسی طرح ۹ جون ۱۹۸۷ء کو ماڈل ٹاؤن پیر اعجاز احمد ہاشمی صاحب کی کوٹھی پر اپنے ساتھ لئے گئے جہاں آپ کے علاوہ دو چار دیگر حضرات تشریف فرما تھے، وہاں مجھے بتایا گیا کہ ہماری ورلڈ اسلامک مشن یوکے کی شاخ نے شاہ فہد سے ملاقات کر کے اپنے مطالبات پیش کئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے علماء سے ملاقات کریں، اس مقصد کے تحت طے کیا گیا ہے کہ پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے پانچ پانچ علماء منتخب کر کے ایک وفد تشکیل دیا جائے جو سعودی علماء سے مذاکرات کرے۔ اس وفد میں تمہارا نام بھی شامل ہے۔

Marfat.com

میں نے عرض کیا کہ جن مسائل پر علماء سعودیہ سے گفتگو کرنا مطلوب ہے، ان پر عربی میں مقالات لکھ لئے جائیں جو سعودی علماء کو پیش کر دیئے جائیں، اس کے بعد ضرورت ہو تو زبانی گفتگو کی جائے۔ اس سلسلہ میں راقم نے ''مسئلہ علم غیب اور توسل'' پر مقالہ لکھنے کی ذمہ داری قبول کی ۔ اور دو اڑھائی ماہ میں دو مقالے لکھ لئے (۱) مدینۃ العلم ﷺ (۲) حول مبحث التوسل، پانچ چھ ماہ بعد مجاہد ملت سے رابطہ ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ سعودی عرب میں حج کے موقع پر تین چار سو ایرانی ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ اس لئے مذاکرات کا مسئلہ کھٹائی میں پڑ گیا۔

الحمد اللہ تعالیٰ یہ دونوں مقالے کتابچوں کی صورت میں شائع کر دیئے گئے بعد ازاں ''من عقائد اہل السنۃ'' میں شامل کر دئے گئے۔

ایک دفعہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری بانی صدر مجلس رضا لاہور نے مجھے بیان کیا کہ نیازی صاحب فرما رہے تھے کہ مولانا شرف قادری کا قلم مضبوط ہے تو میں نے کہا کہ ان کا قلم بھی مضبوط ہے اور علم بھی مضبوط ہے۔

۱۳ دسمبر ۱۹۹۶ء کو راقم، ''مجاہد ملت'' کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو انہوں نے جناب میاں محمد صادق قصوری زیدہ مجدہ صدر مجاہد ملت فاؤنڈیشن برج کلاں قصور کی لکھی ہوئی کتاب ''مجاہد ملت'' (مولانا عبد الستار خاں نیازی) کی پہلی جلد عنایت کی، راقم نے درخواست کی کہ اس پر دستخط بھی فرما دیں، انہوں نے درج ذیل عبارت لکھی:۔

''عزیزم محترم حضرت مولانا عبد الحکیم شرف صاحب کے نظریہء پاکستان اور استحکام پاکستان کے لئے تحقیق انیق اور ایثار کی نذر۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۹۶ء محمد عبد الستار خاں نیازی سینٹر''

اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ راقم نے مجاہد ملت کے فرمانے پر البریلویۃ کے جواب میں دو کتابیں لکھیں تھیں ان پر مجاہد ملت نے اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

''بعض نام نہاد اور نا فرجام لوگوں نے اختلاف اور انتشار پھیلانے کیلئے کتابیں لکھیں اور

Marfat.com

ان کے عزائم مشومہ سے ہماری تحریک (اتحاد) کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ لاحق ہوا ہے۔ مگر ان کی پھیلائی ہوئی گمرائیوں کو بے نقاب کرنے کے لئے "اندھیرے سے اجالے تک" اور شیشے کے گھر" جیسی تالیفات نے متلاشیان حق کے لئے کافی مواد فراہم کر دیا ہے اور قارئین کو بتا دیا ہے کہ کتاب وسنت میں کفار ومنافقین کی بابت واضح اشارات کو شمع رسالت کے پروانوں پر چسپاں نہیں کیا جا سکتا۔"

مجاد ملت مولانا محمد عبد الستار خاں نیازی مدظلہ العالی اس وقت اسلام، مسلک اہلسنت اور پاکستان کے عظیم پاسبان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ صحت وتندرستی کے ساتھ تا دیر سلامت رکھے آمین۔

محمد عبد الحکیم شرف قادری شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان: ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ۔ ۱۶ جولائی ۲۰۰۰ء

Marfat.com

تاریخی سرمایہ

(مولانا بشیر احمد اخگرؒ)

مولانا بشیر احمد اخگر (۱۹۱۶ء۔۱۹۹۴ء) تحریک پاکستان کے نامور کارکن، ممتاز سیاسی رہنما اور جادو بیان مقرر تھے۔ موصوف نے تحریک پاکستان میں حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم عالیہ کے ساتھ شانہ بشانہ کام کیا۔ دونوں بے تکلف دوست بھی تھے۔ مولانا اخگرؒ نے اپنے گرامی ناموں محررہ ۱۱ ستمبر ۱۹۸۵ اور ۳۱ مئی ۱۹۹۱ء میں حضرت مجاہد ملت کے بارے میں اپنے جن تاثرات کا اظہار کیا وہ پیش خدمت کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ (قصوری)

(۱)

مولانا نیازی جس زمانہ میں ایم اے (عربی) کر رہے تھے میں سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں بی ٹی میں داخل تھا۔ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا ابتدائی دور تھا جس میں ہم سب شامل تھے۔ نیازی صاحب اس گروہ کے سرخیل اصحاب میں شمار ہوتے تھے۔ مارچ ۱۹۴۱ء میں اسلامیہ کالج لاہور کے وسیع لان میں جو اجلاس فیڈریشن کے زیر اہتمام ہوا تھا جسے ''پاکستان کانفرنس'' بھی کہا جاتا ہے بلاشبہ تحریک پاکستان کے لئے اس نے مہمیز کا کام دیا تھا، اس میں خطبہ استقبالیہ نیازی صاحب نے ہی پیش کیا تھا۔ وہ خطبہ دیکھنے اور پڑھنے کی چیز ہے۔ نہ صرف مواد کے لحاظ سے بلکہ زبان اور form کے اعتبار سے بھی یہ خطبہ ایک تاریخی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس زمانہ میں اس خطبہ نے مخالفین پاکستان کے گھروں میں زلزلہ پیدا کر دیا تھا۔

نیازی صاحب آج بڑھاپے میں بھی ماشاءاللہ ایک بارعب شخصیت ہیں مگر اس زمانہ میں تو ان کا سراپا اتنا جاذب نگاہ اور دبدبہ والا تھا کہ دیکھنے والا دیکھتا رہ جاتا تھا۔ اس کانفرنس کے بعد حضرت قائداعظمؒ قریباً ایک ہفتہ لاہور میں قیام پذیر رہے اور روزانہ کسی نہ

Marfat.com

کسی اجلاس میں تشریف لے جاتے تھے۔ وہ اتنے مسرور اور خوش تھے کہ جس دن واپس دہلی تشریف لے جا رہے تھے۔ اور رات کی گاڑی جب ہم انہیں **See -Off** کرنے کے لئے سٹیشن پر گئے تو بڑے جذباتی انداز میں فرمانے لگے **you have made Boys!a new history in** (بچو! تم نے اس صوبہ میں جو روائتی طور پر حکومت نواز تھا۔ ایک نئی تاریخ پیدا کر دی ہے۔)

القصہ نیازی صاحب کا تحریک پاکستان میں حصہ لینا اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ملک بھر کا دورہ کرنا ایک امر مسلم ہے اور اسی لئے وہ ہمارے ممدوح ہیں۔

۱۱ ستمبر ۱۹۸۵ء

(۲)

ہمارا ملاپ ۴۱-۱۹۴۰ میں ''مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کی تنظیم میں ہوا۔ تحریک پاکستان کے سلسلہ میں اجتماعات ہوتے تھے تو ہم اکٹھے ہو جاتے تھے ہم عمر ہونے کی وجہ سے بے تکلفی بھی تھی لیکن میں اپنی طبیعت کے لحاظ سے ہمیشہ پچھلی صفوں میں بیٹھنے کو ترجیح دیتا تھا۔ کالج کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد میں ایک پرائیویٹ سکول میں ملازم ہو گیا جہاں مجھ پر جلسوں میں شمولیت پر کوئی قدغن نہیں لگ سکتی تھی۔ چنانچہ قیام پاکستان تک کئی اجتماعات میں ہم دونوں شریک ہوئے اور تقریریں کیں۔

نیازی صاحب کی تحریک پاکستان میں خدمات، ان کے خلوص، پاکیزہ جوانی، اور حق گوئی سے کون انکار کر سکتا ہے۔ وہ بہر حال ایک تاریخی سرمایہ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں تادیر سلامت رکھے۔

۳۱ مئی ۱۹۹۱ء

Marfat.com

مردِ حق مردِ غازی

(مولانا شبیر احمد ہاشمی)

مولانا شبیر احمد ہاشمی پتوکی ضلع قصور کا یہ مضمون ۱۹۷۹ء میں ''میلاد مصطفیٰ کانفرنس'' رائے ونڈ کے موقع پر ''اخبار العرب'' لاہور میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں ہفت روزہ ''الہام'' بہاولپور کے مجاہد ملت ایڈیشن ۲۸ مئی ۱۹۸۷ء میں چھپا۔ افادیت کے پیش نظر درج ذیل ہے۔ (قصوری)

لمبا قد گویا ؎

چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں

دوہرا جسم، مضبوط اعضاء، آواز بانگ درا، فکر پیام مشرق اور

؎ چوں مرگ آید تبسم برلب او

کا واضح ثبوت، گویا اقبال کا مردِ مومن، یہ ہیں مردِ حق مردِ غازی مولانا عبدالستار خاں نیازی آپ ۱۹۱۵ء میں ضلع میانوالی کے نیازی خاندان میں پیدا ہوئے، والد کا نام ذوالفقار علی خاں ہے۔ ابتدائی تعلیم میانوالی میں حاصل کی۔ اس کے بعد لاہور آ گئے اور اسلامیہ کالج لاہور سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد شعبہء اسلامیات کے صدر کے طور پر فرائض سرانجام دیئے۔

دورِ طالب علمی سے ہی سیاست سے آشنائی کی جو تا ایں دم جوں کی توں قائم ہے اور اس محاذ میں بھرپور جنگ لڑی جا رہی ہے۔ مولانا نے اپنی سیاست کا محور ''خلافت علیٰ منہاج نبوت'' کو قرار دیا۔ اس مقصد کے لئے اولاً پاکستان ضروری تھا۔ ثانیاً اس میں اس عظیم پروگرام کا اجراء۔

قیام پاکستان کے لئے آپ نے سب کچھ پھونک دیا۔ کفن بردوش ہو کر متحدہ قومیت کے علمبردار کانگریسی ملاؤں اور برہمنی سامراج کے خلاف جہاد کیا۔ اور دو قومی نظریہ

Marfat.com

کے لئے دلائل و براہین کے انبار لگائے۔ مضامین رقم کئے، تقریروں کا سلسلہ قائم کیا۔ عملی جدوجہد کو زیور بنایا اور قائد اعظم محمد علی جناح کے چند منظور نظر نوجوانوں میں ممتاز مقام حاصل کیا۔ اقبال کی صحبت سے براہ راست فیض حاصل کیا۔ حکیم مشرق نے

''درد دل مقام مصطفیٰ'' اور

''ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست''

کا ایسا سبق دیا کہ مولانا نے ہر راجپال کے خلاف غازی علم دین شہید کا کردار ادا کیا۔ حضور سرورِ کونین معلم کائنات ﷺ کے عشق و محبت کا سرور ایسا سرمدی ہے کہ جسے یہ دولت نصیب ہو جائے وہ پھر مولانا نیازی کی طرح ہی مصلحت بینی کے چکر سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور بقول مشاعرے۔

فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا

نکل جاتی ہو سچی بات جس کے منہ سے مستی میں

کا مظہر بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مو ا عبدالستار خان نیازی نے غلام محمد، سکندر مرزا، ایوب خان، یحییٰ خان، امیر محمد خاں، اور ذ الفقار علی بھٹو کے خلاف تحریکوں اور تنقیدوں کے سخت سے سخت لمحات میں عجب ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ کوئی دھونس، دھمکی اور لالچ اس مرد خدا مست کے طرے کو خم نہ کر سکا۔

مولانا نے مسلم سٹوڈنس فیڈریشن سے اپنی سیاست کا آغاز کیا۔ صوبائی اسمبلی کے دو مرتبہ ممبر بنے۔ اور مشہور عالم پردہ بل پیش کیا۔ جب مسلم لیگ کی سیاست اغراض کا شکار ہو کر افسروں کے گھروں کی لونڈی بن گئی تو مولانا نے بھی علیحدگی اختیار کر لی اور آزاد حیثیت سے کلمہ حق بلند کرنے لگے۔ چونکہ اس دوران جمعیت علماء پاکستان کی پالیسی یہ تھی کہ اسمبلی سے باہر رہ کر خالص دینی سیاست کو مثبت انداز سے پیش کیا جائے جب کہ مولانا نیازی سیاست کو اسمبلی اور پھر اسمبلی سے باہر دونوں جگہ چلانے کے قائل تھے۔ اس لئے جمعیت

Marfat.com

سے الگ رہ کر اس کے مقاصد کی نگہبانی کی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے تختہ دار تک رسائی حاصل کی اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے آج تک بیسیوں مرتبہ جیل جانا پڑا۔

جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہوئے تو اس وقت جمعیت کے صدر شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی مدظلہ (حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی کی وفات حسرت آیات ۲۱ جولائی ۱۹۸۱ کو ہوئی اور سیال شریف ضلع سرگودھا میں دفن ہوئے۔ قصوری) نے آپ کو قومی اسمبلی کا ٹکٹ دیا۔ چنانچہ جمعیت کی سطح پر نوابوں کی مخالفت میں الیکشن میں حصہ لیا۔ مگر بھرپور غنڈہ گردی کی وجہ سے ۱۹۷۰ء کا الیکشن ہار گئے، بعد میں پنجاب کی سطح پر صاحبزادہ فیض الحسن جو کسی وقت جمعیت کو اپنے ہاتھ کی چھڑی اور جیب کی گھڑی سمجھتے تھے نے اپنی دبی ہوئی قیادت کو اجاگر کرنے کے لئے ون یونٹ کی تنسیخ کے بعد اپنے آپ کو جمعیت کا صوبائی صدر ہونے اعلان کر دیا، تو ان کے مقابلہ میں فقیہہ عصر حضرت علامہ مفتی اعجاز ولی خان صاحب نے اپنا گروہ تشکیل دیا۔

اس تصادم کا توڑ خواجہ سیالوی نے یوں کیا کہ دونوں گروپ توڑ کر مولانا نیازی کو پنجاب کے لئے کنونیئر نامزد فرمایا۔ آپ نے جمعیت کی تشکیل کیلئے شب و روز ایک کر دیا۔ اور مدرسہ مظہر العلوم ملتان میں بھرپور کنونشن بلایا۔ جس میں مولانا نورانی کو ''قائد اہلسنت'' کا خطاب دیا گیا۔ ابراہیم برق، غلام حیدر بھروانہ، اور نذیر سلطان کی اسمبلی میں شرمناک داستانوں کے باعث رکنیت ختم کی گئی۔ اور وہیں مولانا نیازی کو پنجاب کا صدر منتخب کیا گیا اور مولانا محمد شریف رضوی کو ناظم اعلی بنایا گیا۔ بعد میں خانیوال کنونیشن میں مولانا نورانی مرکزی صدر اور آپ ناظم اعلی منتخب ہوئے۔ دوسرے اجلاس ملتان میں دوبارہ مرکزی ناظم اعلی منتخب ہو گئے اس طوفانی دور میں بھٹو کا دور عروج بھی اور دور زوال بھی، متحدہ جمہوری محاذ بھی اور قومی اتحاد بھی، مارشل لاء بھی اور نام نہاد سول کابینہ بھی، مولانا نیازی کا کردار اس

Marfat.com

درمیان میں بڑا مثالی، قابل فخر اور جمعیت کا سرمایہ افتخار رہا۔ آپ نے صدر جمعیت مولانا شاہ احمد نورانی کا دست و بازو بن کر اور مولانا نورانی نے نیازی کا مخلص ساتھی بن کر محبت و خلوص اور جذبہ دین کی ایسی مثال پیش کی کہ پوری سیاست اس پر حیران ہے کہ مولانا نیازی سراپا قدوسی و جبروت اور مولانا نیازی مکمل جباری وقہاری، لیکن لوگوں نے دیکھا کہ یہ دو قالب ایک جان ہو کر بنتا ہے مسلمان کا واضح ثبوت بن گئے۔

جمعیت کے دشمن عناصر کے لئے یہ کھلا چیلنج ہے کہ جمعیت کی قیادت کا مقابلہ وہ پیش نہیں کر سکتے یہ بالغ نظر، معاملہ فہم دیدہ ور اور محب وطن قیادت صرف جمعیت ہی کو حاصل ہے۔ مولانا عبدالستار خان نیازی اس عالم پیری میں بھی پورے ملک میں طوفانی فرما رہے ہیں۔ تنظیم کو ایک مثال بنا دیا ہے۔ جمعیت کے موقف سے ملک کے باشعور طبقہ کو آگاہ کیا ہے۔ غرضیکہ مولانا نیازی، جمعیت علماء پاکستان کا وہ علمی اثاثہ ہیں جس پر جتنا ناز کیا جائے کم ہے۔ خدا نے بیک وقت دینی و دنیاوی علوم کا پیکر بنایا ہے۔ مغربی مفکرین کی حضور سرور کائنات ﷺ اور اسلام کے متعلق آرا نوک زبان ہیں۔ اقبال کے اشعار پرے باندھے کھڑے ہیں۔ آیات و احادیث، اقوال اکابر کی عربی عبارات اس روانی سے چلتی ہیں کہ جو ایک مقتدر فاضل ہی پیش کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ لہجے کی گھن گرج، تنقید کا جرمانہ اور پُر رعب انداز، استدلال کی قوت ان کی تقریر کا سرمایہ ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری کو ملتان سنی کانفرنس میں پیش فرمایا۔ وہ قوم کا نعرہ بن گیا۔ آج پوری قوم حنفیت کا تحفظ فتاویٰ عالمگیری میں سمجھتی ہے۔ یہ مولانا نیازی ہی کی کرامت ہے۔

Marfat.com

پاکباز مجاہد ملت

میاں محمد شفیع (م ش)

میاں محمد شفیع (م۔ش) ۱۹۱۴ء۔۱۹۹۳ء تحریک پاکستان کے نامور مجاہد اور وطن عزیز کے صف اول کے صحافی تھے۔ موصوف قائداعظم رحمتہ اللہ اور علامہ اقبالؒ کے عاشق زار تھے۔ مجھے ناچیز پر بزرگانہ شفقت فرماتے تھے۔ حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ ۱۹۸۷ء میں میری درخواست پر انہوں نے مجاہد ملت کے بارے میں اپنے گرانقدر تاثرات کا اظہار یوں کیا۔ (قصوری)

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی مدظلہ، میرے دوست بلکہ بھائی ہیں لیکن وہ اخلاقی اور روحانی طور پر جس مقام پر فروکش ہیں، اس مقام سے ان کے ساتھ میرا رشتہ ایک پاکیزہ شخصیت سے ایک ادنیٰ نیاز مند کی عقیدت مندی کا درجہ اختیار کر لیتا ہے۔ میں انہیں پچاس سال سے زائد عرصے سے سرگرم عمل دیکھ رہا ہوں۔ اس دور میں جب کہ وہ اس صدی کے چوتھے عشرہ میں ایک طالب علم تھے۔ ازاں بعد پانچویں عشرے میں جب کہ وہ ''تحریک پاکستان'' اور ''خلافت پاکستان'' کے ہراول دستے کے ایک مجاہد پاکباز تھے۔ پھر چھٹے عشرے میں جب کہ وہ تحریک ''ختم نبوت'' کے سرخیل تھے۔ پھر ساتویں عشرے میں جب کہ وہ ایوبی، کالاباغی فسطائی ڈکٹیٹر شپ کے خلاف سرگرم عمل رہے اور اس کے بعد آٹھویں عشرے میں جب کہ انہوں نے بھٹوازم کے خلاف متحدہ محاذ میں شامل ہو کر اپنی سرفروشانہ روایات میں چار چاند لگائے اور اب اس عشرے میں جب کہ انہوں نے اسلام کا نقاب اوڑھے ہوئے جنرل محمد ضیاء الحق کی ڈکٹیٹر شپ کے خلاف اپنے آپ کو سینہ سپر کئے ہوئے ہیں۔ میں نے انہیں ان تمام ادوار میں سرسکندر حیات سے لے کر جنرل محمد ضیاء الحق تک ہر قسم کے جاگیردارانہ حکمرانوں اور جرنیلانہ ڈکٹیٹروں کے خلاف خلوص، للّٰہیت، عزم و توکل، صبر و سکون سے مردانہ وار سرگرم

Marfat.com

جہاد کیا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہوں کہ شاید غلو نہ ہو کہ حسب مقدار اور حسب توفیق خلوص کے ساتھ رہا ہے۔ میری ان سے ایک اور واسطے سے بھی نسبت ہے اور وہ ہے اعلیٰ حضرت مولوی محمد ابراہیم علی چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے قلبی عقیدت، ان کی شخصیت سے گہرا قلبی لگاؤ۔

حضرت مولوی محمد ابراہیم علی چشتی رحمتہ اللہ علیہ برصغیر کے ایک تاریخی خاندان کے فرد فرید تھے۔ ان کے والد گرامی مولوی محمد محرم علی چشتیؒ قطب دوراں ہونے کے علاوہ ایک بہت بڑے صحافی سیاستدان تھے۔ ان کا اخبار جو انیسویں صدی کے آخر میں لاہور سے جاری ہوا تھا۔ اور جو بیسویں صدی کے پہلے عشرے تک جاری رہا اور جو ''رفیق ہند'' کے نام سے جانا جاتا تھا، اپنے دور کا ایک بہت قابل احترام ہفتہ وار پرچہ تھا۔ اس پرچے کے مدیر کی حیثیت سے مولوی محمد محرم علی چشتی نے اپنے پرزور قلم سے جرات مندانہ اظہار رائے کی پاداش میں جیل یاترا بھی کی تھی۔ مولوی محرم علی چشتی لاہور کے شہرہ آفاق چشتی خاندان کے رکن تھے۔ جس کے اراکین اپنے زہد و اتقاء، اپنے علم و فضل اور اپنے اسلامی اثر و رسوخ کی بنا پر مختلف ادوار تاریخ میں عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔ مولوی محمد ابراہیم علی چشتی کے نانا حضرت خواجہ مستان شاہ صاحب بھی قطب الاقطاب تھے۔ وہ فارسی میں صاحب الاثر ہونے کے علاوہ شاہان عصر کے مرجع عقیدت تھے۔ امیر دوست محمد خاں والی افغانستان ان کے دست حق پرست پر سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ میں بیعت تھے۔ مولوی نور احمد چشتی جو شہرۂ آفاق کتاب ''تحقیقات چشتی'' کے مصنف تھے۔ مولوی محمد ابراہیم علیؒ کے حقیقی چچا تھے۔ اس عظیم علمی، دینی اور سیاسی خاندان کے چشم و چراغ کی حیثیت میں مولوی محمد ابراہیم چشتی جس شخصیت کے مالک تھے ان کا ذکر ممکن ہی نہیں۔ وہ اخلاقی، روحانی، ذہنی اور علمی طور پر ایک نادرۂ روزگار شخصیت تھے۔ ان کی دین سے وابستگی، ان کی علمی وجاہت، ان کی اخلاقی عظمت، اُن کی روحانی پاکیزگی اور ان سب سے بڑھ کر ان کی اپنے دوستوں اور نیازمندوں سے غیر معمولی شفقت۔ ان سب امور کی بناء پر وہ ایک عظیم ادارہ اور انسٹی ٹیوشن کی حیثیت رکھتے تھے۔

Marfat.com

مولوی محمد ابراہیم علی چشتی کے آفتاب علم وفضل کی شعائیں مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی پر فراواں نثار تھیں ۔ میں بہت پسماندگی کے مقام سے اس آفتاب علم وعمل کا ایک ادنی ترین نیاز مند تھا۔ اس لحاظ سے میں ان چند خوش نصیب لوگوں میں شامل ہوں جو مولوی محمد ابراہیم علی چشتی کے ''پیسہ اخبار'' (انارکلی) سٹریٹ میں بالا خانے پر باقاعدگی سے جمع ہوتے تھے۔ مختلف مسائل پر ان کی مشاورت کی مجلسوں میں شریک ہونے کے لازوال شرف سے بہرہ یاب تھے۔

نیازی صاحب کو میں ایک پاکباز، پاک بین اور پاک استاد کی حیثیت سے تو جانتا ہوں لیکن ایک عام پاکستانی شہری اور سیاسی کارکن کی حیثیت سے میں انہیں ایک عظیم معاملہ فہم، دوررس اور عظیم محب وطن کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہوں۔ میرے خیال کے مطابق وہ اس وقت پاکستان کے سب سے زیادہ تجربہ کار، پختہ کار اور صاحب فہم وفراست سیاستدان ہیں مجھے ہر اس شخص سے جو پاکستان میں جمہوویت ''ج'' کا نام بھی لیتا ہے اور جو ''ڈکٹیٹر شپ'' کے خلاف اپنے ذہن کے کسی کونے میں بھی مخالفت کی کوئی رمق رکھتا ہے، بے حد احترام کا تعلق خاطر پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن ہمارے ملک کے سیاستدانوں نے تو ہمیشہ قلابازیاں کھائی ہیں اور اپنے آپ کو اضحوکہ روزگار بنایا ہے۔ لیکن حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی واحد سیاست دان ہیں جن کے متعلق میں اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے عملی سیاست میں کبھی کوئی غلط اقدام نہیں کیا۔

مولانا نیازی ایک بہت محبوب شخصیت رکھتے ہیں وہ اپنے دوستوں اور اپنے نیاز مندوں کے لئے صرف دعا ہی نہیں کرتے بلکہ ان کی دامے درمے قلمے قدمے سخنے ہمہ وقت خدمت پر آمادہ رہتے ہیں۔ وہ ایک انتہائی سیر چشم اور خود آرا انسان ہیں۔ ان کی سب سے بڑی نیاز گاہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے غیر فانی وابستگی اور عقیدت ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو صحت اور لمبی عمر بھی عطا فرمائیں تاکہ وہ امت محمدیہ، ملت ابراہیمیہ اور پاکستان کی بیش از بیش خدمات انجام دیتے رہیں۔ آمین

Marfat.com

زندہ رود

(چوہدری غلام رسول ازہر لاہور)

چوہدری غلام رسول ازہر ۱۹۲۴ـ۱۹۹۴ء بہت بڑے دانشور، مشہور شاعر اور صف اول کے ادیب تھے۔ موصوف لیکچرار، مجسٹریٹ، سپیشل اینٹی کرپشن جج اور ڈائریکٹر آرٹس کونسل لاہور کی آسامیوں پر فائز رہے۔ مگر عجز وانکسار کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ مجھ حقیر پر بے پناہ شفقت فرماتے تھے اور تا دمِ زیست اپنے گرامی ناموں سے نوازتے رہے۔ جن دنوں میں حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم عالیہ کی سوانح وخدمات پر اپنی کتاب ''مجاہد ملت'' جلد اول لکھ رہا تھا۔ اس دوران انہوں نے اپنے گرامی ناموں محررہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۹۰ء ۵ مارچ ۱۹۹۱ء میں حضرت مجاہد ملت کے حضور جو خراج تحسین پیش کیا وہ درج ذیل ہے۔ (قصوری)

(۱)

مولانا نیازی ہمارے دور کے زندہ رود ہیں۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ اس ''مرد مجاہد'' پر قلم اٹھایا۔ ان کا دم مغتنم ہے۔ آپ خاص طور پر ان سے وہ احوال ضرور لکھوائیں جو تحریک پاکستان کے باب میں ان کے مشاہدے میں ہیں اور حضرت قائداعظمؒ اور تاسیس پاکستان کے ضمن میں اہم ہیں۔ اس سے آپ کی کتاب کو بطور ایک اہم دستاویزی شہادت کے پیش نظر، نہ صرف اہمیت بلکہ ابدیت حاصل ہوگی۔ میں، خوش ہوں کہ آپ بہت مفید کام کر رہے ہیں۔

۲۶۔ اپریل ۱۹۹۰ء

(۲)

کیا مجاہد ملت جناب مولانا عبدالستار خاں نیازی والی تالیف طبع ہو چکی ہے یا ابھی

Marfat.com

زیرِ طبع ہے۔ اگر طبع ہو چکی ہو تو از رہ کرم ایک "نسخہ کیمیا" سے فیض یاب فرمائیں کہ وہ مرد مجاہد حق گوئی و بیباکی کا مظہر ہے۔

؎ آئین جوانمراں حق گوئی و بیباکی

اور شانِ قلندری رکھتا ہے:

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

۵۔ مارچ ۱۹۹۱ء

Marfat.com

سلامت طبع بزرگ

(میاں محمد افضل لاہور)

میاں محمد افضل محب وطن، ہمدرد ملت اور نظریہ پاکستان کے عظیم مبلغ ہیں۔ موصوف پاکستان کے ان گنے چنے دانشوروں میں سے ہیں جو وطن عزیز کی دگرگوں حالت پر خون کے آنسو روتے ہیں۔ ان کی تازہ کتاب ''سقوط بغداد سے سقوط ڈھاکہ تک'' ہمارے دعوے کی منہ بولتی تصویر ہے۔ موصوف ایک اعلی سرکاری عہدے پر فائز ہیں۔ مگر ان میں افسری کی جھلک تک نہیں ہے۔ سادہ مزاج، درویش صفت اور رزق حلال کھانے والے انسان ہیں۔ حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم عالیہ کے بارے میں ان کے ''تاثرات'' پیش خدمت ہیں۔ (قصوری)

(۱)

''میں مولانا عبدالستار خان نیازی جیسے اصحاب شہیر کے مقام کے کہیں آس پاس بھی نہیں پھٹک سکتا۔ وہاں بلندی ادھر تمام پستی ہی پستی۔ مولانا کی تحریک پاکستان میں عظیم کنٹری بیوشن ہے جس کا کماحقہ، اعتراف ابھی ہونا باقی ہے۔ مولانا کی سب سے بڑی خوبی میرے نزدیک سلامتی طبع ہے، ورنہ دو چار بار جلسوں سے خطاب کرنے کے بعد بڑے بڑے لوگ بہک جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

۲۳ ستمبر ۱۹۹۹ء

(۲)

میں اپنے آپ کو اس لائق نہیں سمجھتا ہوں کہ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کے متعلق کچھ لکھوں۔ اتنا جانتا ہوں کہ ان کا شباب مثل آئینہ صاف وشفاف تھا، بے داغ تھا اور پیری مثلِ شیر ''نورانی''۔ سیاست عبادت سمجھ کر کرتے ہیں، نہ لوگوں پر الزام عائد

Marfat.com

کرتے ہیں اور نہ ان پر کوئی الزام لگایا گیا ۔ وزارت کی لیکن وزیرانہ نہیں بلکہ درویشانہ۔ ہمارے ہاں بڑے بڑے لوگ حتیٰ کہ بعض اصحاب جبہ و دستار تک، سیاسی حمام میں داخل ہونے پر ننگے ہو گئے لیکن مولانا موصوف کو سیاست کے میدان میں آدھی صدی سے زیادہ گزر گئی۔ ابھی تک تہمت سے محفوظ و مامون ہیں۔ یہ بڑی بات ہے۔ عالم پائے کے ہیں لیکن سیاست نے ان کے عالمانہ پہلو کو نظروں سے ذرا اوجھل کر دیا ہے۔ تاہم وہ ان چند علماء میں شامل ہیں کہ فہم دین نے جن کی زندگی کو اجلایا ہے۔ جب کہ اس کے برعکس ہمارے سیاسی علماء کی اکثریت اقتدار و اختیار سے منسوب اخلاقی سرطان میں مبتلا ہو کر عالمانہ کردار کے لئے دشنام بن چکی ہے۔"

۹۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء

Marfat.com

مولانا عبدالستار نیازی، واقعات کا سلسلہ

(حکیم محمد انور بابری)

حکیم محمد انور بابری (۱۹۲۲ـ۱۹۷۷ء) تحریک پاکستان کے کارکن، مسلم لیگ کے سپاہی اور حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم عالیہ کے جگری دوست تھے۔

پوری زندگی حضرت مجاہد ملت کے ساتھ وفاداری میں بسر کی۔۱۹۷۲ء میں حق گوئی و بیباکی کی وجہ سے جب حضرت مجاہد ملت، بھٹو حکومت کی قید و بند میں تھے۔ تو حکیم صاحب نے یہ مضمون لکھ کر ملت اسلامیہ پاکستان کو بتایا کہ حضرت مجاہد ملت کی کیا خدمات ہیں اور ان کی شخصیت کس پایہ کی ہے ہفت روزہ ''زندگی'' لاہور بابت ۲۰ نومبر ۱۹۷۲ء سے شکریہ کے ساتھ یہ مضمون نقل کیا جاتا ہے۔ (قصوری)

مولانا عبدالستار خاں نیازی نے ۱۹۳۹ء میں خلافت پاکستان اسکیم'' کے نام سے ایک مفصل کتابچہ لکھا اور اسے سر عبداللہ ہارون کی سربراہی میں قائم شدہ مسلم لیگ کی ''سفارشات کمیٹی'' میں پیش کیا۔ یہ سب سے پہلی سکیم تھی جس میں مشرقی و مغربی پاکستان کے درمیان'' کاری ڈور'' کے لئے علاقے کا مطالبہ شامل تھا۔ مولانا نے خوب زور دیا تھا کہ اگر'' کاری ڈور'' کے حصول کی کوئی صورت نہ نکالی گئی تو ایک وقت آئے گا کہ بھارت مشرقی اور مغربی پاکستان کے حصوں کو الگ الگ کر دے گا۔ قائداعظمؒ نے'' قرارداد لاہور'' کے موقعہ پر ۱۹۴۰ میں پہلی بار'' کاری ڈور'' کا ذکر بھی فرمایا۔

نیازی صاحب ''مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے بانی صدر تھے۔ اس کا قیام علامہ اقبالؒ کے ارشاد پر عمل میں آیا تھا۔ اس فیڈریشن نے تحریک پاکستان میں جو کردار ادا کیا وہ کسی نگاہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اسلامیہ کالج لاہور میں ''مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے زیر اہتمام قائداعظم کی زیر صدارت جلسۂ عام منعقد ہوا تھا جس میں پاکستان کے لئے رائے

Marfat.com

عامہ ہموار اور منظم کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ قائداعظم نے مولانا نیازی کو اس کمیٹی کا صدر نامزد کیا اور انہوں نے قریہ قریہ گاؤں گاؤں جا کر مسلم لیگ کی شاخیں قائم کیں۔

قائد، نوجوان نیازی کو کس قدر عزیز رکھتے تھے۔ اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ۱۹۴۲ میں مسٹر خالد لطیف گابا کے دیوالیہ ہو جانے سے لاہور کے شہری حلقے میں انتخاب ہونا قرار پایا۔ قائداعظمؒ نے عبدالستار خان نیازی کو جو اس وقت ایم اے کے طالب علم تھے۔ امیدوار نامزد کیا۔ اور ملک برکت علی مرحوم کو ٹیلی فون پر ہدایت کی کہ نیازی صاحب کے لئے زرضمانت فراہم کی جائے اور کاغذات نامزدگی داخل کرائے جائیں۔ صوبائی مسلم لیگ نے میاں امیرالدین کو ٹکٹ دیا تھا۔ لیکن قائداعظم نے نیشنل ڈیفنس کونسل کی رکنیت کے سلسلے میں سر سکندر حیات سے اختلاف کی بنا پر نیازی صاحب کو مقابلہ پر آ جانے کا حکم دیا۔ نیازی صاحب کو بیس ہزار روپے کی پیش کش کی گئی کہ وہ مقابلے سے دستبردار ہو جائیں لیکن ان کا جواب تھا کہ بکنے اور جھکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کے حکم سے میدان میں اترا ہوں اور وہ حکم دیں گے تو دستبردار ہو جاؤں گا۔ ورنہ ہرگز ہرگز نہیں۔ بعد میں جب سر سکندر حیات نے اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کر لی تو قائداعظم نے مولانا نیازی کو کاغذات واپس لینے کا حکم دے دیا۔ اور وہ فی الفور دستبردار ہو گئے۔

۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر میانوالی کی صوبائی نشست پر انتخاب لڑا اور نمایاں کامیابی حاصل کی۔ ۱۹۴۷ میں پاکستان بننے کے بعد خلافت پاکستان گروپ'' قائم کر کے اسمبلی کے اندر اور باہر سرگرم رہے۔ اور پیر صاحب مانکی شریف کے ساتھ مل کر نفاذ شریعت کے مطالبے کے سلسلے میں پورے پاکستان کے طوفانی دورے کئے۔ پنجاب میں نواب ممدوٹ کی شکست کے بعد ''گورنر راج'' نافذ کیا گیا۔ تو مسلم لیگ کی تنظیم تقریباً مفلوج ہو کر رہ گئی۔ اسی موقعہ پر مولانا نیازی کو مسلم لیگ سے نکالنے کی سازشیں ہوئیں۔ چنانچہ انہوں نے لاہور میں سہروردی اور پیر صاحب مانکی شریف کے ساتھ مل کر'' آل پاکستان

Marfat.com

مسلم لیگ ورکرز کنونشن'' (۱۹۵۰ء) منعقد کرایا۔ جس میں '' آل پاکستان عوامی مسلم لیگ'' کا قیام عمل میں آیا۔ حسین شہید سہروردی اسکے صدر اور خود نیازی صاحب سیکرٹری جنرل مقرر ہوئے۔ جب سہروردی نے نواب ممدوٹ کی جناح مسلم لیگ کے ساتھ ادغام کا اعلان کیا تو پھر نیازی کا راستہ سہروردی سے الگ ہو گیا۔ اس کے بعد خان لیاقت علی خان نے انہیں دو لاکھ روپے نقد ایک جیپ میانوالی سے اسمبلی کا ٹکٹ (بلکہ بلا مقابلہ کامیابی) کی پیش کش کرتے ہوئے اپنے ساتھ ملانا چاہا۔ مگر نیازی صاحب نے یہ کہہ کر پیش کش رد کر دی۔ ''اگر سہروردی غلط ہو گیا ہے تو آپ کہاں صحیح ہو گئے''؟ چنانچہ ۱۹۵۱ میں میانوالی سے آزاد امید وار کی حیثیت سے انتخاب لڑا اور کامیاب رہے۔

۱۹۵۳ء کے آوائل میں حضرت مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے عرس میں شرکت کے لئے زائرین کی ایک جماعت بھارت گئی۔ مولانا نیازی بھی اس میں شامل تھے۔ ہر سال اس موقعہ پر بھارتی حکام پاکستانی زائرین کے لئے دعوتوں اور تقریبات کا اہتمام کرتے تھے۔ نیازی صاحب نے ساتھی زائرین کو بتا دیا کہ وہ ہندووں کی دعوت میں شریک نہ ہوں گے۔ ایک روز ایک ایسی ہی تقریب میں ایک ہندو لیڈر نے تقریر جھاڑی کہ تقسیم کے موقعہ پر ہونے والے فسادات میں دونوں طرف سے زیادتیاں ہوئیں۔ نیازی صاحب اس وقت مسجد میں تلاوت قرآن مجید میں مصروف تھے۔ انہیں اطلاع ملی تو سیدھے جلسہ گاہ میں پہنچے فضا میں خیر سگالی کے قہقہے بلند ہو رہے تھے۔ ان کے جاتے ہی سناٹا طاری ہو گیا۔ آپ نے تلاوت قرآن پاک کے بعد یہ شعر پڑھا۔

کیا نہیں ہے غزنوی کا رگہ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہل حرم کے سومنات

اور پھر ہندووں کو کھری کھری سنائیں۔ آپ نے گرج دار آواز میں کہا۔

'' ہندوستان پر محمود غزنوی نے بار بار حملے اسی لئے کئے کہ ہر حملے کے بعد

Marfat.com

ہندوریاستیں اس کی اطاعت قبول کرلیتیں مگراس کے جانے کے بعد فوراً پھر سر اٹھا لیتیں اور معاہدات سے منکر ہو جاتیں۔ اس لئے معاہدات کی تکمیل کے لئے غزنوی کو ہندوستان پر بار بار ضرب لگانے کی ضرورت پیش آتی رہی۔ ہندو قوم کی ذہنیت یہ ہے کہ ہمیشہ طاقت ور کو اپنا دیوتا بناتی ہے اور کمزوروں کا ناک میں دم کر دیتی ہے۔ یہ غلط ہے کہ مسلمانوں نے ہندو عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پر ظلم کیا۔ البتہ ہندوؤں کے ہاتھوں ساری سیاہ کاریاں سرزد ہوئیں ہم اس کا قصاص ضرور لیں گے۔ پاکستان کی بزدل لیڈرشپ نے قوم کو جہاد کے لئے تیار نہیں کیا۔ ورنہ اس وقت تک مسلمان حساب بیباک کر چکے ہوتے"

بھارتی حکومت نے اس واقعہ کا سختی سے نوٹس لیا اور فوری طور پر بھارت میں نیازی صاحب کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا۔

۱۹۵۳ء میں "تحریک تحفظ ختم نبوت" میں بڑا اہم کردار ادا کیا مجلس عمل کے اراکین کراچی میں گرفتار ہوئے تو لاہور میں تحریک ڈبڈبانے لگی۔ نیازی صاحب اس وقت ڈٹ کر سامنے آئے اور مسجد وزیر خاں میں زبردست تقریر کی اس سے پانسہ پلٹ گیا اور دوسرے روز شہریوں کا ہجوم "تحریک ختم نبوت" میں شامل ہو کر خود کو گرفتاری کے لئے پیش کرنے کی خاطر گورنر ہاؤس اور وزیراعلیٰ ممتاز دولتانہ کی کوٹھی پر اُمڈ آیا۔ فردوش شاہ نامی ایک ڈی ایس پی پولیس کی بھاری نفری کے ساتھ قابو پانے کے لئے آیا۔ کسی نے ہجوم کو بتا دیا کہ اس ظالم نے قرآن مجید کو ٹھوکریں ماری ہیں۔ اس پر ہجوم بپھرے ہوئے نوجوان خنجر لے کر ڈی ایس پی پر حملہ آور ہوئے اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کہتے ہیں کہ فردوس شاہ کے قتل کی خبر دولتانہ صاحب کو پہنچی تو انہوں نے اپنے سیکرٹری ذاکر قریشی کو اس قتل کیس میں مولانا نیازی کو بھی دھر لینے کا حکم دیا۔ اس دوران پانچ مارچ کو مارشل لاء کے نفاذ کا اعلان کر دیا گیا۔ پولیس نیازی صاحب کی تلاش میں تھی۔ انہوں نے خود کو گرفتاری کے لئے پیش کرنا چاہا۔ مگر احباب نے انہیں یہ کہہ کر روک لیا کہ

Marfat.com

جب تک ۹ مارچ کو پنجاب اسمبلی میں تقریر نہیں کر لیتے گرفتاری مفید نہیں۔ بعد میں اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ نیازی صاحب پہلے تو لاہور میں ہی کسی جگہ ٹھہرے تھے پھر احباب نے فیصلہ کیا کہ انہیں یہاں سے منتقل کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو قصور لے جایا گیا۔ اس وقت لاہور شہر کے چاروں طرف فوج کا گھیرا تھا۔ فوج اور پولیس ہر آنے جانے والے کی تصویر لیتی۔ مگر مولانا نیازی کسی نہ کسی طرح اس گھیرے میں سے بخیر و عافت گزر جانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ یہ پولیس کے لئے زبردست بدنامی کا باعث تھا۔ پولیس نے خفت مٹانے کے لئے میرے مکان سے نیازی صاحب کی زمانہ ءطالب علمی کی ایک تصویر برآمد کی۔ (نیازی صاحب ۱۹۴۲ تک داڑھی منڈواتے تھے) اور یہ کہہ کر اخبارات میں شائع کر وادی کہ نیازی داڑھی منڈوا کر نکل بھاگا ہے۔ بدقسمتی سے اب بھی کئی لوگ پولیس کی اس مکروہ حرکت کو صداقت کا نام دیتے ہیں۔ قصور میں نیازی صاحب گرفتار ہوئے تو بغاوت اور فردوس کے قتل کے الزامات میں مقدمے چلے۔ بغاوت کے مقدمے میں مارشل لاء نے آپ کو بری کر دیا مگر فردوس شاہ کے قتل کے جرم میں آپ کو سزائے موت سنا دی گئی۔ جو بعد میں عمر قید میں تبدیل ہوئی اور دو سال ایک ماہ بعد کالعدم ہوئی۔

۵۸ کے انتخابات قریب آئے تو لاہور میں مجھے کہلوایا گیا کہ نیازی صاحب پانچ لاکھ روپیہ لے لیں اور میانوالی کی بجائے لاہور سے انتخاب لڑیں۔ کہ وہاں سے سکندر مرزا امیدوار ہوں گے مگر میں نے صاف انکار کر دیا کہ اپنے دوست کے بے داغ ضمیر کا سودا نہیں کر سکتا۔ ادھر میانوالی میں ملک امیر محمد خان نے نیازی صاحب سے یہی بات کہی اور پندرہ لاکھ روپے کی پیش کش کی۔ ملک صاحب نے بھی نیازی صاحب کو بتایا کہ میانوالی سے سکندر مرزا کو انتخاب لڑانا ہے کیونکہ انہیں صدر بننا ہے۔ نیازی صاحب نے جواب دیا کہ وہ ہر حالت میں انتخاب لڑیں گے اور میانوالی ہی سے لڑیں گے۔ اس پر نواب کالا باغ نے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

''اچھا پھر لڑ لو، پاکستان میں انتخابات نہیں ہوں گے اور مارشل لاء لگے گا۔

اس وقت تک مارشل لاء کا کسی کو خیال تک نہ تھا۔''

۱۹۵۸ء کے مارشل لاء کے کچھ دیر بعد ایوب خاں کے دست راست جنرل واجد علی برکی نے نیازی صاحب کو بلوایا اور ان سے پوچھا:

''ہماری حکومت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔؟''

مولانا نیازی جھٹ سے بولے:

''یہی سوال امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے منصور سے کیا تھا تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ تمہیں لوگوں کی تائید حاصل نہیں۔ تم غاصب ہو۔ حکومت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ آپ کو بھی میرا یہی جواب ہے آپ غاصب ہیں۔ آپ نے بلا وجہ مارشل لاء لگا رکھا ہے۔''

برکی صاحب کھسیانے ہوئے اور اپنے سیکرٹری ابن حسن سے کہا:۔

''یہ پٹھان مارشل لاء سے نہیں ڈرتا اور حکومت پر ہمارے سامنے تنقید کرتا ہے۔''

لیکن نیازی صاحب ٹس سے مس نہ ہوئے، برکی صاحب کھسیا کر رہ گئے۔

مارچ ۱۹۵۹ء میں کراچی میں ''آل ورلڈ سیرت کانفرنس'' ہوئی تو ایوب خان نے اس کی صدارت کی۔ نیازی صاحب نے وہاں ''مقام رسول ﷺ عقل کی روشنی میں'' کے زیر عنوان ایک پر مغز مقالہ پڑھا اور ساتھ ہی تقریر بھی کی۔ اور برملا کہا کہ:۔

''ایوب خان کی حکومت کو چیلنج کیا جائے تو اس کے لئے ریگولیشن موجود ہے مگر رسول اکرم ﷺ کی نبوت کو چیلنج کرنے والوں پر کوئی قدغن نہیں''۔

اس پر کانفرنس ہال نعروں سے لرز اٹھا۔ ایوب خاں گھبرا کر عقبی دروازے سے تشریف لے گئے اور احکام کو ہدایت کی کہ یہ شخص بہت بیباک ہے۔ اس پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔

ستمبر میں آپ نے ''سیرت پاک'' پر بہت سی تقاریر کیں اور لاہور چھاؤنی میں ایک بہت بڑا جلوس نکالا۔ مارشل لاء کے تحت گرفتار ہوئے بیس مقدمات گھڑے گئے۔ مگران کا

Marfat.com

بال بھی بیکا نہ نہ ہوسکا۔

۱۹۶۲ء میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے میانوالی سے قومی اسمبلی کے لئے انتخاب لڑا۔نواب کالاباغ (ملک امیر محمد خاں) کا لڑکا (ملک مظفر خاں) مدمقابل تھا۔انتخابات کے دوران ان پر تین بار قاتلانہ حملہ کرایا گیا۔ادھر مخبروں نے انتباہ کر دیا کہ نواب صاحب کی کامیابی ناممکن ہے۔پھر کیا تھا، تجوریوں کے منہ بھی کھلے اور زندان کے دروازے بھی، دھاندلی اور جھرلو کی اس سے بدترین مثال ملنا مشکل ہے ،نیازی صاحب کو عوام کی بھاری اکثریت نے ووٹ دیئے مگر انہیں ہرا دیا گیا۔بعد میں نیازی صاحب نے عذرداری داخل کی۔نواب کالاباغ نے صلح کی بات چیت کی مگر ناکامی ہوئی۔چنانچہ گواہوں پر عرصہء حیات تنگ کر دیا۔

گواہوں نے بیباکی کی مثال قائم کر دی گئی۔کاروائی ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' میں چھپی تو طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔نواب کالالاغ بھنا اٹھا اور ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' کو ڈس لیا۔ انصاف اور حق کا بولا بالا ہوتے دیکھا تو مرکزی حکومت سے قانون بنوا کر معیاد میں کمی کروائی اور یوں عذرداری غیر موثر ہوگئی۔اس پر نیازی صاحب نے ۱۹۶۲ کے آئین کی دفعہ ۱۲۱ کے تحت اپنی اور میانوالی کے لوگوں کی طرف سے صدر ایوب کو ایک یادداشت پیش کی۔یادداشت کا عنوان کچھ یوں تھا:۔

PETITION AGAINST THE CRIMINAL GOVERNOR OF WEST PAKISTAN ,MALIK AMIR MUHAMMAD KHAN(HISTORY SHEETER (COLUMM.B.)

اس پر گورنر ہاوس میں زلزلہ آ گیا۔نیازی صاحب اور ان کے جان نثار ساتھیوں پر زمین وطن تنگ ہو کر رہ گئی۔میکلوڈ لاہور میں غنڈوں نے ان پر حملہ کیا۔اور عیسیٰ خیل جاتے

Marfat.com

ہوئے کالا باغ کے مقام پر ان کی جان لینے کی کوشش کی گئی۔ ان کے کئی دوست جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ کالا باغ کا دور ختم ہوا تو نئے گورنر جنرل موسیٰ نے کالا باغ کے ہاتھوں ہونے والے تمام نقصانات کی تلافی کی پیش کش کی۔ نیازی صاحب نے گرجدار آواز میں کہا:۔

سب سے بڑا ظالم تو حکومت میں موجود ہے، ایوب خان جس نے ایک غنڈے کو گورنر بنا دیا تھا۔"

موسیٰ اپنا منہ سا لے کر رہ گئے اور نیازی صاحب آمریت پر ضربیں لگاتے رہے۔ ایوب خاں کے زوال کے بعد یحییٰ نے کئی بار نیازی صاحب سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی لیکن انہوں نے واشگاف الفاظ میں غاصب اور آمر سے ملنے سے انکار کر دیا۔ اور ایک بار بھی ملاقات نہ کی۔ پیپلز پارٹی نے برادر محترم میر رسول بخش تالپور اور برادرم میر علی احمد تالپور کے ذریعے نیازی صاحب کو رام کرنے کی کوشش کی مگر ارادے کے پکے عبدالستار خان نیازی نے اپنے نظریات اور خیالات کا دامن نہ چھوڑا۔

نیازی صاحب گزشتہ چھ ماہ سے جمعیت علماء پاکستان کی تنظیم کے سلسلے میں مغربی پاکستان میں تقریباً ڈیڑھ سو جلسے کر چکے ہیں اس وقت ان پر ۸۰ سے زائد مقدمات قائم ہو چکے ہیں۔ خیال ہے بہت جلد باقی ماندہ ۷۰ جلسوں کا حساب بھی بیباق کر دیا جائے گا۔

Marfat.com

مولانا عبدالستار نیازی

مولانا عبدالقدیر نعمانی گجراتی

مولانا عبدالقدیر نعمانی گجراتی (۱۹۱۱ـ۱۹۸۶ء) تحریک پاکستان کے نامور سپاہی اور پاکستان کے معروف صحافی تھے۔موصوف نے حضرت مجاہد ملت کی طرح شادی نہیں کی بلکہ تمام عمر مذہب وملت اور ملک وقوم کی خدمت میں بسر کر دی۔ میری درخواست پر انہوں نے ۱۹۸۷ء میں حضرت مجاہد ملت کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کچھ اس پیرایئے میں کیا کہ تاریخ کو سمیٹ کر رکھ دیا۔اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔(قصوری)

مولانا عبدالستاز خاں نیازی کے ساتھ میرے اسم ۱۹۳۹ء سے ہیں۔اس سے پہلے میرا مولانا محمد ابراہیم علی چشتی مرحوم کے ساتھ تعارف ہو چکا تھا۔چشتی صاحب مرحوم کا تعلق لاہور کے ایک پرانے دینی گھرانے کے ساتھ تھا۔ میں چشتی صاحب کو ۱۹۳۷ میں اس وقت ملا جب انٹر کالجیٹ مسلم برادر ہڈ کے ایک اجلاس مسجد شاہ چراغ لاہور میں آئے ہوئے تھے۔۱۹۳۸ میں بغرض تعلیم لاہور چلا آیا اور ایف سی کالج لاہور میں داخلہ لے لیا۔اسی کالج سے میں نے ۱۹۴۶ میں نفسیات کا ایم اے کیا۔ چونکہ ایف سی کالج میں، میں نے دیگر مضامین کے ساتھ عربی رکھی تھی اس لئے اگر ایک طرف سے میں نے جہاں جدید علوم میں دسترس حاصل کی وہاں میں نے دوسری طرف اسلامی علوم کو بھی نظر انداز نہ کیا۔ میرے اس تعلیمی پس منظر کا نتیجہ یہ تھا کہ اس صدی کے چوتھے عشرہ میں میری چشتی صاحب مرحوم اور ان کے احباب کے ساتھ گہرے تعلقات ہوتے گئے۔چشتی صاحب مرحوم کے رفقاء میں میرے علاوہ میاں محمد شفیع جنکا قلمی نام م ش ہے، حکیم محمد انور بابری مرحوم مولانا عبدالستار خاں نیازی بھی شامل تھے۔ نیازی صاحب کو اپنی اسلامی افتاد طبع، مجاہدانہ صلاحیتوں کے باعث اپنے رفقاء میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔اس وقت میرا موضوع چونکہ مولانا عبد

Marfat.com

الستار خاں نیازی کی شخصیت تک محدود ہے اس لئے چشتی صاحب کے گرد جو لوگ جمع تھے ان کی سرگرمیوں کو نظر انداز کرنا ضروری ہے۔

سیاسی زندگی کا اولین دور

مولانا عبدالستار خاں نیازی کی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۳۷ء ہی سے ہو گیا تھا۔ اس وقت سارے اسلامی ہندوستان میں برصغیر کی آزادی کی صورت میں مسلمانوں کے قومی وجود کے تحفظ کا مسئلہ ہمہ گیر بحث و نزاع کا موضوع بن چکا تھا۔ اور مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں اس پر شدید اختلاف تھا۔ اپنے اولین دور میں یہ تحریک کلب تک ہی محدود تھی۔ اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ اس کے بعد مسلمانوں میں جو ہمہ گیر بیداری رونما ہوئی، اس کا ہراول دستہ یہی لوگ تھے۔ اس ابتدائی دور میں اس تحریک میں جن افراد نے کام کیا، ان میں جناب ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، مولانا محمد ابراہیم علی چشتی، مولانا عبدالستار خان نیازی، جناب حمید نظامی اور عبدالحمید مرزا کے اسماء قابل ذکر ہیں اس وقت جو لوگ مسلم کلب کی تحریک کے ٹھیکیدار بن کر منظر عام پر آئے ہوئے ہیں اس وقت ان کا کوئی وجود نہ تھا۔

تحریک پاکستان کے لئے یہ زمانہ بڑا کسمپری کا زمانہ تھا۔ پنجاب پر یونی نیسٹ پارٹی کی حکومت تھی اور یہ جماعت نہیں چاہتی تھی کہ مسلم لیگ میں اتنی قوت آئے کہ اس سیاست کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے جس کو یونینسٹ پارٹی چلا رہی تھی، یونینسٹ پارٹی کے پس پردہ انگریز اور اکالیوں کی طاقت تھی۔ اس لئے اس نے مسلم قومیت کی سیاست کو دبا رکھا تھا۔ ۱۹۳۷ء کے صوبائی انتخابات کے بعد پنجاب میں یونینسٹ پارٹی برسر اقتدار آ گئی اور پنجاب میں سوائے ''مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' سے وابستہ چند سر پھرے نوجوانوں کے اور کوئی طبقہ نہ تھا جو پاکستان کے خلاف اس منافقانہ گٹھ جوڑ کو چیلنج کرتا۔ خود قائداعظم محمد علی جناح بھی جو بڑے دور اندیش، محتاط اور با عزم انسان تھے۔ دیکھو اور انتظار کرو کی سیاست پر گامزن تھے۔ اس لئے وہ بھی آل انڈیا سیاست کے تقاضوں کے تحت پنجاب میں کسی ایک طرفہ

Marfat.com

پالیسی کے اختیار کرنے کے موڈ میں نہ تھے۔ عبوری دور کی اس سیاست کا نتیجہ یہ نکلا کہ پنجاب میں مسلم کلب کی تحریک کے کئی پرانے کارکن جن میں حمید نظامی مرحوم کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ دل برداشتہ ہو کر اپنے اپنے محدود مشاغل میں لگ گئے۔ لیکن اس میں مولانا عبدالستار خاں نیازی کی ذات ایک ایسی شخصیت تھی جس نے یونینسٹ پارٹی کے خلاف اپنی جدوجہد کھلم کھلا جاری رکھی۔ ان کا یہ خیال تھا کہ مسلم لیگ کے اجلاس لکھنو میں قائداعظم اور سرسکندر حیات مرحوم کے مابین جو مفاہمت ہوئی ہے وہ دیرپا نہیں ہے اور محض وقتی (TACTICAL) حربہ ہے۔ اس لئے اس کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ اور بالآخر ہوا بھی یہی کہ تھوڑے عرصہ کے بعد مسلم لیگ اور یونینسٹ پارٹی میں باقاعدہ کشمکش شروع ہو گئی۔

سیاسی عقائد سے وابستگی

اس دور کے عبدالستار خاں نیازی کی شخصیت کا جو پہلو ابھرتا ہے وہ آگے چل کر ان کی زندگی کا ایک مستقل عنصر ثابت ہوا۔ اور وہ ان کا اپنے عقیدے پر غیر متزلزل ایمان ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ان کی زندگی میں کئی دور آئے جب کہ وہ حالات کے ساتھ مفاہمت کر کے اپنے لئے آرام و آرائش کے سارے اسباب حاصل کر سکتے تھے۔ جن کو پاکستان کے اکثر سیاسی کارکنوں نے اپنا مقصد حیات بنا لیا، لیکن انہوں نے ایسا نہیں لیا۔ پاکستان کو قائم ہوئے اس وقت تیس سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، اس عرصہ میں پاکستان میں کئی شخصیتیں ابھریں، کئی نظریئے پیدا ہوئے لیکن اس عرصہ میں نہ ہی کوئی شخصیت پاکستان کی تاریخ پر کوئی مستقل نقش ثبت کر سکی ہے اور نہ ہی پاکستان میں کسی نظریہ کو استقرار حاصل ہوا ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے، اس کے پس پردہ ضرور کوئی بدیہی حقیقت ہے۔ لیکن مولانا عبدالستار خاں نیازی آج بھی اپنے نظریہ اور عقیدہ پر اسی طرح قائم ہیں جس طرح وہ ۱۹۳۷ء یا ۱۹۵۶ء میں قائم تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے سیاسی نظریہ اور مسلک کے ساتھ ان کی مکمل وابستگی ہے اور یہی شے ان کی قوت اور زندگی کا باعث ہے۔

Marfat.com

میں اس وقت پاکستان کے لئے کوئی مسلک تجویز نہیں کر رہا لیکن اس امر پر ضرور زور دوں گا کہ جن سیاسی جماعتوں اور سیاسی اشخاص کے مسلک عارضی مصلحتوں یا وقتی مفاد کے تحت قائم ہوتے ہیں ان کو کسی ملک میں استقرار حاصل ہونا محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ تیس سال کے عرصہ میں پاکستان میں جو اشخاص اور جماعتیں عارضی اور فوری نوعیت کے مسالک لے کر ابھریں وہ نقش پا کی طرح مٹ گئیں لیکن عبدالستار خاں نیازی ابھی تک اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

مثالی کارکن

اب مرحلہ پر میں یہ نہیں کہتا کہ انہوں نے اپنے مسلک کو حاصل کر لیا ہے لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ انہوں نے اپنے مسلک کو برقرار رکھنے میں بڑی پامردی اور ہمت مردانہ کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور اپنے ملک کے سیاسی کارکنوں کے لئے ایک عمدہ مثال قائم کی ہے۔ ان کی زندگی کا یہ پہلو مجھے ہمیشہ متاثر کرتا ہے۔ ۱۹۴۰ء میں بھی میں ان کی زندگی کے اس پہلو کا مداح تھا اور اب بھی ان کی زندگی کے اس پہلو کو سراہتا ہوں۔

Marfat.com

شجاعت وجرات کا پہاڑ

حکیم آفتاب احمد قرشی

زبدۃ الحکماء حکیم آفتاب احمد قرشی (۱۹۲۵۔۱۹۸۱ء) تحریک پاکستان کے کارکن، نامور طبیب اور معروف اہل قلم تھے۔ اسلامیہ کالج لاہور میں دوران تعلیم حضرت مجاہد ملت سے شرف تلمذ بھی رہا۔ موصوف نے میری درخواست پر مندرجہ ذیل مضمون ۱۹۸۷ میں تحریر فرمایا تھا۔ (قصوری)

''میں مولانا جمال میاں (فرنگی محلی) کے ہمراہ کربلا معلّٰی میں مقیم تھا۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی کی سزائے موت کی خبر سنی تو مجھ پر قیامت گزر گئی۔ کیا پاکستان کے جانثاروں کو پاکستان میں دار ورسن کی آزمائش سے گزرنا ہوگا۔ میں نے کربلا معلّٰی کی مقدس فضا کو آہ، فغاں سے معمور کر دیا۔ گاہے اشک میرے جذبات کی ترجمانی کرتے، شب و روز نیازی کی سلامتی اور امان کے لئے دعا کرتا۔''

یہ الفاظ مجھے راجہ امیر احمد خان آف محمود آباد نے کہے۔ راجہ صاحب، لاہور تشریف لائے تھے۔ وہ مولانا نیازی کو ملنے کے خواہش مند تھے۔ اور ان کے دولت کدہ پر خود تشریف لے جانا چاہتے تھے۔ مجھے انہوں نے فر مائش کی کہ میں مولانا نیازی سے ملاؤں۔ نیازی صاحب ان دنوں مقبولیت اور شہرت کی معراج پر تھے۔ لاہور کے جس بازار سے گزرتے سینکڑوں مسلمان ان کا پر جوش خیر مقدم کرتے۔ میں نے جب نیازی صاحب سے راجہ صاحب کا تذکرہ کیا تو مولانا نیازی نے بڑے عجز وانکسار سے کہا کہ راجہ محمود آباد میرے قائد ہیں۔ انہیں تشریف لانے کی زحمت نہ دوں گا۔ نیازی صاحب اور میں راجہ محمود آباد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نیازی صاحب سے مل کر راجہ صاحب بے حد مسرور شاداں ہوئے۔ بڑے پر جوش اور محبت بھرے انداز میں نیازی صاحب کی جرات وہمت کی داد دی۔

نیازی صاحب اپنے خلوص وایثار، جرأت ودردمندی کی بنا، پر تحریک پاکستان کے

Marfat.com

مخلص کارکنوں اور رہنماؤں میں بے حد مقبول تھے۔ ۱۹۴۶ کے انتخابات کا دور آیا تو پنجاب مسلم لیگ کی قیادت نے مولانا عبدالستار خاں نیازی کو صوبائی اسمبلی کا ٹکٹ نہ دیا اس پر طلباء نے بڑا احتجاج کیا۔ محبِ گرامی سید قاسم رضوی مرحوم اور راقم الحروف مرکزی پارلیمانی بورڈ کے ارکان سے ملے اور ان پر زور دیا کہ مولانا عبدالستار خاں نیازی طلباء کے محبوب لیڈر ہیں۔ قائداعظمؒ کے فدائی ہیں۔ طالب علمی کے دور سے تحریک پاکستان سے وابستہ ہیں، انہیں ضرور ٹکٹ دیا جائے۔ مرکزی پارلیمانی بورڈ نے نیازی صاحب کو میانوالی کے حلقہ سے صوبائی ٹکٹ دیا۔ اسلامیہ کالج کے طالب علموں نے نیازی صاحب کے حلقہ کے شبانہ روز دورے کئے۔ وہ ایک بڑے جاگیردار کو شکست دے کر کامیاب ہوئے۔ انتخابات میں کامیابی کے بعد جب مولانا نیازی لاہور پہنچے تو طلباء نے لاہور ریلوے اسٹیشن پر ان کا پرجوش استقبال کیا اور شاندار جلوس نکالا۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی کا تعلق عیسیٰ خیل ضلع میانوالی سے ہے۔ وہ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد لاہور آئے، انہوں نے کالج کی تعلیم کے علاوہ ''اشاعت اسلام کالج لاہور'' میں داخلہ لیا۔ ''اشاعتِ اسلام کالج''، انجمن حمایت اسلام لاہور نے حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کی تجویز پر قائم کیا تھا۔ اس ادارے کا مقصد ایسے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو پیدا کرنا تھا جو جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی علوم سے بھی پوری طرح بہرہ ور ہوں۔ یہ دائرہ عمل چند سال چلا مگر اس ادارے نے مولانا عبدالستار خان نیازی جیسے گوہر نایاب پیدا کئے۔ مولانا نیازی نے اسلامیہ کالج لاہور میں بھی داخلہ لیا۔ یہ دور اسلامیہ کالج کی عظمت کا دور تھا۔ اقبال کے پیغام نے نوجوانوں کے دلوں کو گرما دیا تھا۔ اور اب یہ نوجوان اسلام کی سربلندی کے لئے سرگرم عمل تھے۔

۱۹۳۷ء میں ''پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کا قیام عمل میں آیا، مولانا نیازی سرگرم رہنما تھے۔ اس جماعت کو یہ فخر حاصل ہوا کہ ہندوستان میں آزاد اسلامی

Marfat.com

ریاست کے قیام کی تجویز بحیثیت ایک جماعت اس نے سب سے پہلے پیش کی ۔ مولانا نیازی ۱۹۳۸ء میں پنجاب ''مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے صدر مقرر ہوئے اور انہوں نے خلافتِ پاکستان اسکیم پیش کی ۔ مولانا کی سرگرمیاں جاری رہیں ۔ وہ قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو خطوط لکھتے رہے اور قائد اعظمؒ ان کی مخلصانہ مساعی پر اظہار خوشنودی کرتے رہے ۔ مولانا نیازی اور ان کی رفقاء کی سرگرمیوں نے قرارداد پاکستان کے لئے فضا سازگار کی ۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو یہ قرارداد منظور ہوئی ۔ مولانا نیازی اب تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے ۔ ان کی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع تھا ۔ انہوں نے ایم اے کرنے کے باوجود قومی خدمت کرنے کا عزم کیا اور اب ان کے شب و روز تحریک پاکستان کے لئے وقف تھے ۔ انہوں نے مختلف اضلاع کا دورہ کیا اور مسلم لیگ کی شاخیں قائم کیں ۔

۱۹۴۱ء میں ایک دور ایسا آیا جب حکومت ہند نے سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب کو نیشنل ڈیفنس کونسل کا رکن نامزد کیا ۔ یہ قائد اعظمؒ اور مسلم لیگ کے فیصلے کی خلاف ورزی تھی مولانا عبدالستار خاں نیازی اور ان کے ساتھیوں نے سر سکندر حیات خاں کے خلاف لاہور میں مظاہرے کئے ان مظاہروں سے پنجاب کی فضا بدلی ۔ سر سکندر حیات خاں مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے پہنچے اور قائد اعظمؒ کے سامنے سر تسلیم خم کیا ۔ اور ''نیشنل ڈیفنس کونسل'' سے مستعفی ہو گئے ۔

مولانا نیازی کی سرگرمیاں جاری رہیں ۔ ۱۹۴۴ء میں خضر حیات ٹوانہ نے ملت اسلامیہ سے بغاوت کی اور اس کی پاداش میں اسے مسلم لیگ سے نکال دیا گیا ۔ خضر حیات نے زمیندار لیگ'' کے پرچم تلے صوبہ بھر کا دورہ کیا ۔ خضر حیات مسلمانوں میں فتنہ وفساد برپا کرنا چاہتا تھا اور اب شہری دیہاتی کا سوال پیدا کر رہا تھا ۔ خضر حیات نے یہاں تک کہہ دیا کہ مسٹر جناح بمبئی کا خوجے ہیں انہیں پنجاب کے مسلمانوں میں دخل دینے کا کیا حق ہے ۔ مولانا نیازی نے خضر حیات کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا ۔ خضر حیات جس شہر میں جاتے مولانا

Marfat.com

نیازی بھی وہاں پہنچ جاتے، جلسہ کرتے، عوام کو خضر حیات کی غدراری سے آگاہ کرتے اور اپنی آتش نوائی سے لوگوں کے دلوں کو گرما دیتے۔ مولانا نیازی کی بدولت خضر حیات کا یہ دورہ ناکام رہا۔ مولانا نیازی نے اس دوران مختلف مقامات پر اجتماعات سے خطاب کیا۔

۱۹۴۵ء میں امرتسر میں ''مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کا اجلاس تھا۔ راجہ محمود آباد صدر جلسہ تھے۔ مولانا عبدالستار خان نیازی نے تقریر کی۔ اس زمانہ میں قائداعظم اور گاندھی کے مذاکرات جاری تھے۔ مولانا نیازی نے گاندھی کی شخصیت کو بے نقاب کیا اور بڑی ہی ولولہ انگیز تقریر کی۔ انہوں نے جلسہ لوٹ لیا۔ صبح پورے شہر میں مولانا نیازی کی تقریر کی دھوم تھی۔ دوسرے روز سارا امرتسر جلسہ سننے کے لئے امڈ آیا۔

۴۵۔۱۹۴۴ میں مولانا عبدالستار خاں نیازی اسلامیہ کالج لاہور میں اسلامیات کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ انہوں نے جس ذوق وشوق سے دینی تعلیم دی اس کی یاد ان کے شاگردوں میں اب بھی تازہ ہے۔ ان کا شمار بہترین اساتذہ میں ہوتا تھا۔ لیکن سیاسی سرگرمیوں کی بناء پر کالج سے مستعفی ہو گئے۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی کا دائرہ علم وفضل بڑا وسیع ہے۔ اردو، انگریزی، عربی اور فارسی زبانوں پر قدرت رکھتے ہیں۔ شب و روز مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ کتاب وعلم کے انسان ہیں۔ جب کبھی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہیں تو اس پر بڑا سیر حاصل تبصرہ ہوتا ہے۔ مولانا نیازی ملک کے مشہور خطیب ہیں۔ جب وہ تقریر کرتے ہیں تو الفاظ کی ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جوش وخروش کا سیل رواں ہوتا ہے۔ ان کی آتش بیانی نے کئی تحریکات کو جنم دیا ہے۔

سیرت النبی ﷺ ان کا محبوب موضوع ہے۔ حق گوئی ان کی تقریر کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ جو بات بھی ان کے دل میں ہوتی ہے وہ زبان پر لے آتے ہیں۔ اس بناء پر ان کی تقاریر بے حد پسند کی جاتی ہے۔ مولانا نیازی نے زندگی میں بڑے بڑے معرکے سر کئے۔ وہ دار ورسن کی آزمائش سے بھی گزرے۔ ۱۹۴۷ء میں مسلم لیگ سول نافرمانی کی

Marfat.com

تحریک کا آغاز ہوا۔ تو مولانا نیازی کی پیش پیش تھے۔ گرفتار ہوئے اور تحریک کے اختتام پر رہا ہوئے۔ مولانا نیازی کی تحریک کا ایک اہم کارنامہ ''ختم نبوت'' کی قیادت ہے۔

۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک کا آغاز ہوا۔ قائدین کے گرفتار ہونے کے بعد یہ تحریک کسی رہنما سے محروم تھی کہ مولانا نیازی میدان عمل میں کود پڑے۔ انہوں نے مسجد وزیر خاں کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ اس مسجد میں بیٹھ کر وہ لاہور بلکہ پورے پنجاب کے لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرتے تھے۔ میں لاہور سے باہر تھا۔ نیازی صاحب کے کئی پیغام مجھے موصول ہوئے کہ میں ان سے ملوں۔ میں جمعرات کو لاہور واپس پہنچا۔ جمعہ کو نماز کے وقت مسجد وزیر خاں کا عزم کیا تو راستہ ہی میں سپاہیوں نے روک لیا کہ مارشل لاء کا نفاذ ہو گیا ہے۔

نیازی صاحب مسجد وزیر خاں میں بڑی جرات و ہمت سے رہنمائی کرتے رہے اور احباب کے مشورے پر فیصلہ ہوا کہ وہ لاہور سے نکلیں اور تحریک دوسرے اضلاع میں بھی پھیلائی جائے۔ مسجد سے ملحقہ ایک مکان میں انہوں نے رات بسر کی اور دوسرے روز وہ لاہور سے نکلے۔ جو اصحاب ان کے شریک سفر تھے وہ مولانا نیازی کی جرات و ہمت اور بہادری پر ششدر تھے۔ لاہور سے نکلنے کے بعد انہیں گرفتار کر لیا گیا اور ان کے بارے میں بڑی غلط قسم کی افواہیں پھیلائیں گئیں۔ ان کے سامان کی تلاشی کے دوران کی جوانی کا ایک فوٹو برآمد ہوا تو پولیس نے یہ فوٹو چھاپ دیا اور کہا کہ مولانا نیازی نے داڑھی منڈوا دی تھی۔ یہ الزام قطعی غلط اور بے بنیاد تھا۔ یہ ان کی جوانی کا فوٹو تھا۔ اس فوٹو میں وہ دبلے پتلے انسان نظر آتے ہیں۔ اور جس زمانہ میں مولانا مسجد وزیر خاں میں تھے ان کا جسم فربہی تھا۔ گرفتار کرنے کے بعد مولانا نیازی پر مقدمہ چلایا گیا۔ عدالت میں ان کی پامردی اور جرأت کو دیکھ کر تمام حضرات انگشت بدندان تھے۔ جس روز عدالت نے انہیں پھانسی کی سزا سنائی۔ مولانا نیازی نے بڑی مسرت سے کہا کہ ''میں اپنی مراد کو پہنچ گیا''۔ انہوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے اور والہانہ انداز میں جھومنے لگے اور بار بار یہی فقرہ ان کی زبان پر تھا کہ''

Marfat.com

میں اپنی مراد کو پہنچ گیا'' جیل کے حکام کمرہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے سمجھا کہ عدالت نے مولانا کو رہا کر دیا ہے۔ اس لئے وہ فرحت و مسرت سے جھوم رہے ہیں۔

مولانا نیازی کو پھانسی پانے والوں کی کوٹھری میں بند کر دیا گیا۔ کال کوٹھری میں کوئی الگ غسل خانہ نہ تھا۔ ہر لمحہ پھانسی پر لٹکائے جانے کا امکان مگر مولانا نیازی ہشاش بشاش تھے۔ ان سے کہا گیا کہ وہ رحم کی اپیل کریں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ جیل کے حکام مولانا کی اس جرأت و ہمت پر ششدرہ تھے۔ پھانسی کی سزا ایک ایسی ہولناک چیز ہے کہ بڑے بڑوں کے دل لرز جاتے ہیں اور وہ موت کی سزا پانے سے قبل ہی نیم جان ہو جاتے ہیں۔ سالہا سال کے بعد کوئی مجرم آتا ہے جو جرأت و ہمت سے جان دیتا ہے۔

جیل حکام کا کہنا ہے کہ انہوں نے مولانا نیازی جیسا بہادر انسان نہیں دیکھا۔ مولانا نیازی کئی ہفتے پھانسی کی کوٹھری میں رہے۔ حکومت نے خود ہی سزا میں تخفیف کر دی اور کچھ عرصہ بعد رہا کر دیئے گئے۔ مگر جلد ہی ایک تقریر کی پاداش میں انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ قید و بند تو مولانا نیازی کی زندگی کا ایک حصہ ہے انہیں اکثر سنت یوسفی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا ہوئی۔ وہ دار و رسن کی آزمائش سے گزر رہے ہیں۔ حق گوئی و بیباکی ان کا شعار ہے۔ ان کے جذبات میں شدت ہے اور بعض اوقات وہ حدود سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں مگر ان کے اخلاص کی بنا پر احباب صرف نظر کرتے ہیں۔

مجھے مولانا نیازی سے سال ہا سال سے شرف نیاز حاصل ہے میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے۔ ان کی زندگی کے ہر گوشے سے واقف ہوں۔ مولانا نیازی بہت نیک انسان ہیں۔ نیک مسلمان ہیں۔ پابند صوم و صلوۃ ہیں۔ اخلاص و ایثار سے ان کی شخصیت عبارت ہے۔ شجاعت و جرأت کا پہاڑ ہیں۔ انہوں نے شادی نہیں کی اور وہ درویش کی سی زندگی گزارتے ہیں۔ وہ سالہا سال اسمبلی کے ممبر رہے۔ بہت بڑے قومی رہنما ہیں مگر لکشمی بلڈنگ میکلوڈ روڈ لاہور میں ایک کمرہ میں مقیم ہیں۔ چند الماریاں اور ایک

Marfat.com

بکس ان کی کائنات ہیں۔ انہوں نے بڑے بڑے مناصب کو پاۓ یہ استحکار سے ٹھکرایا ہے۔ وہ دوستوں کے دوست ہیں۔ ان میں بڑی ہی انکساری اور مروت ہے۔ اللہ تعالی نے انہیں گونا گوں صفات سے نوازا ہے۔ وہ حلقہ یاراں میں بریشم کی طرح نرم اور معرکہ حق و باطل میں فولاد ہیں۔ مولانا نیازی ہمارے ملک کے ممتاز اور مقبول قومی رہنما ہیں جو کہ بڑی پاکباز زندگی گزارتے ہیں۔ آج کل مولانا نیازی جمعیت علماء پاکستان کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ انہوں نے مختلف ممالک کا سفر بھی کیا ہے۔ ان کے کارنامے ملت کی متاعِ عزیز ہیں۔

Marfat.com

وہ مردِ درویش جس نے ڈھونڈی نہ سلطان کی درگاہ

(چوہدری حبیب احمد)

مبلغ نظریہ، پاکستان چوہدری حبیب احمد (۱۹۱۹ء۔۱۹۸۰ء) تحریک پاکستان کے کارکن ممتاز ادیب، معروف صحافی اور علم دوست شخصیت کے مالک تھے۔ موصوف کی کتابیں ''تحریک پاکستان'' اور نیشلسٹ ''نظریہ پاکستان'' اور ''جماعت اسلامی کا رخ کردار'' وغیرہ شہرت عامہ حاصل کر چکی ہیں۔ ۱۹۸۷ء میں ہفت روزہ ''الہام'' بہاولپور نے حضرت مجاہد ملت کے حضور خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے میری تحریک پر ''مجاہد ملت ایڈیشن'' نکالا تو مضامین کی فراہمی کی ذمہ داری مجھ پر ڈال دی گئی، چنانچہ میری درخواست پر چوہدری حبیب احمد مرحوم نے ایک جامع مضمون مرحمت فرمایا جو نہایت معلومات افزا اور خاصے کی چیز ہے۔ (قصوری)

صداقت پسند عرفان جُو خان عبد الستار خاں ایم اے سے پہلا تعارف غالباً ۴۰۔۱۹۳۹ء میں استاذ مکرم جناب پروفیسر مرزا عبد الحمید ایم اے (مرحوم) کی معیت میں ہوا۔ میں پہلی ملاقات ہی میں اسلام کے جانثار، جاں سپار اور ملت کے لئے دردمند و غم گسار سے متاثر ہوا۔ ملت کی رفعت و عظمت کے لئے بیتابیوں سے لبریز دل رکھنے والے ان بزرگوں کی اکثر ملاقاتیں ہوتیں۔ تبلیغی پروگرام ترتیب پاتے اور خواب غفلت میں خوابیدہ نوجوان مسلم کو بیدار و ہوشیار کرنے کے لئے مساجد، محلوں اور دینی اجلاسوں میں اپنے سوز و گداز اور دردمندیوں کو قلبِ ملت میں انڈیلنے کے لئے حیات انگیز، احساس انگیز تقاریر و خطابات کے اہتمامات کرتے۔ یہ پیکران غیرت وحمیتِ ملی اور بلندی امت کے جذبوں، تعمیر و استحکام ملت کے ولولوں اور عظمت مسلم کے بے باک ارادوں سے سرشار اور ان کے سینے نور قرآنی سے روشن اور یہ شراب یثربی کے نشہ سے مخمور، رندی و مستی کا نشان نظر آتے تھے۔

Marfat.com

ان کے فرمودات میں جوانان ملت کے لئے احساسِ زیاں کی جھلک تھی۔ان کے پیغامات میں نصیحتیں بھی تھی اور دین وتمدن کی تعلیم بھی اوران کی تقاریر وخطابات میں عقل و عشق وجنون کی ابدی کش مکش کا بیان بھی تھا۔ان کی گفتگوئیں اوران سے ملاقاتیں بھی درس حیات کا درجہ رکھتی تھیں ۔ یہ ایک تاریخی صداقت اور سچی شہادت ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے مستقبل کو درخشاں وتابناک بنانے کے لئے دیوانوں کی طرح کام کیا۔

مخترم مرزا صاحب دی پنجاب ''مسلم سٹوڈنٹس فیڈ ریشن'' کے صدر تھے ۔ قائد اعظمؒ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کی وسیع وعریض گراؤنڈ میں فیڈ ریشن کے مثالی اجلاس میں رونق افروز تھے۔ پروفیسر صاحب کے صدارتی خطبہ کے بعد نیازی صاحب استقبالیہ کے لئے سٹیج پر جلوہ نما ہوئے۔بھر پور شباب سرخ وسفید چہرہ ،سفید لٹھے کی شلوار ،سیاہ چکن ، دبدبہ وطنطنہ اور تمکنت سے مالا مال آواز تلوار مارکہ باریک مونچھیں ،بال انگریزی ، یہ پیکر جمال وجلال ،حسن ورعنائی کا مجسمہ جب اپنے خلوص ایثار جان رفتگی اور جاں سپردگی کے بے تاب جذبوں کونمایاں کرر ہاتھا اور جوانوں کو زندگی کی [illegible] پیدا کرنے کی تلقین وہدایت کے ساتھ ساتھ اپنا عشق اوراپنی نظر بخش رہا تھا۔اور بزرگوں کے دلوں کواحساس ملی سے گرما اور ان کی ذمہ داریوں سے ان کو باخبر کرر ہاتھا۔مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ قائداعظمؒ کی نگاہیں بار باراس شکوہ چہرے اور پیکر عزم واستقلال کی طرف اٹھتی رہیں اور میں قریب بیٹھا ان کونوٹ کرتا رہا۔ بالآخر جوش ایمان ومسرت سے قائداعظم کے شگفتہ اورمتین ومدبر رخ زیبا پراظہارخوشی ومسرت کی حسین لکیریں ابھریں۔انہوں نے متبسم انداز اور پروقار لہجہ میں ارشادفرمایا:۔

''حمید! جس قوم کے پاس عبدالستار نیازی جیسے پیکران یقین وصداقت اور صاحبان عزم وہمت ہوں۔اس کے پاکستان کوکون روک سکتا ہے۔''

یہ ایک عظیم المرتبت شخصیت کی طرف سے عظیم اعتراف وخراج تھا جو بابائے ملت

Marfat.com

حضرت قائداعظمؒ نے انہیں عطا کیا۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ۱۹۴۲ میں ضلع ہوشیار پور (مشرقی پنجاب) والوں نے پروفیسر صاحب کو سیرت النبی ﷺ کے اجلاس میں خطاب کے لئے مدعو کیا۔ آپ اجلاس سے فراغت کے بعد میرے ساتھ قصبہ بجواڑہ شریف (باجود شہر والوں کے اصرار پر کہ آپ شب باشی یہاں فرمائیں) تشریف لے آئے کرنا نا خدا کا یہ ہوا کہ اگلے سال شہر والوں نے خاں عبدالستار خاں نیازی کو جنہوں نے اب باریک سی داڑھی رکھ لی تھی اور مولانا بننے کا آغاز کر دیا تھا، درخواست کی۔ آپ نے بھی سیرت محمدیؐ پر ایک بصیرت انگیز، عشق ریز اور احساس افروز خطاب فرمایا۔ بندہ نے ان سے بھی بجواڑہ شریف غریب خانہ پر تشریف لے جانے کی التجا کی۔ خان صاحب بھی مجھے یہ اعزاز وشرف بخشنے کے لئے آمادہ تیار ہو گئے۔ شہر کے رئیس اعظم شیخ رفیع صاحب نے رئیسانہ غرور وتمکنت سے شہر والوں سے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکے گا۔ یہ کون ہے جو ہر سال ہمارے مہمان خصوصی کو اپنے ہاں لے جاتا ہے؟ بات مولانا نیازی صاحب تک پہنچی۔ میری اور شہر والوں کی طرف سے اصرار وتکرار اور تقاضا بڑھا، فیصلہ قبلہ نیازی صاحب کے ہاتھوں میں تھا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے گرجدار آواز میں فرمایا کہ دیکھو! اگر ترازو کے ایک پلڑے میں سارا ہوشیار پور رکھ دیا جائے اور ایک میں حبیب تو میں اسے وزنی قرار دوں گا۔ یہ تحریک قیام پاکستان کے ہراول دستہ کا ہمارا پر جوش رفیق منزل ہے۔ شہر والے مہر بلب اور جناب نیازی صاحب میرے ساتھ بجواڑہ شریف تشریف لے آئے۔

باتوں باتوں میں آپ کو اشتیاق ہوا کہ کوٹ عبدالخالق اور پٹھانوں کی بستی جہاں خیلاں کے پٹھان بھائیوں سے ملوں۔ اور ان تک قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کا پیغام پہنچاؤں۔ چنانچہ دوسرے روز آپ میرے ساتھ جہاں خیلاں گئے۔ وہاں لئیق احمد خان جو (پاکستان کے شعبہ انٹیلی جینس میں اعلی افسر ہیں) کے والد مرحوم خان رشید احمد خان صاحب جو ضلع ہو

Marfat.com

شیار پور کی ارفع ترین شخصیت تھے قبلہ نیازی صاحب نے ان سے ملاقات کی اور انہیں قائد اعظمؒ کا پیغام پہنچایا۔ اور قلت وقت کے سبب کوٹ عبدالخالق نہ جا سکے۔ خان رشید احمد خان ضلعی زمیندارہ لیگ کے صدر بھی تھے۔ لیکن ذہناً و دفاعاً اور عملاً پاکستانی تھے۔ خان نیازی صاحب جس قلندرانہ مومنانہ اور مجاہدانہ انداز سے گفتگو فرما رہے تھے۔ تو اس وقت حضرت علامہ کا یہ فرمان میرے ذہن میں رقص کر رہا تھا کہ۔

دلبری بے قاہری جادو گری است
دلبری با قاہری پیغمبری است

قیام پاکستان کے بعد مہاجرت کا کچھ عرصہ میانوالی گزرا۔ مولانا کو نہایت قریب سے دیکھا۔ انہیں نہایت خلیق، دردمند، ہمدرد، غمگسار اور کھرا مسلمان پایا۔ نیز ان کو مسلمانوں کی عہد گزشتہ کی لٹی ہوئی شوکت و عظمت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے دین و ملت کی سربلندی اور سرفرازی کے لئے نہایت مضطرب و بے قرار پایا ہے۔ ان پر حضرت حکیم الامت علامہ اقبالؒ کا یہ شعر پوری طرح اس لحاظ سے صادق آتا ہے۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

کہ انہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو وقف اسلام و ملت کر رکھا ہے۔ دولت و ثروت اور عہدہ سب کچھ حاصل کر لینے کی ہمت و صلاحیت کے باوجود یہ درویش خدا مست ایک ہی لے میں ایک ہی دھن میں اور ایک ہی انداز میں سرفرازئی ملک و ملت کے لئے کوشاں ہے۔ جناب مولانا سے زندگی بھر اتنی نشستیں اور ملاقاتیں ہوئی ہیں کہ اگر انہیں میں تفصیلاً رقم کروں تو ایک ضخیم کتاب درکار ہے۔ صادق قصوری صاحب کے تعمیل ارشاد کے لئے مختصراً ضبط تحریر میں لایا جا رہا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد جناب مولانا عبدالستار خاں نیازی میرے بیٹے عتیق میاں

Marfat.com

اور بیٹی اسماء اختر کی شادی میں شرکت کے لئے لائل پور (حال فیصل آباد) تشریف لائے اس بزرگانہ شفقت سے میری دلجوئی فرمائی۔

خود آئینہ کی طرف صاف و شفاف دل، روشن دماغ، بلند خیال اور عالی ظرف ہونے کی وجہ سے دوسروں پر بھروسہ ان کا شیوہٗ زندگی ہے۔ سفر حیات میں انہوں نے آزمائش و امتحان کے کئی ایک مراحل طے کئے۔ یہ دیوانہ محمد ﷺ، عظمت رسول ﷺ کے لئے تختہ دار تک پہنچا۔ عشق محمد ﷺ سے سرشار نیازی عزم و استقلال اور اپنی بلندی سیرت و کردار کے طفیل منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہے اور اپنی راہ میں رکاوٹ بننے والی کسی ظالم و جابر شخصیت کو خاطر میں نہیں لاتا۔ کسی بڑے سے بڑے صاحب جبروت کی خفگی ان کے قدموں کو نہ ڈگما سکی ہے اور نہ ڈگما سکے گی۔ میں حلقہ یاراں میں انہیں "اسلامی ٹینک" کہا کرتا تھا۔ جس کذب و باطل اور مکر و ریا کے قلعہ کو مسمار کرانا مطلوب ہو وہاں ان کی یلغار اور جس منکرانہ قوت کو اسلام کے مقابلے میں شکست مقصود ہو وہاں ان کی ایک مجاہدانہ للکار ہی کافی ہوتی ہے باطل آراء قوتوں اور مفاد پرستانہ ذہنیتوں نے سیاست میں انہیں ہمیشہ دھوکہ وفریب دیا۔ یہ کئی ایک سیاسی میدانوں میں معرکہ آزما رہے ہیں۔ اور مثل کلیم رہے۔ انہیں درخت طور سے صدائے لاتخف برابر آتی رہی۔ یہ خدا کی نصرت و تائید سے کبھی مایوس نہیں ہوئے۔ علامہ اقبالؒ نے تو کہا تھا کہ

مثل کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف

انہوں نے عملاً کیا اور کر کے دکھا رہے ہیں۔ مخالفین کے ساتھ ان کے کئی ایک ٹکراؤ اور الجھاؤ رہے۔ انہوں نے کسی کو اینگلو محمڈن نواب" تو کسی کو "نکلسن کے اردلی کا پوتا" کہا۔ ایک مخالف کو کبھی "دوشیزہ مولوی" اور کبھی "سرکاری مولوی" کہا۔ آپ نے مقصد براری کے لئے اسلام اسلام کی رٹ لگانے والوں سے بہت زخم کھائے ہیں۔ ایسے لوگوں

Marfat.com

نے ہمیشہ انہیں حیران و مایوس کیا۔ جب ایسے اسلام فروشوں کی بد دیانتی اور بد نیتی ان پر پوری طرح آشکار ہوگئی تو انہوں نے ان بتوں سے دامن بچا کر ''غبار رہ حجاز'' ہونے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ اب آپ حضرت شاہ احمد نورانی کی رفاقت میں جمعیت علماء پاکستان کو منظّم و موثر بنانے کی جدو جہد و سعی میں مصروف ہیں۔ آپ بالا تفاق رائے دوبارہ جمعیت کے جنرل سیکرٹری منتخب کئے گئے ہیں۔ نورانی میاں ان کی بزرگی و عظمت کا پورا پورا لحاظ و احترام فرماتے ہیں۔ مولانا نیازی ان کی معیت میں قیام پاکستان کی مخالف جماعتوں کے خلاف صف آراء ہیں۔ ان دونوں بزرگوں نے کھلے اور واضح الفاظ میں بار بار کہا ہے اور اعلان فرمایا ہے کہ ہم قیام پاکستان کی مخالف کسی بھی جماعت سے الیکشنی اتحاد نہیں کریں گے۔

جناب نیازی دینی اور سیاسی محاذ پر اور راقم محاذِ قلم پر غرضیکہ دونوں مصروف ہی نہیں بلکہ مصروف ترین ہیں۔ اب ملاقات کے مواقع کم ہی نصیب ہوتے ہیں۔ مولانا کی پاکیزگیٔ اخلاق اور ان کے اوصاف حمیدہ کا قائل ہوں۔ خدا کرے کہ اسلام کے مقدس نام پر اس اسلامی مملکت کے قیام کی مخالفت کرنے والوں کی بے نقابی میں جمعیت علماء پاکستان، نیازی و نورانی کی قیادت و سیادت میں کامیاب و کامران ہو۔ اور نقاب پوش مصلحین جن کا اصلی روپ واضح کرنے کے لئے میں نے بھی مقدور بھر کام کیا ہے۔ یہ دونوں بزرگ نوجوانوں میں یہ تدبر و شعور اور علم و آگہی پیدا کردیں کہ وہ صالحین کرام کے مصلحتی اسلام کو پہچان کر، ان بہروپیوں کے چہروں سے اسلامی وارنش کو کھرچ کر ان کے اصلی خدو خال ملت کے سامنے لے آئیں اور انہی کے آئینۂ تحریر میں ان کی فریب آمیز اور نفرت انگیز تحریرات انہیں دکھاتے پھریں اور صداقتِ حُسن کے راز جن کو ان نقاب پوشوں نے جرنلسٹک حربوں اور پروپیگنڈہ کے زور پر جوانان ملت کی نظروں سے چھپا دیا ہے۔ وہ نکھر اور ابھر کر نسلِ نو کے سامنے آجائیں اور نیازی و نورانی کی مساعیٔ مشکور کامیاب ہوں اور زمانہ بے تابانہ و مضطربانہ پکار اٹھے کہ۔

حسن کے راز نہاں شرح و بیاں تک پہنچے
آنکھ سے دل میں گئے دل سے زباں تک پہنچے

Marfat.com

دل نے آنکھوں سے کہی آنکھ نے دل سے کہہ دی
بات چل نکلی ہے اب دیکھیں کہاں تک پہنچے

اور پاکستان کے حمائتی وطرفدار علماء کرام و پیرانِ عظام کا کردار ابھر اور نکھر کر جوانان ملت کے ذہنوں میں پیوست اور دلنشین ہو اور قیام پاکستان کے مخالفین ''نیشلسٹ علماء'' اور نقاب پوش مصلحین کا ''اصلی روپ'' بھی ان کی چشم عقل و عالم اور جذبہ عشق و عمل کے سامنے آجائے اور یہ کرگسوں میں پلا ہوا شاہین ان کے مکروفریب اور ریا کے تانے بانے سے بنے ہوئے جال کو مومن کی نگاہ سے دیکھ سکے۔

نیازی صاحب کی موثر خطابت، علم و آگہی اور شوکت و جمال وجلال کے علاوہ ان کے پر وقار لہجہ، دلنشین انداز بیان سے یہ بعید نہیں کہ وہ باطل کے خس وخاشاک کو بہا کر بدنامی وگمنامی کے گہرے سمندروں میں پھینک دے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہماری نسل میں وہی نگہ بصیرت پیدا ہو جائے جو انہیں حق و باطل میں فرق و امتیاز کی تمیز کی صلاحیت، اہلیت اور قابلیت بخش دے۔ یہ مرد خدا مست اس دور کا ایم اے ہے جب خال خال مسلمان ہی اس مرتبہ و بلندی تک پہنچتے تھے۔ سر سکندر نے دولت وعہدہ کے عوض ان کی حق گوئی اور بیباکی کو خریدنا چاہا، نیازی صاحب کی غیرت اسلام نے فرنگی ایجنٹ کے ہاتھ میں بکنا گوارا نہ کیا۔ قائداعظم کے بعد کئی ایک سربراہوں اور صاحبان اقتدار واختیار نے ان کے جوش بیان کو سرد کرنا چاہا لیکن وہ خاسر و ناکام و نامراد ہوئے۔ نیازی نبوی اسلام کا داعی ہے اور دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کرنے والے کے لئے مضطرب و بے قرار میدان عمل میں ہے۔ مولانا نیازی راہ یثرب کے بھٹکے ہوئے راہی کو نشانات راہ دکھا رہا ہے۔ وہ اسے مقام مصطفیٰ ﷺ، احترام مصطفیٰ ﷺ اور نظام مصطفیٰ ﷺ سے آشنا کر رہا ہے۔ عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے اس نے اپنا دن کا چین اور رات کا سکون قربان کر دیا ہے۔ یہ تبلیغی یلغاروں، مجاہدانہ للکاروں اور سیاسی مہموں سے یہ وضاحت کر رہا ہے کہ قافلہ انسانیت اسی روز خیر و عافیت سے منزل مقصود تک پہنچے گا جب وہ سالار کاروانِ آدمیت حضور اقدس و اعظم ﷺ کی راہبری و رہنمائی کو دل و جان سے قبول کرے گا۔ مولانا کے خطابات، تقاریر اور فرمودات کا محور یہی ایک حقیقت ہے۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ انسان اگر اپنی منزل مراد کو پانے کا

Marfat.com

خواہش مند ہے تو وہ رنگ زمانہ پر حضور اقدس ﷺ اور ان کے رفقاء کے جگمگاتے نقوش پا کو اپنے سفر حیات کے لئے نشانات راہ قرار دے۔ یہ اس لئے کہ رب العالمین نے رحمتہ اللعالمین ﷺ ہی کو کاروان انسانیت کے لئے نمونہ حیات بنایا ہے۔ یہ میزان ہے جس میں انسانوں کے عمل و کردار کا وزن کیا جائے گا اور وعدہ کیا ہے کہ

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قلم تیرے ہیں

اقبالؔ

خان عبدالستار خاں نیازی ایم اے تحریک قیام پاکستان میں شباب ملت کے قافلہ سالار رہے ہیں۔ سندھ کے ریگزاروں سے لے کر سرحد و پنجاب کے ہر علاقہ میں ان کے قدموں کے نشان آج تک دیکھے جا سکتے ہیں۔ قائداعظمؒ کے ان جانبازوں، جاں نثاروں اور جاں سپاروں کے نقوش قدم تاریخ پاکستان کی شاہراہوں میں آج بھی روشن و تابناک ذروں کی طرح چمکتے دمکتے نظر آتے ہیں۔ مسخ حقیقت کے اس دور میں جن مخالفین قیام پاکستان نے ان کے شاندار قابل ستائش اور لائق تحسین و آفرین کردار کو بھی گھٹانے کی ناپاک جسارت کی اور لکھا کہ جناب نیازی ایک زمانہ میں ''احراری'' بھی رہے ہیں۔

؎ شرم ان کو مگر آتی نہیں

مولانا نیازی کبھی بھی احرار میں نہیں رہے۔ اور آپ کا درخشندہ و تابندہ کارنامہ تحریک پاکستان کے لئے کوشش اور انتھک جدوجہد ہے۔ کہ ہر انسان دنیا میں اپنی صلاحیت و قابلیت کے مطابق ہی کوئی کام سرانجام دے سکتا ہے۔ مولانا کو جس قدر صلاحیت دین و دانش اور فہم و تدبر قدرت نے عطا فرمایا ہے آپ نے اسے ملک و ملت کی بہی خواہی میں صرف کرنے کے لئے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ اور وہ آج تک تکمیل تحریک پاکستان کے لئے کوشاں اور سرگرم عمل ہیں۔ ان جیسا خلوص و ایثار کا جذبہ لوگوں میں کم ہی نظر آتا ہے۔ ان سے اختلاف کی گنجائش ہر مقام اور ہر مرحلہ پر موجود ہے۔ لیکن ان کی حسن نیت، لذتِ امروز اور ذوق فردا سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی زندگی کا مشن خدمت اسلام ہے اور وہ دین محمد ﷺ کے لئے جینا مرنا اپنی حیات مستعار کا مشن قرار دیتے ہیں۔ وہ نوجوانی سے

Marfat.com

جوانی اور جوانی سے بزرگی تک ایک ہی راہ پر گامزن ہیں۔ یہ صاحب منزل راہی اپنی قسمت اور اپنے مقدّر پر نازاں اور فرحاں ہے کہ اسے خدائے محمد ﷺ نے نبوی اسلام کی خدمت کے لئے چن لیا ہے۔ اس دیوانہ محمد ﷺ کی شہروں، صحراؤں اور ویرانوں میں ایک ہی ہوک اور ایک ہی پیغام ہے اگر عافیت وراحت مطلوب ہے تو دامن محمد ﷺ میں پناہ لے لو۔ ان کی بتلائی ہوئی راہ صراط مستقیم پر چل نکلو ان کے لائے ہوئے قانون (Code of life) کو زندگی کا دستور بنالو۔ غالب کی زبان میں ہے کہ

تیر قضا، ہر آئینہ در ترکش حق است
اما کشاد آں زکمان محمد ﷺ است

خدا کا دیا ہو شک وشبہ سے بالاتر قانون انسان ہی کے ہاتھوں تکمیل پذیر ہوگا۔ خدا خود عرش سے فرش پر نہیں آئے گا۔ خالق کون ومکاں، مالک ارض وسما نے اسی مقصد کے لئے محمد عربی ﷺ کو رہبر انسانیت اور قافلہ سالار آدمیت بنا کر آخری رسول ﷺ کی حیثیت سے آخری پیغام دے کر بھیجا۔

نوع انساں را پیام آخریں
حامل او رحمتہ اللعالمین

اقبالؔ

مولانا نیازی اسی پیغام محمدی ﷺ کے نقیب اور اعلیٰ پائے کے خطیب ہیں۔ خدا مزید توفیق وہمت عطا فرمائے۔ اس سروقد رعنا پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے۔ اس فرصت میں اسی پر اکتفا کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

جگرداراورنڈر رہنما

ملک محمد اکبر ساقی (۱۹۴۴ء-۱۹۹۲ء) جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری رہے ہیں۔ جادو بیان مقرر، معروف سیاستدان اور صاحب قلم تھے۔ موصوف نے حضرت مجاہد ملت کی پنجاب اسمبلی کی تقاریر سے پانچ تقریروں کا انتخاب کر کے کتابی شکل دی جو جنوری ۱۹۷۷ میں "مولانا عبدالستار خاں نیازی کی پنجاب اسمبلی میں ۵ تاریخی تقریریں" کے عنوان سے لاہور سے طبع ہوئی۔ کتاب کے ابتدائیہ میں ساقی صاحب نے حضرت مجاہد ملت کے حضور جو خراج عقیدت پیش کیا اس کی ایک جھلک درج ذیل ہے۔ (قصوری)

جن لوگوں کو اسلام کی حقانیت اور اس کے ایک کامل و اکمل دین ہونے کا یقین ہوتا ہے، وہ حالات کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کرتے، وہ صرف مسجد و منبر ہی سے حق کی آواز بلند نہیں کرتے۔ عہد حاضر میں ایسے حق شناس و حق پرست گروہ کے سرخیل ضیغم اسلام بطل حریت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی ہیں جنہوں نے دین اسلام کی سربلندی اور سرفرازی کے لئے احقاق حق اور ابطال باطل کو اپنی زندگی کا طرۂ امتیاز بنالیا ہے۔ انہوں نے قید و بند کی صعوبتوں کو خوش آمدید کہا، پھانسی کی کوٹھری کا خیر مقدم کیا، گولیوں کی بوچھاڑ کو پرکاہ کے برابر وقعت نہ دی اور حق کہنے سے باز نہیں آئے۔ مساجد میں بھی ان کے نعرہ ہائے رستا خیز سنائی دیتے ہیں اور اسمبلی چیمبرز میں بھی انہوں نے اپنے موقف پر کسی مصلحت کا پردہ کبھی نہیں ڈالا۔ وہ جیل میں ہوں تو بھی خدائے واحد کے پرستار ہیں اور جلسہ گاہ میں ہوں تو بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا اور عاشق صادق ہیں۔

مجاہد ملت کی ذات پر قوم نے ہمیشہ اعتماد کیا ہے۔ مسلمانوں کے لئے ایک اسلامی مملکت کے حصول کی خاطر انہوں نے جدوجہد کی جو قربانیاں دیں، جس طرح گوشے گوشے، قریے قریے میں پاکستان کے نعرے کو مقبول بنایا، اس کے پیش نظر ان کی مجاہدانہ

Marfat.com

صلاحیتوں اور بیمثال خدمات کے اعتراف کے طور پر مسلمانوں کے قائد اعظم محمد علی جناح ان کو اپنا معتمد سمجھتے تھے اور عامتہ المسلمین اپنا جگر دار اور نڈر رہنما۔ قوم و وطن پر جب بھی کوئی مصیبت آئی ہے، عوام الناس نے آپ پر اعتماد کیا ہے۔ اپنے بے داغ کردار کے باعث آپ اس وقت بھی حسب سابق مسلمانان پاکستان کے دلوں کی دھڑکن ہیں اور حکیم الامت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے درج ذیل شعر کی عملی تفسیر۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے حکم ہے اذان لا الہ الا اللہ

Marfat.com

ایک خط

میاں طفیل محمد سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان

محترمی جناب محمد صادق قصوری صاحب

السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! آپ کا عنایت نامہ ملا۔ آپ نے مجاہد ملت مولانا عبدالستار نیازی صاحب کی علمی دینی، سیاسی اور قومی خدمات پر مشتمل کتاب مرتب کرنے کا جو کام شروع کیا ہے، اس پر میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مولانا موصوف کی یہ خدمات کم وبیش ساٹھ سالوں پر محیط ہیں۔ تحریک پاکستان کے ابتدائی دور سے حالیہ تحریک نفاذ شریعت تک انہوں نے ہر مرحلہ میں نہایت اخلاص، رہنمائی، جرأت اور مردانگی سے کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔

میں ابھی حال ہی میں دل کے بائی پاس اپریشن کے مرحلہ سے گزرا ہوں اور یہ سطریں بھی بستر پر ہی تحریر کر رہا ہوں۔ کوئی دماغی اور لکھنے پڑھنے کا کام کرنے سے قاصر ہوں۔ اس لئے اس بارے میں معذرت خواہ ہوں۔ امید ہے کہ میری معذرت آپ قبول فرمائیں گے۔

خاکسار

طفیل محمد

۲۱۔ ستمبر ۱۹۹۹ء

Marfat.com

اسلام کا مخلص مجاہد

قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی ان علماء میں سے ہیں جنہوں نے بیک وقت کالج اور مدرسہ سے فیض حاصل کیا اور قدیم وجدید دونوں علوم سے وافر حصہ پایا۔ وہ دونوں میدانوں کے مزاج اور خوبیوں سے مزین ہیں۔ علم وفضل اور زبان وبیان میں مہارت تامہ کے ساتھ حالات حاضرہ اور اسلام اور امت مسلمہ کے مسائل، حالات اور ضرورتوں سے کماحقہ آگاہ ہیں۔ اپنے دور کی باطل تحریکوں کے مقابلہ کے لئے وہ تقریر وتحریر کی صلاحیتوں سے پوری طرح مسلح ہیں۔ انہوں نے نظریۂ پاکستان اور علامہ اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کی فکر کو پروان چڑھانے کے لئے زمانۂ طالب علمی میں بھرپور جدوجہد کی اور قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں تحریک ختم نبوت، اسلامی دستور اور اسلامی نظام کے قیام کے لئے برپا تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قائدانہ اور سرفروشانہ کردار ادا کرنے کی پاداش میں انہیں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا اور پھر پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ لیکن انہوں نے امام احمد بن جنبلؒ اور مجدد الف ثانیؒ (رحمتہ اللہ علیہم اجمعین) کی استقامت کی یاد تازہ کر دی۔ ان کو پھانسی کے تختہ پر لٹکانے اور جھکانے کا ارادہ رکھنے والے خائب وخاسر ہو کر اقتدار سے محروم اور رسوائے زمانہ ہوئے اور عبرت کا نشان بن گئے۔

مولانا عبدالستار خان نیازی نے ہر دور میں باطل کے خلاف کلمۂ حق کیا۔ ۱۹۷۰ تک وہ ''تحریک خلافت پاکستان'' کے علمبردار تھے۔ اس کے بعد انہوں نے جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے لادینیت کے خلاف جدوجہد کی۔

جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کی شہادت کے بعد آئی جے آئی (اسلامی جمہوری اتحاد) وجود میں آیا۔ میاں نواز شریف کو آئی جے آئی نے سیاسی طور پر اٹھایا۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں میاں نواز شریف پنجاب میں کامیاب ہو کر وزیراعلیٰ بنے اور بے نظیر بھٹو مرکز میں وزیراعظم

Marfat.com

بن گئیں۔ اس وقت سے مولانا عبدالستار خان نیازی نے بھی میاں نواز شریف کا ساتھ دینا شروع کیا۔ اس کے بعد جماعت اسلامی، دیگر دینی جماعتوں اور مولانا عبد الستار خان نیازی کی جمعیت علماء پاکستان کے تعاون سے میاں صاحب وزیر اعظم بن گئے لیکن دینی جماعتوں کو ساتھ لے کر چلنے کی بجائے انہوں نے ان سے گلوخلاصی کی راہ اختیار کی۔ چنانچہ جماعت اسلامی اور دیگر جماعتیں ان سے الگ ہوگئیں لیکن مولانا عبدالستار خان نیازی اور جمعیت اہل حدیث ان کے ساتھ رہے۔ میاں صاحب نے مولانا عبدالستار خان نیازی کے احسان کا بدلہ جمعیت علماء پاکستان کے دو ٹکڑے کر کے چکایا اور ان کو ایک طرف کر دیا۔ بالآخر وہ بھی میاں صاحب سے مایوس ہو گئے۔ مولانا عبدالستار خان نیازی نے میاں نواز شریف سے تعلقات کے دوران میں جماعت اسلامی کے ساتھ تعلق کو نہ ٹوٹنے دیا۔ ہمارے پروگراموں اور مطالبات میں ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ یہ ان کے اخلاص کی نشانی ہے۔ اس عرصہ میں انہوں نے جمعیت علماء پاکستان اور تحریک تحفظ ناموس رسالت کے ذریعہ جدو جہد کی جو الحمدللہ جاری ہے۔ نفاذ شریعت، سودی نظام اور فحاشی و عریانی کے خاتمہ کے لئے انہوں نے قابل قدر جدوجہد کی۔ پاکستان کے دفاع، مسئلہ کشمیر اور امت مسلمہ کے دوسرے مسائل پر مولانا اور جماعت کے موقف میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مولانا کے بارے میں یہ بات مسلم ہے کہ وہ اسلام کے مخلص مجاہد ہیں کسی کے ساتھ دنیوی مفاد کی خاطر نہیں بلکہ دین کی سربلندی کے لئے چلتے ہیں منصورہ میں جب بھی ان کو بلایا تو انہوں نے نفاذ شریعت اور انقلاب اسلامی کے لئے جماعت اسلامی کا بھرپور ساتھ دیا۔ آج بھی وہ اسلامی تحریک اور ملک کی تمام دینی جماعتوں میں محترم ہیں اور یادگار سلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور پاکستان کی دینی جماعتوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ انگریز کی مسلط کردہ قیادت کے مقابلہ میں ایسی قیادت پیش کریں جو دینی اور ملی حمیت سے سرشار اور امریکہ سے مرعوب نہ ہو۔

۱۸۔ جنوری ۲۰۰۰ء

Marfat.com

قابل صد احترام بزرگ

سید نظیر زیدی لاہور

خدا کا شکر ہے میں ان لوگوں میں سے ہوں جو علمائے کرام اور قومی خدمات انجام دینے والے بزرگوں کا دل سے احترام کرتے ہیں۔ اور میرے نزدیک محترم مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب ہر دو حیثیتوں میں قابل صد احترام ہیں۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی دینی اور ملی خدمات انجام دیتے ہوئے گزاری۔ میں دعا کرتا ہوں اللہ پاک ان کی عمر میں برکت دے اور ملک وملت اور دین اسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمات انجام دینے کی توفیق بخشے۔

میرا عقیدہ ہے اللہ کریم جب کسی سے راضی ہوتا ہے تو اس کے دل میں حب اسلام اور حب رسول ﷺ کی شمع روشن کر دیتا ہے اور میں یہ بات یقین سے کہہ رہا ہوں کہ حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی صاحب کے دل میں اللہ نے یہ شمع اس وقت روشن کر دی تھی جب وہ طالب علم تھے انہوں نے زندگی کا پورا سفر اس شمع کی روشنی میں طے کیا اور اسی کی روشنی تقسیم کرتے رہے۔

میرا عقیدہ یہ بھی ہے کہ نہ صرف ہم پاکستانیوں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے حالات حضرات علمائے حق کی مساعی سے سدھریں گے۔ احیائے ملت اور احیائے دین کا آغاز مساجد کے محرابوں ہی سے ہوگا۔ اقتصادی ترقی میں ملک وملت کی بقا دیکھنا کافروں کی تقلید ہے۔ ہمارا اصل مسئلہ اسلامی اخلاق سے روگردانی ہے۔ جب ہم صحیح معنوں میں مسلمان نہ رہے تو اللہ نے ہمیں سزا دینے کے لئے ہم پر شیطان مسلط کر دیئے۔ اگر ہم اپنی اس فاش غلطی سے آگاہ ہو کر اپنی اصلاح کی طرف رجوع کر لیں تو اسی لمحے سے ہمارے عروج کا آغاز ہو جائے گا۔ یہ بات مسلمات سے ہے کہ کفر اسلام پر غالب آ ہی نہیں سکتا۔ ''حق آیا باطل مٹ گیا۔ اور باطل تو مٹنے ہی کے لئے ہے''۔ یہ قرآن کا فیصلہ ہے۔ اگر ہم

Marfat.com

کافروں سے مغلوب ہوئے تو اس وجہ سے کہ حقیقی معنوں مسلمان نہ رہے۔ ہمارے نام مسلمانوں جیسے ضرور ہیں۔لیکن اعمال کافروں جیسے ہو گئے ہیں اوراس ارتداد کی وجہ سے ہم سے بڑے کافر ہماری گردنوں پر سوار ہو گئے، تاہم ابھی یہ موقع باقی ہے کہ اپنی کوتاہیوں کا اقرار کریں، تائب ہوں اور زندگی گزارنے کا وہی طریقہ اختیار کرلیں جو رحمت دو عالم محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا ہے۔

ہم نے ماضی میں جو سنگین گناہ کئے ہیں ان میں سب سے زیادہ سنگین گناہ فرقوں میں بٹ جانا ہے۔لازم ہے سب سے زیادہ توجہ ''اتحاد بین المسلمین'' پر دیں۔کیا ستم ہے کہ اللہ کریم نے واضح الفاظ میں ٹکڑوں میں بٹ جانے سے روکا ہےاور ہم دین کا نام لے کر پاگل کتوں کی طرح ایک دوسرے کی بوٹیاں نوچ رہے ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی جیسی اونچی حیثیت کے علماء اور سیاسی رہنما مسلمانوں کو اس فی سبیل اللہ فساد سے روکیں۔اتحاد کے رشتے تلاش کریں اور مسلمانوں کو پہلے کی طرح بھائی بھائی بنا دیں۔ہمیں اولین فرصت میں سلسلہ مواخاۃ قائم کرنا چاہیے۔

آخر میں میں حضرت مولانا نیازی کی درازیٔ عمر کی دعا ایک باراور کرتا ہوں۔اللہ انہیں عمر خضر عطا فرمائے اوراس ملت کی نتیجہ خیز خدمات کی بیش از بیش توفیق بخشے۔آمین۔

۳۰۔ستمبر ۱۹۹۹ء

Marfat.com

جامع الصفات شخصیت

(ڈاکٹر اسرار احمد لاہور)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ہمارے ملک کے نامور عالم دین، مفکر اور دانشور ہیں۔ موصوف نے دور طالب علمی میں ''مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان کے لئے خدمات سرانجام دیں۔ قیام پاکستان کے بعد ''جماعت اسلامی'' سے وابستہ ہو گئے مگر شدید اختلافات کے بعد الگ ہو گئے۔ اور ''تنظیم اسلامی'' کے نام سے علیحدہ پلیٹ فارم سے اپنی مساعی کا آغاز کیا۔

موصوف کا تعلق دیو بندی مکتبۂ فکر سے ہے اور مذہب و سیاست کو اسی نقطہ نظر سے ہی دیکھتے ہیں۔ حضرت مجاہد ملتؒ دامت برکاتہم عالیہ کے بارے میں موصوف کے گرانقدر ''تاثرات'' درج ذیل ہیں جو خاصے کی چیز ہیں (قصوری)

مولانا نیازی جامع الصفات شخصیت کے مالک ہیں۔ تحریک پاکستان میں وہ ایک مجاہد حرّیت کی حیثیت سے نمایاں ہوئے اور بھرپور زندگی اسلامی نظام کے قیام و نفاذ کے لئے جدو جہد کرتے رہے۔ ملکی سیاست اور مسلم لیگ سے آپ کا تعلق بھی نفاذ اسلام کے مطالبے کے حوالے سے رہا ہے اور آپ نے کلمۂ حق کہنے سے کبھی گریز نہیں کیا۔ جس بات کو حق سمجھا۔ ڈنکے کی چوٹ اس کا اعلان کیا۔ آپ کی ذات ''اتحاد بین المسلمین'' کی ایک نمایاں علامت قرار دی جاسکتی ہے۔

۹۔ جون ۲۰۰۰ء

Marfat.com

پاکستان کے غازی عبدالستار نیازی

پروفیسر سیف اللہ خالد۔ لاہور

پروفیسر سیف اللہ خالد وطن عزیز کے نامور ادیب، شاعر، دانشور اور ماہر تعلیم ہیں۔ اسلامیہ کالج سول لائینز لاہور میں برسوں سے تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ بہت سی کتابوں کے مصنف اور کالج کے مجلّہ "فاران" کے مدیر اعلیٰ بھی ہیں۔ ان کی علمی ثقاہت مسلمہ ہے۔ حضرت مجاہد ملت کے بارے میں ان کا یہ مضمون معلومات افزا اور تاریخی حقائق سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ اللہ کریم انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ (قصوری)

تاریخ پاکستان میں میانوالی کے دو سرو قد، گورے چٹے سجیلے نیازی اساطیری کرداروں کی سی شہرت رکھتے ہیں۔ ایک عبدالستار خاں نیازی اور دوسرا سکندر خاں نیازی۔ دونوں اسلامیہ کالج لاہور کے طالب علم رہے۔ دونوں کی نگاہوں کا مرکز قائد اعظم محمد علی جناح کی ذات ستودہ صفات تھی۔ دونوں تحریک پاکستان کے جانباز سپاہی رہے۔ سکندر نیازی نے قائد اعظم کے جسم و جان کی حفاظت کے لئے ایک ایک سانس وقف کر دیا تو عبدالستار خاں نیازی نے بابائے قوم کے افکار و نظریات کی پاسبانی و اشاعت میں ایک ایک ساعت صرف کر دی۔ سکندر نیازی کے متعلق حکیم آفتاب احمد قرشی لکھتے ہیں۔

"۱۹۴۶ء کا آغاز تھا۔ قائد اعظم لاہور میں ممدوٹ ولا میں مقیم تھے۔ بعض حاسدان تیرہ باطن نے قائد اعظم پر حملہ کرنے کے لئے ممدوٹ والا کا رخ کیا۔ مسلم لیگی رہنماؤں کے مشورے سے یہ فیصلہ ہوا کہ قائد اعظم کی حفاظت کی جائے۔ ایک خصوصی محافظ دستہ ترتیب دیا گیا جو اسلامیہ کالج کے صحت منداور پرجوش طلبہ پر مشتمل تھا۔ اس دستے کے سالار سکندر نیازی تھے۔ کتنی ہی راتیں تھیں جو انہوں نے قائد اعظم کی حفاظت میں آنکھوں میں کاٹ دیں۔ اسلامیہ کالج کی گراؤنڈ میں جلسہ ہوا جس میں قائد اعظم نے خطاب کیا تو ریواز ہوسٹل

Marfat.com

کی چھت پر سکندر خاں نیازی بندوق کے ساتھ پہرہ دے رہے تھے۔ قائد اعظم کو سکندر خاں نیازی اور اس کے ساتھی پر اس قدر اعتماد تھا کہ جب شملہ میں کانفرنس ہوئی اور قائد اعظم کی حفاظت کے لئے رضا کار متعین کرنے کی تجویز پیش کی گئی تو انہوں نے سکندر خاں اور ان کے رفقاء کو اپنی حفاظت کے لئے منتخب کیا۔ سکندر خاں اسلامیہ کالج لاہور میں ۱۹۴۳ء میں داخل ہوئے جوان دنوں ملی تحریکات کا گہوارہ تھا۔ کئی معرکے ان کی جرات و ہمت سے سر ہوئے۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں وہ پہلے ڈیرہ غازی خاں اور پھر میانوالی گئے جہاں ایک مرد درویش (اولڈ اسلامین) مولانا عبدالستار خاں نیازی جاگیرداروں کے خلاف نبرد آزما تھا۔ مولانا نیازی کی حمایت میں سکندر خاں ڈٹ گئے۔ ان کے قبیلے کے سردار یونی نسٹ امیدوار کے ہمنوا تھے مگر سکندر خاں نے شب و روز کی جدوجہد سے فضا کو بدلا۔ اس طرح مولانا عبدالستار نیازی کامیاب ہوئے''۔(۱)

درویشی، حق گوئی اور ظلم سے پنجہ آزمائی عبدالستار نیازی کی شخصیت کی تین نمایاں جہتیں ہیں، ہر مرد مومن اسی مثلث میں جیتا، جدوجہد کرتا اور جان دیتا ہے۔ اس منطقے کا باشندہ جرأت عزیمت، ذوق و شوق اور علم و حلم کے اوصاف سے مزین ہو کر کارگاہ حیات میں سرگرم عمل رہتا ہے۔ وہ اگرچہ ایک مخصوص عہد میں ظہور کرتا ہے۔ مگر اس کی آواز کئی زمانوں میں گونجتی ہے۔ عبدالستار نیازی ایک ایسا ہی بندۂ مولا صفات ہے۔

تاریخ کے جھروکے سے جھانکا جائے تو آنکھوں کے سامنے ایک حیرت کدے کی نمود ہوتی ہے جہاں ان گنت انسانوں کے برق پاش وجود اپنی شعلہ فشاں صداؤں، رجائیت بھری نظروں اور خوبصورت خوابوں کی خوشنما تعبیروں کے ساتھ روحوں میں انگڑائیاں لیتے انقلاب کا پتا دے رہے تھے... اولاد آدم، مطلق العنان طبقوں اور ان کے حاشیہ نشینوں سے اپنے سلب کردہ حقوق چھیننے کے لئے مضطرب تھی۔ عظیم تر لوگوں کی تمنائیں دھنک کی صورت رنگ بکھیر رہی تھیں۔ ان ''بڑوں'' کے درمیان، انجان دیاروں

Marfat.com

سے آ کر اپنی شناخت کرانا فقط جینئس کا منصب ہو سکتا تھا۔عبد الستار نیازی نے ایسا کر دکھایا۔ہونہار بروا کے چکنے چکنے بات کے مصداق وہ زمانہ طالب علمی (۱۹۳۳ء سے ۱۹۴۰ء) ہی میں اپنا تشخص اجاگر کر چکے تھے۔۔

(۱)''۱۹۳۶ء سے ۱۹۳۷ء کے تعلیمی سال کے بہترین مقرروں میں محمد اکبر ملک ،انوارالحق ،حمید نظامی اور عبد الستار نیازی کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔جنہوں نے ہندوستان بھر میں اسلامیہ کالج لاہور کا نام روشن کیا''۔(۲)

(۲)''مولانا عبد الستار خان نیازی نے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔وہ صرف انگریزی کے پریڈ میں آیا کرتے تھے۔بعد میں انہوں نے عربی ۔بان میں ایم اے کا امتحان پاس کرلیا تھا۔کالج کے زمانے میں ہی انہوں نے اپنی لیڈری کا سکہ بٹھا دیا تھا''۔(۳)

یہ لیڈری محض اپنی ذات و صفات کے استحسان کے لئے نہیں ، بلکہ ان باطل سرپرست عناصر کی شکست و ریخت کی خاطر تھی جنہوں نے انگریز کی کاسہ لیسی اور ہندو کی اشیر باد کی آرزو میں مسلم کش پالیسی اپنا رکھی تھی۔ایسے میں نرم روی کی بجائے آتشیں رویہ ضروری تھا کہ یہ مومن کا خداداد وصف ہے جس سے کام لے کر کبر و نخوت کے برج گرائے جاتے ہیں۔حقانی قوتوں کے مقابل آنے والوں کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں اور ان کے لئے کوئی نرم گوشہ نہیں کذب و صداقت کی کشاکش میں اہل بصیرت کے لئے پیغمبر آخر الزمان ﷺ کا یہ قول فیصل زندگی کی کسوٹی ہے۔ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ :رضائے الٰہی اور منشائے ایزدی کے خلاف کوئی قول و فعل دیکھو تو اسے قوت بازو اور طاقت لسانی سے بدل ڈالو بصورت دیگر دل سے تو ناپسند ضرور کرو۔

یہ جہادی سپرٹ اہل اللہ کے مزاج کا خاصہ ہوتی ہے جس کے متعلق اقبال کہتے ہیں۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

Marfat.com

یہ لوگ اثم وعصیاں کے سلسلے میں کوئی مفاہمت گوارہ نہیں کرتے۔ان کی لغت میں دشمنان دین وملت کے حق میں وہی زبان روا ہے جو مجاہد ملت نے مسلم لیگ کی کالی بھیڑوں کے سردار، وزیراعظم پنجاب سر سکندر حیات کے لئے استعمال کی:۔

(۱) ''مسمی سکندر حیات ولد محمد حیات ذات کھٹڑ جو نکلسن کے اردلی کا بیٹا ہے، اس کو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ غیر پاکستان جو سر سکندر حیات بزعم خویش اپنی خود غرضیوں، مکاریوں، عیاریوں اور ستم رانیوں کی خاطر بنائے گا یقیناً وہ لغوستان ہوگا لیکن جو پاکستان کتاب وسنت کی بالا دستی اور شریعت کی سیادت وقیادت قائم کرنے کے لئے وجود میں آئے گا وہ بن کر رہے گا۔ کتے بھونکتے رہتے ہیں اور کارواں چلا جاتا ہے۔''(۵)

Expel Sikandar Finish the traitor . Kill the weather cock. Do away the Judas .Bury the mir Jaffar of the Punjab

سکندر کو نکال دو! غدار کو نیست و نابود کرو! اس مرغ بادنما کو ختم کرو! اس یہودا اسکر یوطیوں کو نکال پھینکو! پنجاب کے اس میر جعفر کو بزور نکال کر دفن کر دو(۴)

حق گوئی کی بات چل نکلی ہے تو مولانا عبدالستار نیازی اس قافلے کے سالار نظر آتے ہیں جنہوں نے قائداعظم جیسے سخت گیر رہنما سے اختلاف کیا۔اس لحاظ سے انہیں رئیس الاحرار مولانا حسرت موہانی کا ہمدوش کہنا لازم ہے جنہوں نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس الہ آباد (منعقدہ مارچ ۱۹۴۲) میں تن تنہا اس تجویز کی مخالفت کی جس کا تعلق قائداعظم کی ذات گرامی سے تھا۔اس زمانے میں سر اسٹیفورڈ کرپس ہندوستانی لیڈروں سے گفت و شنید کے لئے آئے ہوئے تھے، حسرت کو خدشہ تھا کہ قائداعظم اختیارات سے کام لے کر کہیں کرپس مشن کے اس بنیادی نکتے پر متفق نہ ہو جائیں کہ جنگ عظیم دوم کے بعد برصغیر کو نوآبادیاتی درجہ (DAMINION STATUS) دے دیا جائے اور اس کی ایک منتخب

Marfat.com

دستور ساز اسمبلی ملک کے لئے آئین وضع کرے۔ چنانچہ حسرت نے قائداعظم کی موجودگی میں کہا:

(۱) ''ورکنگ کمیٹی یا قائداعظم کو بھی اس کا اختیار نہیں ہے کہ ڈومینن اسٹیٹس کی بنیاد پر کرپس سے کوئی بات چیت کریں۔

(۲) میں پاکستان کا مؤید ہوں لیکن پاکستان ڈومینن کا قائل نہیں بلکہ پاکستان جمہوریت کا علمبردار ہوں اور یہی نکتہ میرے اور قائداعظم کے درمیان خلیج پیدا کر رہا ہے۔''(۶)

اکتوبر ۱۹۴۱ء میں مولانا نیازی اور مولوی ابراہیم علی چشتی نے دہلی میں قائداعظم سے ان کی اقامت گاہ پر ملاقات کی۔ مولانا نیازی نے اسلام کے نظریۂ خلافت کو پاکستان کا سیاسی نظام قرار دینے پر زور دیا۔

(۱) ''وہ مولانا نیازی کی جوانی کا زمانہ تھا۔ بات کا کوئی ایسا پہلو نکل آیا جس پر قائداعظم گرم ہو گئے مولانا نیازی نے کہہ دیا۔

''سر آپ اپنا فرض ادا نہیں کر رہے ہیں''

قائد اعظم نے سے یہ بات کہنا آسان نہ تھا۔ انہوں نے اپنی گرج دار آواز میں فرمایا'''' ایسا مت کہو کہ میں اپنا فرض ادا نہیں کر رہا ہوں۔ تمہاری عمر کیا ہے''؟

مولانا نیازی نے کہا'' پچیس سال''!

قائداعظم نے فرمایا رتمہاری عمر ابھی میری مشکلات کا اندازہ لگانے کے لئے بہت چھوٹی ہے مولانا نیازی نے کہا۔'' سر میں خوش قسمت ہوں کہ عمر کے اس حصے ہی میں، میں صحیح نتیجے پر پہنچ چکا ہوں۔(۷)

(۲)'' دو گھنٹے تک قائداعظم سے ملاقات رہی، جب واپس آنے لگے تو وہ مولانا نیازی اور مولوی محمد ابراہیم علی چشتی کو کوٹھی کے دروازے تک چھوڑنے آئے۔ مولوی صاحب

Marfat.com

قائداعظم کے ساتھ تھے جب کہ مولانا نیازی ذرا پیچھے تھے۔ مولوی چشتی صاحب نے قائد اعظم سے کہا "سر آپ مسلمانوں کے رہنما ہیں، آپ داڑھی کیوں نہیں رکھ لیتے؟

اس پر قائداعظم نے قہقہ لگایا اور فرمایا "مولوی صاحب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، مصطفیٰ کمال پاشا (اتاترک) کے چہرے پر داڑھی نہیں تھی، اس کے باوجود وہ ہم سے بہتر مسلمان تھے۔

قائداعظم کی بات سن مولانا نیازی آگے آگئے اور کہا "اس سے فرق تو پڑتا ہے" (۸)

اعلاءِ کلمۃ الحق کی مماثلت کے باوجود حسرت اور نیازی میں ایک فرق بھی تھا۔ حسرت موہانی اشتراکیت کا پرچار کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

لازم ہے یہاں غلبۂ آئین سویت
وہ ایک برس میں ہو کہ دس بیس برس میں

مگر مولانا عبدالستار نیازی کا اصرار تھا۔ لازم ہے یہاں غلبۂ آئین محمد ﷺ!

مولانا عبدالستار خاں نیازی ایک اعتبار سے چوہدری رحمت علی کے نظریۂ پاکستان کے مؤید، مفسر محسوس ہوتے ہیں۔ جس طرح چودھری مرحوم نے دو میدانوں میں دادِ قلم و کلام دی، عبدالستار نیازی انہی کے نقش قدم پر چلے اور دو طرح کی جنگاہ (مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور خلافت پاکستان) میں دادِ شجاعت دی۔ چوہدری صاحب نے ایک جانب اس ذہنی رویے کے خلاف بغاوت کی جسے مسلمان اپنے اقلیتی درجے (Manority Status) پر مطمئن ہو کر اپنائے ہوئے تھے، دوسری طرف موصوف نے برٹش بنیا گٹھ جوڑ کا طلسم پاش پاش کرنے کے لئے پاکستان نیشنل موومنٹ کے پلیٹ فارم سے جدوجہد کی۔ انہوں نے بھارت سے الگ مسلم مملکت کے خط و خال تراشے اور اسے "پاکستان" کا نام دیا۔ **He was the first to make a clear- cut demand for a seprate and independante muslim state in South Asia**

Marfat.com

and to make out a perssuasive case for it ,he invented a beautiful name for the country of his dreams.

چوہدری رحمت علی نے مسلمانوں کی علیحدہ، خودمختار حکومت کا سوال ۱۹۱۵ء میں اٹھایا تھا اور اس کے جواب کے لئے عمر بھر کوشاں رہے۔ اس حوالے سے انہیں ہندو مسلم اکابرین سے برسوں چومکھی لڑنا پڑی۔

۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو علامہ اقبال نے اپنے خطبۂ آلہ آباد میں کہا:

''میری خواہش ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ایک ہی ریاست میں ملا دیا جائے خواہ یہ ریاست سلطنت برطانیہ کے اندر حکومت خوداختیاری حاصل کرے، خواہ اس کے باہر'' (۱۰)۔

۶ مارچ ۱۹۳۴ کو اقبال نے علامہ راغب احسن کے نام خط میں اپنے مجوزہ سیاستی نظریئے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا۔

''جہاں تک میری تجویز کا تعلق ہے، وہ یہ ہے کہ انڈین وفاق کے اندر ایک مسلم صوبہ تخلیق کیا جائے''۔ (۱۱)

تو یہ چوہدری رحمت علی تھے جنہوں نے ان بیانات کے منفی نتائج وعواقب سے پردہ اٹھایا اور مسلم زعماء کے برعکس انہیں انڈین وفاق کے مضمرات سے آگاہ کیا۔

''علامہ اقبال سے اختلاف کرتے ہوئے وہ الگ تھلگ مسلم علاقوں کے اسلامی تشخص پر مبنی ریاستوں کے وفاق کے حامی تھے۔ وہ انڈین وفاق اور ہندی قومیت سے جدا رکھنے کے قائل تھے۔ ۱۹۳۰ سے ۱۹۳۲ تک لندن میں تین گول میز کانفرنسیں منعقد کرائی گئیں تاکہ ہندوستان کے معروف مسلمان اور ہندو قائدین اور سیاست دان انڈیا کے بارے میں کوئی مشترکہ فارمولا تیار کرسکیں۔ زیادہ تر مسلمان مندوبین کو برٹش ایمپائر کے زیر اثر ہندوستان کے ساتھ وفاق کرنے پر سخت اختلاف نہیں تھا۔ اس کے برعکس چوہدری رحمت علی

Marfat.com

نے ایک اہم انقلابی اعلان ''اب یا کبھی نہیں'' (Now Or never) جاری کر دیا۔ انہوں نے اس کی کاپیاں تمام شرکاء کو دیں۔ وہ بعد میں انگریز سیاست دانوں اور پارلیمنٹ کے ارکان کو بھی مکمل طور پر آزاد مسلمان ملک کے قیام کے حق میں دلائل دیتے رہے۔ ۱۹۳۳ء میں انہوں نے ''پاکستان'' کا لفظ استعمال کیا۔ وہ ہندوستانی وفاق کے برعکس پاک پلان، پاک آئیڈیالوجی اور پاک نیشن پر زور دیتے رہے''۔ (۱۲)

اپنے موقف کو مستحکم کرنے اور ہندوازم کا تارو پود بکھیرنے کی خاطر چوہدری رحمت علی نے ''انڈیا'' کو ''Dinia'' (دینیہ) سے مبدل کرنے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے ۵ ستمبر ۱۹۴۶ کو ''دینیہ'' ساتواں براعظم کے نام سے ایک کتابچہ سپرد قلم کرتے ہوئے لکھا۔

The word "dinia" is composed of the letters of the word "india" itself and that, in the arrangement of letters, there is only one change . this is the transpotion of the letter "d" in India to the first place . In saving contrast with "India",Dinia means , literally as well as politically the joint domain of all "Dins"(religions) and fraternite that flourish therin and ther by puts and end once and for all to the mischief that was being done by the name "India"

یہ ایک انتہائی مدلل اور دانش ورانہ نظریہ تھا، جسے عملی شکل دینے سے ''رام راج'' کا سپنا آن واحد میں بکھر جاتا۔ یہ ایک حرف ڈی (D) کی تبدیلی نہیں تھی بلکہ ہزاروں سال کے اس احساس تفاخر کی موت تھی جس کی اساس پر ہندو، انڈیا کے اجارہ دار بن کر باقی اقوام کے مذہبی، نسلی، معاشی اور سیاسی حقوق سلب کر رہے تھے۔ چوہدری صاحب کا کہنا بجا

Marfat.com

تھا کہ انڈیا فقط ایک مذہب (ہندومت) کے پجاریوں کا استحصالی خطہ نہیں بلکہ بہت سے ادیان (مذاہب) کے حامل آدم زادوں کا مسکن ہے۔ یہ مسلمانوں، عیسائیوں۔ سکھوں، پارسیوں، اچھوتوں اور بدھ مت کے پیروکاروں کا وطن بھی ہے۔ یوں ایک ملک نہیں براعظم ہے۔ لہٰذا تمام قومیں اپنے اپنے ممالک کی تشکیل کر سکتی ہیں۔ اسی نظریے کی روشنی میں پاکستان کا قیام لازم آتا ہے۔

چودھری رحمت علی نے جو خواب دیکھے۔ عبدالستار خاں نیازی نے ان کی تعبیریں دنیا کے سامنے پیش کیں اور اس شدومد کے ساتھ کہ حریف لرزہ براندام ہو گئے۔ چوہدری مرحوم نے منطق وکلام کا سہارا لیا اور نیازی نے حرف حرف میں جذبوں کے شعلے بھر دیے۔ چودہری صاحب پاکستان تشریف لائے مگر حالات سے بیزار ہو کر برطانیہ واپس چلے گئے لیکن مجاہد ملت، ہر خوف وخطر سے بے نیاز، محاذ پر ڈٹے رہے اور اس ادا سے کہ ان کی یہ للکار جہت جہت گونج رہی تھی۔

اور میں آج بھی اس دور ستم پیشہ میں
کجکلاہوں کی رعونیت سے الجھ سکتا ہوں
ڈال سکتا ہوں مہ و مہر کے سینے پہ خراش
برق و باراں کی شونہت سے الجھ سکتا ہوں

مولانا عبدالستار خاں نیازی اس عبقری قبیلے کے ممتاز فرد ہیں جس نے ''دینیہ'' کو مکمل معنویت بخش کر، دین اسلام کے اسم اعظم سے منسوب، پاکستان کے قیام اور اس میں خلافت کے نظام کا آوازہ بلند کیا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے دو محاذوں ''مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور'' خلافت پاکستان'' پر کام کیا۔ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی تشکیل ۱۹۳۷ء میں ہوئی جب

''پنجاب کی بیمار سیاسی صورت حال میں یونینسٹ پارٹی کے ہتھکنڈوں، کانگریس

Marfat.com

کے تعصب اور صوبائی مسلم لیگ کی نا اہلی نے پنجاب کے مسلمان نوجوانوں اور خصوصاً طلبہ کو ایک فیصلہ کن موڑ پر لا کھڑا کیا تھا۔ یہ طلبہ علامہ اقبال کے تاریخی خطبہ الہ آباد اور چوہدری رحمت علی کی تحریک سے بہت متاثر تھے۔ اس فیڈریشن کے قیام کا بیڑا اٹھانے والے تاریخ ساز طلبہ میں حمید نظامی (مرحوم) میاں محمد شفیع، عبدالسلام خورشید، سید مخدوم عباسی، عماد الدین احمد اور مولانا عبدالستار نیازی شامل تھے۔" (۱۴)

فیڈریشن کے قیام وانصرام میں مولانا نیازی کی خدمات داستان حریت کا ناقابل فراموش باب ہیں۔ انہوں نے اس جمعیت میں اسلامی انقلابیت کی روح بھر دی۔ ۱۹۳۹ء میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن پنجاب کے تیسرے صدر کی حیثیت سے، اس کا نیا دستور مرتب کیا جس کا اصل الاصول قرآن ذی شان کی اس آیت حکیمہ کو قرار دیا گیا۔

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون علی المنکر وتومنون باللہ (آل عمران ۳:۱۱۰)

"اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔

"مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے پہلے منشور میں اس کا نصب العین یہ تھا کہ ہندوستان کے مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ایک الگ خطہ ہو جس میں مسلمانوں کی حکومت ہو۔ مولانا نیازی نے اس میں امپروومنٹ یہ کی کہ خلافت پاکستان کا مطالبہ پیش کیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا منشور بھی پیش کیا یعنی پاکستان بن جائے تو اس کے اندر نظام حکومت "خلافت" ہونا چاہیے۔ (۱۵)

"خلافت پاکستان" کا ظہور ۱۹۳۹ء میں ہوا۔ بیسویں صدی کا یہ عشرہ مختلف تحریکوں کی نشوونما اور راست اقدامات کے دروازے کھول رہا تھا۔ ایک طرف کانگریس اور مسلم لیگ برطانوی استعمار سے نجات پانے کے لئے اجتماعی وانفرادی جدوجہد میں مصروف تھیں

Marfat.com

تو دوسری جانب پنجاب کے غیور نوجوان برصغیر کی تاریخ کے بنانے اور جغرافیہ بدلنے میں منہمک تھے۔

''وہ سیاسی سوجھ بوجھ میں سیاستدانوں سے بہت آگے نکل چکے تھے۔ اور مستقبل کے پاکستان کی بنیادیں رکھ رہے تھے۔ انہیں مستقبل کا پاکستان چوہدری رحمت علی کے پیغام میں صاف نظر آ رہا تھا۔ پنجاب کے ان طالب علموں نے مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے خلافت پاکستان سکیم شروع کی اُس تحریک کے خالق عبدالستار خان نیازی اور میاں محمد شفیع تھے۔ سکیم کے خالقوں کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ شمالی ہندوستان کے علاقوں میں موجود مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ مسلم مملکت کا قیام ان کا پیدائشی حق ہے۔ اس مملکت کا حکمران ایک مذہبی رہنما ہونا چاہیے۔ جو زمین پر خدا کے نائب کے طور پر اپنی ذمہ داریاں نبھانے اور قرآنی تعلیمات کے مطابق حکومت کرے۔'' (۱۶)

۱۹۳۹ء میں مولانا نیازی نے مجوزہ مسلم مملکت نظامِ حکومت کا خاکہ تیار کیا۔ اس کا ماخذ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا دستور تھا جس پر انہوں نے نظر ثانی کی تھی۔ انہوں نے اس کا ایک نسخہ قائداعظم کی خدمت میں ارسال کیا:

''اکتوبر ۱۹۳۹ میں آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کونسل اور ورکنگ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ عربک کالج دہلی میں بحیثیت صدر پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن مولانا نیازی نے خلافت پاکستان سکیم کے اہم نکات کی وضاحت کی اور پہلی بار قائداعظم سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ قائد نے ارشاد کیا کہ تمہاری سکیم ہمارے زیر غور ہے پھر فرمایا Your scheme is very hot (تمہاری سکیم بہت گرم ہے) اس پر نیازی صاحب نے برجستہ جواب دیا My schem is hot because it has come out from a boling heart (میری سکیم اس لئے گرم ہے کہ یہ ایک طوفان خیز قلب سے نکلی ہے) (۱۷)

Marfat.com

غالبؔ نے خلوص و وفا کو، مردان حریت کا نصب العین قرار دیتے ہوئے، ''اصل ایمان'' کے درجے تک پہنچا دیا ہے۔

وفاداری، بشرط استواری اصل ایمان ہے۔

یہ ہر دور کا بزمیہ بھی ہے۔ اور رزمیہ بھی، اس کی کوکھ سے کامرانیوں کی کونپلیں پھوٹتی اور تناور درختوں کی صورت اختیار کرتی ہیں۔ عظیم لوگ اسی سبیل الرشاد سے گزر کر صراط مستقیم پر گامزن ہوتے ہیں ان کا ہر قدم نت نئے انقلاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے اور وہ گام گام پر اوّلیت کا پرچم نصب کرتے چلے جاتے ہیں۔ مولانا عبدالستار نیازی کے سر پر بھی کئی اوّلیات کا تاج سجا ہے:۔

(۱) ''مولانا عبدالستار خاں نیازی اور مولوی محمد ابراہیم علی چشتی نے خلافت پاکستان اسکیم تجویز کی جس کا باقاعدہ پمفلٹ چھپا۔ اس میں سارا شمالی ہند، پاکستان میں شامل کرنا مقصود تھا۔ اور یہ ایک طرح کا پورا منشور تھا جس میں مجوزہ خالص اسلامی مملکت کے خدوخال بیان کئے گئے تھے۔ اور بعض ایسے امور بھی شامل تھے جو آج بھی ریڈیکل، انقلابی لگتے ہیں۔ (۱۸)

(۲) ''مارچ ۱۹۴۰ میں، اقبال پارک لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا چھبیسواں سالانہ اجلاس منعقد ہوا، جہاں ۲۳ مارچ کو قرارداد لاہور منظور کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی مولانا نیازی کی سرکردگی میں ''دی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیر اہتمام ''خلافت پاکستان کانفرنس'' اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں منعقد ہوئی۔ قائداعظم پہلے سے طے شدہ مصروفیات کی وجہ سے کانفرنس میں نہ آسکے۔ سابق وزیراعظم صوبہ سرحد سردار اورنگ زیب خاں، چوہدری خلیق الزماں اور راجہ امیر احمد خاں آف محمود آباد نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ مولانا نیازی نے اس کانفرنس میں ''خلافت پاکستان'' کا تصور اجاگر کیا اور پاکستان کا نقشہ بھی شائع کیا گیا یہ نقشہ اس کانفرنس کے انعقاد سے تین برس پیشتر مولوی محمد ابراہیم علی

Marfat.com

چشتی نے انٹر کالجیٹ مسلم برادر ہڈ میں بھی شائع کیا تھا۔ لاہور ریزولیوشن اس نقشے کی اشاعت کے تین سال بعد پیش کیا گیا۔'' (۱۹)

(۳) مولانا نیازی کی عقابی نگاہ اور انقلابی پروگرام کا اندازہ کیجئے کہ جب اکابر مسلم لیگ، پاکستان کا نام لئے بغیر لاہور ریزولیوشن پیش کر رہے تھے تو وہ ''خلافت پاکستان'' کانفرنس منعقد کر رہے تھے۔ یہ سعادت بھی مولانا ہی کو نصیب ہوئی کہ ڈیڑھ لاکھ نفوس کی موجودگی میں لاہور ریزولیوشن پیش ہونے پر انہوں نے پوری قوت کے ساتھ ''پاکستان زندہ باد'' کا نعرہ لگایا۔ اگرچہ اس جلسے سے خطاب کرنے والے تمام مقررین کا مدعا قیام پاکستان ہی تھا مگر کسی نے بھی پاکستان کا نام نہیں لیا۔'' (۲۰)

(۴) ''پاکستان بننے کے بعد انگریز کے کاسہ لیسوں، سرمایہ داروں اور کمیونسٹوں نے ''نظریہ پاکستان'' کو الجھانے اور ملک میں فکری انتشار و بے دینی پھیلانے کی سازشیں شروع کر دیں۔ پنجاب کے وہ جاگیردار اور رئیس جو قیام پاکستان سے قبل اسلام اسلام کے نعرے لگاتے تھے، اب اسلام سے راہ فرار اختیار کرنے لگے تو مولانا نیازی نے اپنے مخلص ساتھیوں اور کارکنوں کے تعاون سے مسلم لیگ کے اندر ۱۹۴۸ء میں ایک اپوزیشن ''خلافت پاکستان'' گروپ کی تشکیل کی۔ یہ گویا پاکستان کی پہلی اپوزیشن تھی جس کے قیام کا سہرا مولانا نیازی کے سر بندھا'' (۲۱)

۱۵ جولائی ۱۹۷۹ء کو برمنگھم (برطانیہ) میں ایک عدیم النظیر نظام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی تو چشم فلک نے پہلی بار دیار فرنگ میں مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع دیکھا۔ شمع رسالت کے پروانے تمام یورپ سے کشاں کشاں برمنگھم پہنچے۔ اس بے مثال اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نیازی نے بتایا کہ مقام مصطفیٰ ﷺ کیا ہے اور اس کا تحفظ ہمارے لئے کیوں ضروری ہے۔'' (۲۲)

(۶) ۲۲ نومبر ۱۹۹۵ کو حزب اختلاف کے سینٹرز واک آوٹ کر کے سینٹ کی لابی

Marfat.com

میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سینٹر اقبال حیدر (پی پی پی) بھی وہاں آ گئے۔ باتوں باتوں میں اقبال حیدر نے حضرت مجاہد ملت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ "یہ واحد مذہبی لیڈر ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان کی حمایت کی تھی"۔ (۲۳)

اسلام اور پاکستان سے مولانا نیازی کو والہانہ عقیدت کی داستان سنہرے حروف میں رقم ہو چکی ہے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو جب شمالی ہندوستان کے مسلمان اپنی جدوجہد کے ایک نئے دور میں داخل ہو چکے تھے، ۲۸ فروری تا یکم مارچ ۱۹۴۱ کو اسلامیہ کالج لاہور کی گراؤنڈ میں قائداعظم کے زیر صدارت "پاکستان کانفرنس" منعقد ہوئی، کم و بیش ایک لاکھ کے اجتماع میں، مولانا نیازی، پاکستان کی عقیدت و حمایت میں رطب اللسان ہوئے، نامور صحافی چوہدری حبیب احمد نے اس کانفرنس کا منظرنامہ یوں لکھا۔

"حسن و رعنائی کا مجسمہ جب اپنے خلوص و ایثار، جاں رفتگی اور جاں سپردگی کے بیتاب جذبوں کو نمایاں کر رہا تھا اور جوانوں کو زندگی کی خو پیدا کرنے کی تلقین و ہدایت کے ساتھ ساتھ اپنا عشق اور اپنی نظر بخش رہا تھا۔ اور بزرگوں کے دلوں کو احساس ملی سے گرما اور ان کی ذمہ داریوں سے ان کو باخبر کر رہا تھا تو قائداعظم کی نگاہیں بار بار اس پرشکوہ چہرے اور پیکر عزم و استقلال کی طرف اٹھتی رہیں۔ بالآخر جوش ایمان و مسرت سے قائداعظم کے شگفتہ و متین اور مدبر رخ زیبا پر اظہار خوشی و مسرت کی حسین لکیریں ابھریں اور انہوں نے متبسم انداز اور پروقار لہجے میں ارشاد فرمایا "جس قوم کے پاس عبدالستار خاں نیازی جیسے پیکران یقین و صداقت ہوں اس کے پاکستان کو کون روک سکتا ہے۔" (۲۴)

"قرآن اور پاکستان" مولانا عبدالستار خاں نیازی کے فکر و عمل کا محور ہیں۔ انہی سے ان کی یگانۂ روزگار جسمانی، وجدانی اور روحانی کائنات، رنگ، روشنی اور خوشبو کشید کرتی ہے انہیں سے موصوف کے حواس مجلّا اور آرزوئیں مصفا ہیں اور انہیں سے ان کے ظاہر کو جلال اور باطن کو جمال ارزانی ہوا ہے۔ ان کا اسلوب زیست اشداء علی الکفار: اور

Marfat.com

رحماء بینھم کی آمیزش سے عبارت ہے۔ تاہم حریفاں، بدسگال کی بے محابا دسیسہ کاریوں کے باعث ان کی جلالت مابی شدومد سے ظہور کرتی ہے ۱۹۵۲ کے اوائل میں جب وہ زائرین کے ایک وفد کے ساتھ، حضرت مجدّد الف ثانی کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے سرہند شریف گئے تو شہر کی انتظامیہ نے وفد کے اعزاز میں عصرانہ دیا جس میں اعلیٰ حکام اور اہم شہری بھی شامل تھے۔ ایک ہندو لیڈر نے تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے متعلق متعصبانہ خیالات کا اظہار کیا تو مولانا نیازی کا طوفان خیز قلب تڑپ اٹھا اور انہوں نے اپنی گرج دار آواز میں کہا:

''یہ امام ربانی کا دربار ہے۔ اس کی سلطنت ہے۔ میں نہرو کی سلطنت کو نہیں مانتا۔ میں کسی کا حکم نہیں مانتا ہم نے ہندوستان میں ساڑھے گیارہ سو سال حکومت کی مگر تمہاری تہذیب، تمہارے کلچر اور تمدن کو جوں کا توں رہنے دیا۔ اسے چھیڑا تک نہیں بلکہ تمہیں سنوارا ہے۔ ہم نے تمہیں ایک بہتر اور خوبصور کلچر دیا۔ تہذیب دی، تمدن دیا۔ شرافت دی، تعلیم کے زیور سے تمہیں آراستہ کیا۔ یہ غلط ہے کہ مسلمانوں نے ہندو عورتوں، بچوں، بوڑھوں پر ظلم کیا البتہ ہندوؤں کے ہاتھوں یہ ساری سیاہ کاریاں سرزد ہوئیں ہم اس کا قصاص ضرور لیں گے۔

پاکستان میں بزدل لیڈرشپ نے قوم کو جہاد کے لئے تیار نہیں کیا ورنہ اس وقت تک مسلمان حساب بے باک کر چکے ہوتے! (۲۵)

دشمن کا نرغہ ہو یا اپنوں کا حلقہ، سلطانی وملائی و پیری کی تثلیث ہو یا جاگیرداروں اور صنعت کاروں کا استحصالی جال، مقامی مطلق العنانیت ہو یا عالمی قوت وحشمت۔ مولانا نیازی نے پردۂ زنگاری میں چھپ چھپ کر ضمیر انسانی پر ضرب لگانے اور پاکستان کی علت فاعلی کا تماشا بنانے والوں کو کبھی معاف نہ کیا۔ بڑی بڑی شخصیتیں، سیاسی مصلحتیں، قید و بند کی صعوبتیں اور قاتلانہ حملے انہیں راہ استقامت سے نہ ہٹا سکے۔ دیدۂ وقت نے انگریزوں،

Marfat.com

ہندوؤں اور نیشنلسٹ مسلمانوں سے ان کی معرکہ آرائیوں کے جو مناظر دیکھے تھے۔ ان کا سلسلہ جاری ہے، بشریٰ رحمٰن رقمطراز ہیں۔

''پاکستان بن جانے کے بعد بھی مجاہد ملت نے اپنا دل اور اپنی جان پاکستان ہی کے لئے وقف کر دی۔ ان راہوں کا سفر اختیار کیا جن پر منافقت کے کانٹے بچھے ہوئے تھے۔ ہر ابھرنے والا چہرہ فقط ایک مہرہ تھا۔ ہر مہرہ فقط ایک بازی تھی اور دور اقتدار فقط ایک قلابازی۔ ادھر ایک بے نیاز سے نیازی تھے کہ جو حرف کی حرمت کا ہرکارہ بنے۔ بے یقینی کے موسموں میں ایقان کی چٹھیاں تقسیم کر رہے تھے اور ادراک کی بلند فصیلوں کے اس طرف بیٹھنے والوں کے لئے نقیب بنے ہوئے تھے''۔ (۲۶)

یہ نقابت عافیت کوشوں کے علی الرغم سعی مسلسل کرنے والوں کا طرہ امتیاز ہوتی ہے۔ کاتب تقدیر صحیفہ عالم کا انتساب انہیں کے نام کرتا ہے۔ یہ اہل جنوں تلوار کا قلم خون دل کی روشنائی میں ڈبو کر ورق ورق، پر یہ لافانی نقوش ابھار لیتے ہیں۔

افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطن جابر: (بہترین جہاد جابر قوتوں کے سامنے حق و صداقت کا اعلان کرنا ہے)

مولانا نیازی نے اس ارشاد گرامی سے استناد کیا اور بیاض وقت کے صفحے صفحے کو زندہ و متحرک لفظوں کا آتشیں گلکدہ بنا دیا۔

''ایک ناکارہ، جاہل اور بیوقوف مسلمان وار دھا اور لندن کے بہترین غیر مسلموں پر ترجیح رکھتا ہے کیونکہ مسلمان کی فطرت کو صرف تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے لیکن غیر مسلم ابھی حیوانیت کے اس درجہ میں ہے، جہاں انسانیت کا مرتبہ حاصل کرنے کے لئے قبول اسلام کی کسر باقی رہتی ہے۔ اسلام کا مذہب ہونا اور مکمل انسان بننے کے لیئے قبول اسلام کا لازمی ہونا ہمارے استدلال کی وہ ابتداء ہے جسے منطق سے نہیں بلکہ عمل کی قوت سے منوایا جاتا ہے۔ اگر کوئی سوال کرے کہ نیکی کیوں اچھی ہے اور برائی کیوں بری تو اس کا جواب

Marfat.com

منطق سے نہیں بلکہ عمل سے دیا جائے گا۔ مسلمان کی کافر پر فضیلت کسی لیجسلیٹو ہال میں یا کسی گول میز کانفرنس پر ثابت نہیں کی جاسکتی بلکہ اس قسم کے مناظرے پانی پت کے وسیع میدان میں طے ہو چکے ہیں اور اب بھی بالاخر کسی ایسی ہی جگہ طے پائیں گے''۔ (۲۷)

یہاں ان انسان دشمن طاقتوں کو انتباہ کیا گیا ہے جو نوع بشر کے لئے تازہ تر ستم ایجاد کرتی ہیں۔ یہ یاد آوری ہے ان عظیم معرکوں کی جو برصغیر میں برپا ہوئے اور جن کا ذائقہ بیچاری بھارت ماتا کے نام نہاد سپوتوں نے بارہا چکھا۔ ایام جاہلیت کے عرب شاعر زہیر بن ابی سلمیٰ نے اپنے دشمنوں کو اسی رجزیہ اسلوب میں خبردار کیا تھا۔

وما الحرب الا ما علمتم وذقتم وما هو عنها بالحديث المرجم

یہ لڑائی تمہاری جانی بوجھی ہے کیونکہ تم اس کا مزہ چکھ چکے ہو اور یہ کوئی اٹکل بچو بات نہیں ہے

قائداعظمؒ نے خلافت پاکستان کے یہی اقتباسات پڑھ کر مولانا نیازی سے کہا تھا کہ ''تم نے مسلمان کو سپرمین بنا دیا ہے۔'' ان کا اشارہ علامہ اقبال کے مثالی مرد مومن کی طرف بھی تھا جو مثبت اور تعمیری خصائص واقدار سے متصف ہوتا ہے۔ اس بیان میں یہ بلیغ رمز بھی پنہاں تھی کہ اس سکیم کا موجد بذات خود اس رتبہ فضیلت پر فائز ہے جہاں کسی سپرمین ہی کی رسائی ہوسکتی ہے۔ اسلام کا سپرمین (بندۂ مومن) ان ممکنات کی نمود کا سبب بنتا ہے جو اللہ رب العزت کی صفت خالقیت سے بہرہ ور افراد سے سرزد ہوتے ہیں۔

بندہ مومن کی اسی عالی مقامی کو موضوع بنا کر اقبال کہتے ہیں۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کشا و کار ساز

وہ ان مسلّمہ مادی معیارات کو رد کر دیتا ہے جنہیں اہل دنیا حرز جاں بنا کر تقدس کا درجہ عطا کرتے ہیں۔ ایسے میں اس حالت جنگ کا نفاذ ہو جاتا ہے جو ہر آن، نئی شان کی

Marfat.com

متقاضی ہوتی ہے۔ مولانا عبد الستار نیازی نے دین اسلام کی اس عسکری سرشت کو سمجھا، قبول کیا، اور اپنی عمر مستعار کا عنوان بنایا۔ یوں انہیں اس رن میں اترنا پڑا جہاں جہت جہت میں یہ للکار گونجنے لگی۔

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں ، بیگانے بھی نا خوش
میں زہریلا اہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

(بنام سفراء عرب امارات، کویت اور حکومت سعودیہ)

''مورخہ ۷ مارچ ۱۹۸۲ء کے اخبارات میں آپ کے وزیر انصاف، اوقاف اور امور مذہبیہ حکومت کویت سے اعلان ہوا ہے کہ رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل محمد علی الحرکان کی تائید و توثیق سے اہل سنت و جماعت کے مسلمہ مقتداء اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے ترجمہ قرآن (کنز الایمان) اور اس پر تفسیری حاشیہ (خزائن العرفان از صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ) کو ضبط کر کے نہ صرف اتلاف پر اکتفا کیا گیا ہے بلکہ دوسرے ممالک میں اس کے خلاف ہدایات بھی جاری کر دی گئی ہیں۔ آپ کی حکومت کا یہ اقدام انتہائی طور پر متعصّبانہ اور دل آزادانہ ہے۔ اس غلط اور ناروا اقدام سے پہلے آپ نے یہ نہیں سوچا کہ آپ کی دینی اجارہ داری کو کوئی سند جواز نہیں ملی اور نہ ہی مسلمانان عالم نے اجتماعی طور پر اپنی قیادت آپ کو سونپی ہے۔ اس یک طرفہ فیصلہ سے آپ نے دنیا کے ۸۵ فیصد اہل سنت و جماعت کے جذبات مجروح کئے ہیں اور اپنی مقبولیت و ہر دل عزیزی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ آپ کو اگر یہ شوق ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو ایک ترجمہ پر جمع کیا جائے تو ایک عالمی موتمر کا اہتمام کیجئے جس میں ساری دنیا سے مسلمانوں کے نمائندہ جید علماء دین اور مفسرّین قرآن عظیم کو دعوت دیں۔ یہ تمام علماء و مفسرّین دین کی خدمت اور اہل اسلام کے عالمی اتحاد کی خاطر باہمی مذاکرہ و مفاہمت کے بعد صرف ایک ترجمہ پر جمع ہو جائیں کیونکہ جب تک کسی ایک ترجمہ پر

Marfat.com

اجماع امت نہیں ہو جاتا، کوئی شخص، جماعت، ادارہ یا فرقہ، گروہ یا حکومت اپنی مرضی کا ترجمہ دوسروں پر مسلط نہیں کر سکتی۔ آپ نے اپنی مرضی اور عقیدۂ ذاتی کو مسلط کر کے نہایت غیر دانشمندانہ اقدام کیا ہے۔'' (۲۷ مارچ ۱۹۸۲ء) (۲۸)

(بنام نواز شریف، وزیر اعظم پاکستان)

''کئی روز سے سینٹ اور اسمبلی سیشن جاری ہے قانون سازی ہو رہی ہے مگر ابھی شریعت بل کے سلسلے میں کچھ نہیں ہوا۔ بل کو اسی سیشن میں پاس کرانے کے سلسلے میں آپ نے طوالت والتوا کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے اور مجھے آج تک بحثیت چیئرمین شریعت بل کمیٹی بل پاس کرانے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ اس طرز عمل سے عامۃ المسلمین کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا ہو رہے ہیں، ان میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہو چکا ہے اور ان میں مایوسی بھی پھیل رہی ہے۔ مجھ سے جواب طلبی کر رہے ہیں۔ آپ کے تغافل اور احتراز کی وجہ سے میں انہیں مطمئن نہیں کر سکتا۔

اسلامی جمہوری اتحاد (آئی جے آئی) کی پارلیمانی پارٹی میں آپ نے غلط اور بے بنیاد وجوہ کی بناء پر مسئلہ خلیج کے بارے میں میری پالیسی کو حکومت کی طے شدہ پالیسی کے خلاف قرار دیا۔ میں نے اسی وقت واضح کیا کہ میری اسمبلی کی تقریر کی کیسٹ موجود ہے۔ جس میں میرا موقف ملک وملت کے بہترین مفاد کے عین مطابق اور موافق ہے۔ بجائے اس کے کہ آپ میری ۷ فروری ۱۹۹۱ء کی اس تقریر کی کیسٹ طلب کرتے آپ نے اس کی پرواہ نہ کی اور اپنی بات پر قائم رہے۔ مسئلہ خلیج کے بارے میں کل تک آپ صدر صدام حسین (صدر عراق) سے ملاقات کے مشتاق تھے اور سفیر عراق کو یقین دلا رہے تھے کہ میں صدر صدام حسین سے خلیج سے مسئلہ کے حل کے لئے مذاکرات کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے آپ کا نقطہ نگاہ معذرت خواہانہ تھا لیکن اب عراق کی شکست اور امریکی کامیابی کے بعد تحکمانہ بن گیا ہے۔ میں آپ کے اس طرز عمل کے بعد کابینہ میں نہیں رہ سکتا اور منصب وزارت

Marfat.com

(بلدیات وسماجی بہبود) سے مستعفی ہوتا ہوں" (۲۹)

۴۔ مارچ ۱۹۹۱ء

ہم خوش نصیب ہیں کہ ہماری آنکھوں نے اس بطل جلیل کو دیکھا جس نے اسلامیان ہند کے ماضی و فردا کے دھندلکوں میں جھانکا۔ ہم بختاور ہیں کہ اس خطیب بے بدل کے بلند آہنگ نے ہماری سماعتوں کو مالا مال کیا اور ہم سعادت مند ہیں کہ راہ عمل میں اس میر کارواں کے ہم سفر ہوئے جس نے نہ صرف اپنے عہد اور قبیلے کا مزاج بدل ڈالا بلکہ آنے والے زمانوں کو سنہری روایتوں اور خوشگوار موسموں کی بشارت بھی دی۔

دشت میں نخلستان تراشا ، عشق و جنوں کی بازی نے
پاکستان کا قالب پایا ، بے کل رُوحِ حجازی نے
جو جو خاکے کھینچے مجدّد اور غزالی رازی نے
ان میں دلکش رنگ بھرے اقبالؔ ، جناحؔ ، نیازیؔ نے

سیف اللہ خالد

کتابیات مصادر

۱ حکیم آفتاب احمد قرشی ،محافظ قائداعظم .... مجاہد پاکستان" کاروان شوق" بحوالہ مجلہ کریسنٹ صد سالہ نمبر ۸۶۔۸۸

۲ پروفیسر احمد سعید ،اسلامیہ کالج لاہور کی صد سالہ تاریخ (جلد اول) تہذیبی وثقافتی زندگی صفحہ ۳۵۵

۳ کرنل سید امجد حسین : اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور ،مجلہ کریسنٹ (صد سالہ نمبر) صفحہ ۳۸

۴ محمد صادق قصوری : مجاہد ملت جلد اول صفحہ ۳۳

۵ پروفیسر منظور الحق صدیقی "ماثر الاجداد، صفحہ ۴۰۲

Marfat.com

۶ عشرت رحمانی ''مقدمہ کلیات حسرت موہانی صفحہ۳۲۔۳۳

۷ محمد صادق قصوری: مجاہد ملت (جلد اول) صفحہ ۴۱۔۴۲

۸ محمد صادق قصوری ''مجاہد ملت (جلد اول صفحہ ۴۱، ۴۲)

۹ K.K Aziz : preface - complete works of Rahamat Ali'' , vol.1

۱۰ لطیف احمد شروانی: ''حرف اقبال۔۔۔خطبات، تقاریر، بیانات صفحہ ۲۹

۱۱ مجلّہ کریسنٹ (صد سالہ نمبر) گورنمنٹ اسلامیہ کالج لاہور۔ صفحہ ۱۴

۱۲ محمد شریف بقا: ''چوہدری رحمت علی۔۔ایک عظیم مفکر، انڈین وفاق کا مسئلہ صفحہ ۲۹

۱۳ "Dinia "-- the Seventh Continent of the world by ch Rahmat Ali

۱۴ سرفراز مرزا: تحریک پاکستان میں پنجاب کے مسلم طلبہ کا کردار۔ (صد سالہ نمبر) پنجاب یونیورسٹی صفحہ ۵۳۷۔

۱۵ عبدالسلام خورشد ''رو میں ہے رخش عمر۔ صفحہ ۸۰

۱۶ سرفراز مرزا: تحریک پاکستان میں پنجاب کے مسلم طلبہ کا کردار'' مجلّہ محور (صد سالہ نمبر) پنجاب یونیورسٹی صفحہ ۵۴۰

۱۷ محمد صادق قصوری مجاہد ملت (جلد اول) صفحہ ۲۱

۱۸ عبدالسلام خورشید: ''رو میں رخش عمر صفحہ ۱۱۹

۱۹ محمد صادق قصوری'' مجاہد ملت'' جلد اول صفحہ ۲۳، ۲۴ بحوالہ میں مولانا عبدالستار خاں نیازی صفحہ ۱۱

۲۰ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔ اپریل ۱۹۷۳ء۔

۲۱ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۷ جولائی ۱۹۷۹

۲۲ محمد صادق قصوری مجاہد ملت، جلد اول صفحہ ۲۶

Marfat.com

۲۳ محمد صادق قصوری ''مجاہد ملت'' جلد اول صفحہ ۳۴۱ بحوالہ ''نوائے وقت'' لاہور ۲۴ نومبر ۱۹۹۵

۲۴ ہفت روزہ الہام بہاولپور (مجاہد ملت ایڈیشن) صفحہ ۵۵۔۵۶

۲۵ ہفت روزہ زندگی لاہور ۲۰ نومبر ۱۹۷۲ء

۲۶ بشریٰ رحمٰن: دیباچہ مکاتیب مجاہد ملت صفحہ ۱۸

۲۷ مولانا عبدالستار نیازی ''خلافت پاکستان'' صفحہ ۲۱

۲۸ محمد صادق قصوری، ''مکاتیب مجاہد ملت'' صفحہ ۷۵۔۷۶

۲۹ روزنامہ جنگ لاہور ۶، ۵ مارچ ۱۹۹۱ء

Marfat.com

بھائی عبدالستار خاں نیازی

چوہدری نذیر احمد خاں

سابق اٹارنی جنرل پاکستان

چوہدری نذیر احمد خاں سابق اٹارنی جنرل (۱۸۹۸ء۔۱۹۸۰ء) پاکستان کے ممتاز قانون دان، مخلص مسلم لیگی اور اعلیٰ پائے کے ادیب تھے۔ ''تحریک پاکستان'' پر موصوف کی کتاب ''داستان پاکستان'' بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ جولائی ۱۹۷۹ء میں انہوں نے حضرت مجاہد ملت کے بارے میں اپنے جن تاثرات کا اظہار فرمایا وہ خاصے کی چیز ہیں اور قارئین کی ضیافت طبع کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں (قصوری)

مجھے مولانا عبدالستار خاں نیازی صاحب سے پہلی بار ملنے کا شرف ۱۹۴۴ء/۱۹۴۵ء کے لگ بھگ ہوا، جب میں ساہیوال (سابق منٹگمری) میں وکالت کرتا تھا۔ ان دنوں مسلم لیگ کے تمام صوبائی لیڈر میرے مکان ''بہار افشاں'' میں مہمان تھے اور وہیں پنجاب میں طوفانی دورہ کا پروگرام طے ہوا۔ بھائی عبدالستار خاں نیازی مقررین کے سرخیل تھے ان کی خطابت، جوش ایمان اور مجاہدانہ ترنگ نے برطانوی اور یونینسٹ (UNINIST) گٹھ جوڑ کی بنیادیں ہلا دیں۔

مولانا (میں ان کو ''بھائی'' کے پیارے نام سے یاد کرنا زیادہ پسند کرتا ہوں) اس پاکستان کی جیتی جاگتی چلتی پھرتی تصویر تھے، جس کا خواب ''ترجمان حقیقت'' نے دیکھا اور جسے قائداعظمؒ نے پروان چڑھایا۔ وہ زمانہ طالب علمی میں ہی پاکستان کے فدائی بن چکے تھے اور ماشاءاللہ اب تک وہ جذبہ قائم ہے۔

۱۹۵۳ء کے مارشل لاء کے دوران ان پر اور ان کے رفقاء پر سید فردوس شاہ ڈی ایس پی کے قتل عمد کا مقدمہ بنا تو میں ان کا وکیل تھا۔ مقدمہ بالکل جھوٹا تھا اور حکومت وقت کی

Marfat.com

انتقامی کاروائی کا نتیجہ تھا۔ میں فوجی عدالت کو مبینہ جائے واردات پر لے گیا اور انہیں جب تسلی ہوئی کہ مقدمہ بے بنیاد ہے تو ٹربیونل نے مولانا اور ان کے رفقاء کو باعزت بری کر دیا۔

اب ''بھائی'' عبدالستار خاں واقعی مولانا بن چکے ہیں۔ ان پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلام پسند جماعتوں کو متحد کر کے طاغوتی طاقتوں کو شکست دیں۔ میں ان کی کامیابی کا خواہاں ہوں اور مجھے قوی امید ہے کہ جس پاکستان کے وہ مجاہد بنے تھے اس کو ایک حقیقت بنا کر دم لیں گے۔ ملکی، قومی اور اسلامی نظریہ کو کامیاب کرائیں گے اور کوئی ٹھوکر نہیں کھائیں گے۔

Marfat.com

ایک سچا کھرا اور مخلص انسان

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید (۱۹۱۹ء سے ۱۹۹۵ء) پاکستان کے نامور صحافی پنجاب یونیورسٹی میں استاد اور مصنف کتب کثیرہ تھے۔ موصوف معروف اخبار نویس مولانا عبدالمجید سالک کے صاحبزادے، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے فعال کارکن اور مجاہد ملت کے ساتھیوں میں سے تھے۔ ۱۷ جون ۱۹۷۹ء کو انہوں نے اپنے یہ تاثرات مرحمت فرمائے۔ (قصوری)

مولانا عبدالستار خاں نیازی کو میں تینتالیس سال سے جانتا ہوں۔ وہ اسلامیہ کالج لاہور کے مایہ ناز فرزندوں میں سے تھے۔ اشاعت اسلام کالج میں بھی تعلیم پا چکے تھے۔ اعلیٰ درجے کے پرجوش مقرر تھے اور اب تک ہیں۔ ان کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ دین کے علوم میں دسترس کے پہلو بہ پہلو جدید علوم سے آگاہی بھی رکھتے ہیں۔ انہیں کوئی لالچ نہیں کبھی جائیداد نہیں بنائی۔ سادہ زندگی ابتداء سے اب تک قائم چلی آتی ہے۔ ضرورتیں محدود ہیں۔ اس لئے ان میں شمشیر برہنہ بننے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔ ایسے درویش صفت سیاسی رہنما اور علمائے دین ہم نے بہت کم دیکھے ہیں۔

عنفوان شباب میں ان سے میرا زیادہ ساتھ تھا۔ وہ پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے بانیوں میں شامل تھے۔ ایک مرحلے پر اس جماعت کے صدر بھی بنے۔ اس کے بعد ''خلافت پاکستان'' گروپ بنایا۔ تحریک پاکستان کو مقبول بنانے اور اس کے پس پردہ کارفرما نظریہ پاکستان کی پیش رفت کے لئے ان کی خدمات کو کوئی مورخ نظر انداز نہیں کر سکتا۔

نیازی صاحب سے میرے اختلافات بھی رہے لیکن میں نے انہیں ہمیشہ ایک سچا، کھرا اور مخلص انسان پایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے۔

Marfat.com

ایک عہد ساز شخصیت

خواجہ افتخار، لاہور

خواجہ افتخار (۱۹۲۸ء...... زندہ) وطن عزیز کے نامور مورخ اور صاحب قلم ہیں۔ ان کی کتابیں ''جب امرتسر جل رہا تھا'' اور دس پھول اور ایک کانٹا دنیائے علم وادب میں اپنا لوہا منوا چکی ہیں۔ موصوف تحریک پاکستان کے معروف کارکن بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی انکھوں سے پاکستان بنتے دیکھا اور حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی کی تاریخ ساز جدوجہد برائے تشکیل پاکستان کے چشم دید گواہ ہیں۔ لیجئے ان کے گرانقدر تاثرات ملاحظہ فرمائیں اور حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم سے اپنی عقیدت ومحبت کو اور پختہ کرلیں۔ (قصوری)

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی ایک جذبے کا نام ہے، ایک ولولے کا نام ہے ایک تحریک کا نام ہے۔ ان جیسی عظیم المرتبت شخصیات صدیوں کے بعد پیدا ہوتی ہیں۔ میں نے انہیں قیام پاکستان سے قبل پہلی مرتبہ امرتسر کے انجمن پارک میں تقریر کرتے دیکھا تھا، ان کی تقریر کی گھن گرج سے میرے ہونٹوں پر بیساختہ یہ مصرعہ آ گیا۔

شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو

یہ وہ وقت تھا جب میں غائبانہ طور پر ان کا پرستار بن گیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں جس طرح علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ کو خراج تحسین پیش کیا اور حاضرین جلسہ کو پاکستان کے تصور پر صدق دل سے ایمان لانے کی جن خوبصورت لفظوں میں تلقین کی وہ الفاظ آج بھی میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ ان کا گلابی چہرہ یہ سطور لکھتے وقت میرے آنکھوں کے سامنے گھوم رہا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد انہیں پہلی مرتبہ قریب سے دیکھنے اور ان کے ساتھ مصافحہ کرنے کی سعادت حاصل کر کے مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ وہ لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ ہم تین دوست سردار محمد صادق اور رانا جہانگیر، پنجاب یونیورسٹی سے پیدل جب نئی

Marfat.com

انارکلی (بازار) میں داخل ہوئے تو مولانا عبدالستار خاں نیازی فٹ پاتھ پر کھڑے سڑک پار کرنے کا قصد کر رہے تھے۔ ہم نے جلدی سے آگے بڑھ کر اپنا تعارف کرایا۔ جب میری باری آئی اور میں نے انہیں بتایا کہ میں امرتسر (شریف پورہ) میں رہتا تھا۔ تو فوراً فرمانے لگے کہ "شیروں کی کچھار" کے رہنے والے ہو۔ یہ کہتے ہوئے انہوں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور میں نے ان سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔ انہوں نے مصافحہ کرتے وقت اس زور سے میرے ہاتھ کو دبایا کہ یقین کیجئے پندرہ روز تک میرے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں شدید درد ہوتا رہا۔ حالانکہ وہ زمانہ میرے شباب کا زمانہ تھا۔ لیکن نیازی صاحب کی ضعیف العمری کے زمانے میں بھی ان کے ساتھ مصافحہ کرنے والا ان کے بازو کی قوت سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ بہر حال نئی انارکلی کے موڑ پر ان کے ساتھ ہونے والا تعارف اور مصافحہ میری زندگی بھر کا قیمتی اثاثہ بن گیا۔ نصف صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود مجھے ان کی خصوصی شفقت اور محبت حاصل ہے۔

قیام پاکستان کے بعد جب وطن عزیز میں آمریت کا عفریت پھنکارنے لگا تو سب سے پہلے جمہوری اصولوں کی سربلندی کے لئے جو آواز اٹھی وہ سید حسین شہید سہروردی اور مولانا عبدالستار خاں نیازی تھے۔ سیاسی میدان میں ان دو اصحاب کو سبقت حاصل تھی، اور صحافتی میدان میں حزب اختلاف کے قیام کے لئے روزنامہ "نوائے وقت" کے بانی حمید نظامی کی مجاہدانہ کاوشیں تاریخ کے صفحات میں چاند تاروں کی طرح جگمگا رہی ہیں۔ انہی دنوں نواب افتخار حسین خاں ممدوٹ کے خلاف مرکزی حکومت نے متعدد جھوٹے مقدمے قائم کر رکھے تھے اور وکیل صفائی کے فرائض سید حسین شہید سہروری کے ذمہ تھے۔ وہ ممدوٹ مرحوم کی کوٹھی میں مقیم تھے جہاں مولانا نیازی صبح وشام تشریف لایا کرتے تھے۔ اور مجھے بھی ممدوٹ ولا روزانہ جانے کی سعادت حاصل تھی۔ چنانچہ اسی طرح مجھے مولانا نیازی صاحب کا خصوصی قرب حاصل ہو گیا۔ بعد ازاں جب قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی تحریک چلی تو مولانا نیازی نے اس تحریک کے سربراہ کی حیثیت سے لاہور کی مسجد وزیر خاں کو اپنا ہیڈ کوارٹر

Marfat.com

بنالیا۔ جہاں روزانہ سینکڑوں لوگ قطاروں میں کھڑے ہوکران کی خدمت میں اپنی باری آنے پر حاضری دیتے اوراس تحریک کوشعلہء جوالہ بنانے کے لئے ان سے ہدایات لیتے تھے۔ مجھے بھی دوتین مرتبہ وزیرخاں میں جا کران کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔اس تحریک میں بہت سےنوجوان شہید ہوئےاور بالآخر مارشل لاءلگ گیااور مولا نانیازی گرفتار ہوگئے۔

قدرت نے انہیں نہایت بلند حوصلہ عطا کیا تھا۔ وہ آج بھی ضعیف العمری کے باوجود جوانوں جیسے حوصلے کے مالک ہیں اور وطن عزیز میں اسلامی قوانین کے عملی نفاذ کے لئے مسلسل جدوجہد کررہے ہیں۔حتی کہ انہوں نے میاں محمد نواز شریف کی کابینہ کا اہم رکن ہونے کے باوجود کابینہ کی رکنیت سے اس لئے استعفیٰ دے دیا کہ انہیں اسلامی قوانین کے نفاذ میں تاخیر ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔ان کی جگہ کوئی دوسرا شخص ہوتا تو وزارت کی کرسی کے ساتھ چمٹا رہا۔لیکن مولانا نیازی جیسی جرأت اور اخلاص کی دولت قسمت والوں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

گزشتہ دنوں ایک اخبار میں ان کا انٹرویو چھپا تھا۔اخبار نویسوں نے ان سے سوال کیا تھا کہ آپ نے بھرپور سیاسی زندگی گزاری ہے۔اب آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے'؟ جس کے جواب میں مولانا نیازی نے کہا کہ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے اس ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ ہوتے دیکھوں۔انہوں نے اسی انٹرویو میں بتایا کہ میاں نواز شریف نے مجھے سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اسلامی قوانین کے نفاذ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔

خدا کرے کہ مولانا نیازی کی کاوشیں رنگ لائیں اور پاکستان میں اسلامی قوانین عملی طور پر نافذ ہوں اور یہ ملک جن مقاصد کی خاطر حاصل کیا گیا تھا وہ مقاصد جلد از جلد پورے ہوجائیں اورتحریک پاکستان کے شہیدوں کی روحوں کوسکون نصیب ہو۔آمین

۲۰۔ستمبر ۱۹۹۹ء

Marfat.com

اجلے دل کا انسان

(ڈاکٹر محمد باقر۔لاہور)

(ڈاکٹر محمد باقر (۱۹۱۰ء۔۱۹۹۳ء) وطن عزیز کے نامور ماہر تعلیم، اہل قلم اور صاحب علم بزرگ تھے۔ملک بھر میں ان کے ہزاروں شاگرد مختلف شعبوں میں ملک وقوم کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔میری درخواست پر انہوں ۱۹۸۷ء میں حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم عالیہ کے بارے میں اپنے تاثرات سے نوازا۔قصوری)

فقیر ۱۹۳۹ء کے اواخر میں اسلامیہ کالج لاہور پڑھانے پہنچا تو عزیز عبدالستار خاں نیازی ابھی ایم اے کے طالب علم تھے۔ہم (میں اور میرے کئی اور ساتھی) انگلستان سے چوہدری رحمت علی صاحب سے تماس کی وجہ سے ہندوستان میں الگ مسلم مملکت کے استقلال کا تصور لے کر آئے تھے۔اسلامیہ کالج میں اساتذہ میں سے تنہا فقیر اس تصور کو عملی کرنے کے لئے کوشاں تھا اور وقتاً فوقتاً طلباء سے اس سلسلے میں گفتگو کرتا رہتا تھا۔

کالج میں طلباء کے دو واضح دھڑے تھے۔بعض بالکل نہ سمجھتے ہوئے کانگرس کے نقطہء نظر یعنی ''متحدہ ہندوستان'' کے قائل تھے اور بعض تبلیغات کے زیر اثر بننے والے ''پاکستان'' کے موید تھے۔ان طلباء میں بعض دفعہ تلخ کلامی اور علمی مناقشہ بھی ہو جاتا۔

میں نے صورت حال بھانپ کر دونوں دھڑوں کے طلباء کو فارغ وقت میں اپنے مکان پر بلانا شروع کر دیا اور چائے کی پیالی پر دونوں کو اپنی اپنی بات اور سوچ کے اظہار کا موقعہ دیا۔میری رائے اس وقت بھی یہ تھی اور اب بھی یہی ہے کہ دونوں گروہوں کو اسلام اور مسلمانوں سے محبت تھی۔اس مختصر تحریر میں ان عزیزوں کا ذکر نہیں کروں گا جن میں سے اب کچھ اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔اور کچھ حالات کے دباؤ سے یا اس وقت کے مستقر پر کھڑے ہیں یا پاکستان کی موجودہ صورت حالات سے برگشتہ ہیں۔دلوں کا مالک اللہ

Marfat.com

ہے۔ میں ایک معلم کی حیثیت سے اپنے ان تمام عزیزوں کو ابھی تک نیک نیت سمجھتا ہوں۔

نیازی صاحب، پاکستان اور اسلام پسند گروہ کے سربراہ ہوا کرتے تھے۔ میں نے انہیں ہمیشہ صاف گو، نیک نیت، ایثار پسند اور مستقل مزاج شخص پایا۔ ان کی ان مردانہ خوبیوں کی وجہ سے ان کے بعض احباب بھی ان سے کبھی کبھی ناراض ہوئے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ انتہائی اجلے دل کے انسان اور مومن ہیں۔ اور اس صفت کی وجہ سے فقیر نے ہمیشہ ان کی قدر کی ہے۔ اللہ ان کی مساعی کو بیشتر قبول فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

ایک پاکباز شخص

(ڈاکٹر محمد اشرف الحسینی لاہور)

ذیل کی چند سطور عزیزی محمد صادق قصوری کے ایماء پر بطل حریت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی صاحب دامت برکات کے بارے میں سپرد قلم کی جارہی ہیں۔ میں سفر میں ہوں۔ مختصر وقت میں صرف ذیل کے الفاظ پر ارتکاز کیا جاسکتا ہے۔ الحسینی

مولانا عبدالستار خاں نیازی کچھ عرصہ اسلامیہ کالج لاہور میں تدریس اسلامیات کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس کار خیر کیلئے وہ معاوضہ لینا نامناسب خیال فرماتے تھے۔ آپ سے کئی بار التماس کی گئی کہ آپ ٹانگے کا کرایہ ہی لے لیا کریں۔ آپ کا جواب باصواب ہوتا تھا کہ میں پیدل آتا ہوں، کرایہ کیسا؟۔

نواب کالاباغ امیر محمد خاں، ممتاز دولتانہ کو ملنا چاہتے تھے۔ یہ دولتانہ کے عہد اقتدار کے زمانے کی بات ہے۔ نواب صاحب دو اڑھائی گھنٹے بیٹھے رہے، شرف باریابی نہ ہو سکا۔ نواب صاحب نے مولانا نیازی سے ذکر کیا۔ مولانا، دولتانہ کے پاس گئے۔ دو منٹوں میں نواب صاحب کو اندر جانے کی اجازت مل گئی۔ بعدازاں نواب صاحب جب گورنر بنے تو مولانا کے احسانات کا بدلہ یوں چکایا کہ نیازی صاحب ٹانگے پر جارہے ہوتے تھے۔ اور کئی بار ان پر غنڈوں سے حملہ کرایا گیا۔ یہ ان کی حق گوئی کی پاداش تھی۔ مولانا کی خطابت کچھ اس انداز سے ہوتی تھی کہ یوں گمان گزرتا ہے کہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔

تقریر کا ملکہ مولانا نیازی کا طرۂ امتیاز ہے۔ وہ ہر مکتب فکر کی سٹیج پر بولتے رہے ہیں۔ ختم نبوت کے زمانہ میں نیلا گنبد انارکلی لاہور کے منبر پر ان کے عالمانہ خطبے ہوتے رہے۔ مارشل لاء کے زمانہ میں مرزائی تحریک کے دوران مسجد وزیر خاں میں وہ کئی روز محصور رہے۔

Marfat.com

اس زمانہ میں راقم شفیع روڈ مصری شاہ لاہور میں قیام پذیر تھا۔ حکومتی استبداد کی کاروائیاں سننے دیکھنے میں آتی تھیں۔ کئی سرفروش جن میں بچے بھی تھے جام شہادت نوش کر گئے۔ شہداء کو جلوس کی صورت میں "سنہری مسجد" کے قریب دفن کر دیا جاتا تھا۔ لیکن رات رات سپاہی قبریں کھود کر انہیں نکال لے جاتے تھے۔ اس تحریک کی قیادت کرنیکی پاداش میں مولانا عبدالستار خاں نیازی کو پھانسی کی سزا دے دی گئی جو بعد ازاں عمر قید میں تبدیل کر دی گئی۔

راقم کے ایک دوست رضا محمد قریشی پائی خیلوی کا مرہ کلاں مولانا محمد حسینؒ کے لاڈلے تلمیذ رہ چکے تھے۔ مولانا نے ان کو ایک علیحدہ کمرہ دے رکھا تھا۔ کیونکہ بقول ان کے ان کے نانا نواب کالا باغ کے والد کے عہد میں مفتی رہ چکے تھے۔ رضا صاحب سے کہا کہ مولانا سے ملاقات کیسے ہو سکتی ہے؟ کہنے لگے، موچی گیٹ کے باہر رسالہ ماہنامہ "الطبیب" کے مدیر سے ملیں اور ان کا پتہ حاصل کریں۔ مولانا اس زمانے میں موہنی روڈ پر مقیم تھے۔ رسالہ "الطبیب" کے مدیر نے ملاقات کا مقصد پوچھا۔ عرض کیا "نیازمندی" مقصود ہے۔ انہوں نے موہنی روڈ پر لال مسجد کے قریب ایک مکان کا پتا دیا۔ باہر والے کمرے میں ایک جوان شخص عبدالستار بڑے تپاک سے پیش آئے، چائے پلائی۔ مولانا تشریف لائے بڑی دیر تک مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔

مولانا کی عمر میں اضافے سے صرف اتنا فرق پڑا ہے کہ بال جو پہلے کالے تھے از یاد عمر سے سفید ہوئے ہیں اور بس۔ اس وجہ سے کہ آپ نے پاکبازی کی زندگی بسر کی ہے۔

۱۲۔ دسمبر ۱۹۹۷ء

Marfat.com

ظاہر و باطن میں ٹھیٹھ شخصیت

(سرفراز حسین مرزا)

جناب سرفراز حسین مرزا ملک کے ممتاز دانشور، محقق، مورخ اور صاحب کتب کثیرہ ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی میں ڈائریکٹر آف ساؤتھ افیئرز کی آسامی پر فائز ہیں۔ اپنے ایک خط محررہ ۲۰ جنوری ۱۹۸۰ء بنام راقم الحروف میں حضرت مجاہد ملت کے حضور یوں مدح سرا ہیں۔ (قصوری)

''مولانا صاحب کا میں بھی مداح ہوں۔ انہوں نے جو کچھ زمانہ تعلیم میں کہا، اب بھی کہتے ہیں۔ جب چاہا اور جو چاہا بانگ دہل کہا۔ نہ گھبرائے نہ شرمائے۔ حضرت قائد اعظمؒ سے ساتھ خط و کتابت کی تحریریں جو آپ نے بھی پڑھی ہیں۔ مولانا کی جرأت و بیباکی کی زندہ مثال ہیں۔ مولانا کے شائع کردہ ''پمفلٹ ور خلافت پاکستان اسکیم'' مولانا کے خلوص اور بے پناہ جذبہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ظاہر و باطن میں ''ٹھیٹھ'' شخصیتیں کم ہی دیکھنے میں آتی ہیں''۔

Marfat.com

اعلائے کلمۃ الحق کی زندہ تصویر

(نوابزادہ محمد علی خان ہوتی، مردان)

نوابزادہ محمد علی خان ہوتی (مردان) صوبہ سرحد کے بزرگ مسلم لیگی رہنما تحریک پاکستان کے نامور کارکن اور وطن عزیز کے نیک نام سیاستدان ہیں۔ موصوف کئی بار مغربی پاکستان اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینٹ کے ممبر رہے، وزارت کی گدی پر بھی متمکن رہے مگر اپنی دیانت، امانت اور شہرت کو داغدار نہ ہونے دیا۔ حضرت میاں علی محمد آف بسی شریف رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت رکھتے ہیں۔ قرآن پاک کی تفسیر بھی لکھ چکے ہیں۔ حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم عالیہ کے بارے میں ان کے تاثرات پیش خدمت ہیں جن کے ایک ایک لفظ سے ادب، احترام اور حقیقت کا اظہار ہوتا ہے۔ (قصوری)

حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ حضرت موصوف نے اپنی زندگی میں اعلائے کلمۃ الحق کے لیے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جن کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اس دوران انہوں نے مقتدر ہستیوں کا اکیلے ایسا مقابلہ کیا جو آپ سے قبل بہت ہی تھوڑے لوگوں نے کیا ہوگا۔ خداوند تعالیٰ نے انہیں اس مقابلے میں سرخرو فرمایا اور وہ مقتدر ہستیاں دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو گئیں۔

اعلائے کلمۃ الحق کے بارے میں حضرت مولانا صاحب کو دربار نبوی ﷺ کی طرف سے ایک اونگھ میں یہ اشارہ ملا تھا کہ نتیجے کی پرواہ کئے بغیر اپنا مشن جاری رکھو۔ اور وہ اسی حکم پر آج تک کاربند ہیں۔

تحریک پاکستان میں بھی مولانا صاحب کا اپنا ایک منفرد مقام ہے۔ یہ بھی ان کے مشن اعلائے کلمۃ الحق کا ایک سلسلہ تھا۔ یعنی اسلام کے نام پر یہ ملک بنایا گیا اور اس وقت یہ نعرہ خاص و عام تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ۔ اس تحریک میں ہم نے اکٹھے

Marfat.com

کام کیا اور خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے قائد اعظمؒ کی قیادت میں تھوڑے ہی عرصہ میں ہم نے اپنا مقصد حاصل کر لیا اور مملکت خداداد پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ لیکن بعد میں جو حشر جنگ آزادی کے مجاہدین کا ہوا وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ ان کی اکثریت آج موجود نہیں اور جو تھوڑے سے رہ گئے ہیں ان میں بہت سے بڑھاپے کی حالت میں درماندگی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں اور ان کوئی پوچھنے والا نہیں۔ لیکن وہ مجاہدین آج بھی ملک کی بقاء اور استحکام کی دعائیں مانگتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب کو صحت کاملہ کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائے تا کہ ملک و ملت ان کے نیک مشوروں اور دعاؤں سے سرفراز رہے۔ آمین۔

۵۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء

Marfat.com

اقبال کا شاہین

(پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی، لاہور)

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی نوجوان فاضل، ماہر تعلیم، اور ممتاز ادیب ہیں۔ آپ حضرت شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی ثم وزیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ گورنمنٹ شالیمار کالج لاہور میں صدر شعبہ اسلامیات کے ممتاز عہدے پر فائز ہیں۔ حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم عالیہ کے بارے میں ان کے مشاہدات وتاثرات قابل مطالعہ ہیں اور ان کی عقیدت و محبت کا منہ بولتا ثبوت۔ (قصوری)

گذر اوقات کر لیتا ہے یہ کوہ و بیاباں میں — کہ شاہیں کیلئے ذلت ہے کار آشیاں بندی
نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر — تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں
پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں — کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ

شاعر مشرق حکیم الامت مفکر پاکستان علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ جس انداز سے اپنی قوم کے نوجوانوں میں جو صفات وخوبیاں دیکھنے کی تڑپ رکھتے تھے یا اسلام کے ماننے والے سپاہی کی صورت وسیرت میں جو خصوصیات ہونی چاہیں، حضرت اقبالؒ نے اسے ''شاہین'' پرندہ سے تشبیہ دی ہے۔ اس پرندہ میں جو اوصاف غیرت، حریت، خودداری، فقر، بلند پروازی، قوت وشجاعت، تجسس، محنت، خلوت پسندی، دوررس نگاہی اور آزادی موجود ہیں انہیں کی بدولت علامہ اقبالؒ نے اپنی نوجوان نسل کو ''شاہین'' سے تشبیہ دی ہے۔

مفکر اسلام، عاشق رسول ﷺ، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی مدظلہ العالی، اقبالؒ کے شاہینوں میں صف اول میں نظر آتے ہیں۔ بلاشبہ آپ شاعر مشرق کے شاہین بھی ہیں اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سرگرم ساتھی بھی۔ آپ علامہ اقبالؒ کی زندگی کے آخری دنوں میں بہت قریب رہے اور قائداعظمؒ کے ایسے ساتھی ہیں کہ آپ کو یہ

Marfat.com

اعزاز حاصل ہے۔ کہ آپ اپنی کم عمری کے باوجود بانیء پاکستان کو اپنی رائے پیش کرتے تھے۔ اور بانیٔ پاکستان آپ کی رائے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ قیام پاکستان کے لیے علماؤ مشائخ کے علاوہ بڑے بڑے لیڈروں نے جو خدمات پیش کیں ہیں، مولانا نیازی مدظلہ العالی کی خدمات کسی سے کم تر نہیں ہیں۔ تحریک پاکستان کے دوران آپ جس بے خوفی اور جوانمردی سے بڑے بڑے اجتماعات میں بولتے نظر آتے تھے ایک زمانہ اس کا معترف ہے۔

زمانہء طالب علمی سے لے آج تک جتنی بھی تحریکیں چلی ہیں آپ ہر تحریک کے صف اول کے ہیرو ہیں۔ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، غیر اسلامی عائلی قوانین کی تنسیخ کی تحریک، تحریک بحالی جمہوریت، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ، پاکستان سے سوشلزم کا خاتمہ، فرقہ واریت کا خاتمہ، کویت، عرب امارات اور سعودی عرب میں کنز الایمان پر پابندی کے سلسلے میں آپ سب سے زیادہ سرگرم عمل نظر آتے ہیں۔ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے جو کوششیں حکومتی سطح پر جس انداز میں بھی ہوئیں آپ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ غرض عوامی حقوق کے حصول کیلئے جب بھی کوئی تحریک چلی آپ نے ہر سٹیج سے آواز بلند کی۔ عوامی جلسوں، مدارس، مساجد اور پارلیمنٹ کے اندر بڑھ چڑھ کر کردار ادا کیا۔

اس سے بڑھ کر آپ کا مقام اور کیا ہو سکتا ہے کہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کیلئے آپ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ اور آپ کو پھانسی کی سزا سنائی جاتی ہے۔ آپ کی تقریر کا نقطہء نظر عشق رسول ﷺ ہوتا ہے۔ آپ نے نہ صرف نوجوانوں کی قیادت فرمائی بلکہ علماؤ مشائخ کی قیادت فرماتے ہوئے ان کی رہنمائی فرمائی۔ جمعیت علمائے پاکستان اور ورلڈ اسلامک مشن کے پلیٹ فارم سے آپ نے اہلسنت کی جو خدمات انجام دیں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ نہ صرف ملک کے اندر بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک کے مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں کرنے میں زندگی گزار دی۔ عوام اہلسنت پر جب بھی کوئی نازک مرحلہ آیا، آپ نے اپنی دوررس نگاہوں اور علمی وفقہی بصیرت کی بناء پر انہیں کامیابی سے

Marfat.com

ہمکنار کیا۔ یہی وجہ ہے جہاں آپ تشریف لے جاتے ہیں وہاں ہر طرف سے یہ آواز گونجتی ہے۔ ''مرد حق مرد غازی'' خان نیازی خان نیازی'' قوم کی عزت قوم کی شان، نیازی خان نیازی خان۔ آپ کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو ایک بات بڑی واضح نظر آتی ہے کہ آپ حکومت میں ہوں یا نہ ہوں۔ آپ کا ایک ہی مطالبہ ہوتا ہے کہ ملک میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے اور اس کیلئے آپ ہر سطح پر کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ!

''آپ کو تلوار چلانی آتی ہے، میان میں رکھنی نہیں آتی''۔

میں نے ایف اے ڈگری کالج چکوال سے کیا، یہ ۱۹۷۹ء کی بات ہے۔ اس کالج میں انجمن طلباء اسلام کی بنیاد رکھنے کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ شروع میں یہ ایسے طلبہ مل گئے جن کی بدولت مختصر وقت میں کالج میں انجمن کو خاصی پذیرائی حاصل ہوئی۔ چکوال شہر میں ہسپتال روڈ پر اے ٹی آئی کا دفتر قائم کیا گیا جس کے افتتاح کے لیے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی صاحب کو دعوت دی گئی۔ آپ نے ہماری دعوت کو قبول کیا اور حسب وعدہ تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری سے ہماری بڑی حوصلہ افزائی ہوئی اور ہم پہلے سے بڑھ کر تنظیم کے لیے کوشاں ہوئے۔ اس موقعہ پر آپ نے جو خطاب فرمایا اس کا یہ اثر ہوا کہ طلباء کی ایک بھاری اکثریت نے اے ٹی آئی میں شمولیت اختیار کرلی۔ آپ کا اس چھوٹے سے پروگرام کے لیے چکوال تشریف لانا اور دیگر تمام مصروفیات کو نظر انداز کر کے نوجوانوں کی اس انداز سے سرپرستی کرنا دوسرے عمائدین کیلئے قابل تقلید نمونہ ہے۔

۱۹۸۶ء میں مجھے پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے اپنے جد امجد حضرت شیخ القرآن ابوالحقائق پیر محمد عبدالغفور ہزارویؒ سابق مرکزی صدر جمعیت علمائے پاکستان کی دینی و ملی خدمات پر تحقیقی مقالہ لکھنے کی اجازت ملی، جس میں کامیابی پر مجھے ایم اے اسلامیات کے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے کا اعزاز ملا۔ مقالہ لکھنے کے دوران مجھے بہت سی

Marfat.com

مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ جدامجد کے اکثر ہم عصر علماء وصال فرما چکے تھے۔ اس دوران مجاہد ملت مدظلہ العالی سے رابطہ کیا تو آپ نے بے پناہ شفقت فرمائی اور اپنی رہائش گاہ پر ایک طویل نشست میں حضرت شیخ القرآنؒ کے بارے میں اپنے خیالات و واقعات سے آگاہ کیا۔

متعدد مقامات پر راقم الحروف کو آپ کے ساتھ جلسوں میں جانے اور تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ جن دنوں میں انجمن طلباء اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ اکثر و بیشتر آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوتی رہی اور آپ کے بزرگانہ مشوروں اور رہنمائی سے تنظیمی امور طے پاتے رہے۔

۴ نومبر ۱۹۹۷ء کو جناح ہال لاہور میں چوتھی سالانہ ''شیخ القرآن کانفرنس'' منعقد ہوئی جس کی صدارت حضرت مجاہد ملت نے فرمائی۔ ایک ماہ قبل آپ نے کانفرنس میں شرکت کا وعدہ فرمایا تھا۔ مگر اچانک کسی عزیز کی شادی ۳ نومبر کو قرار پا گئی۔ آپ نے ارشاد کیا کہ میانوالی میں شرکت شادی کے بعد لاہور آجاؤں گا اور اگلے روز کانفرنس میں شرکت ہو گی۔ مگر اچانک ۴ نومبر کو سینٹ کے اہم اجلاس کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ مجھے فکر لاحق ہوئی آپ سے رابطہ کیا تو فرمانے لگے کہ ہمارا آپ کے جدامجد سے جو تعلق رہا ہے اس کا تقاضا ہے۔ کہ ہم کانفرنس میں شریک ہوں۔ فکر کرنے کی کوئی بات نہیں۔ چنانچہ ۳ نومبر کو میانوالی سے شرکت شادی کے بعد اسلام آباد تشریف لے گئے وہاں صبح کے سینٹ کے اجلاس میں شرکت کر کے ایک بجے دن سیدھے جناح ہال لاہور پہنچ گئے۔ اور خطاب کے بعد اسی وقت سینٹ کے اجلاس کی خاطر واپس اسلام آباد تشریف لے گئے۔ آج کے اس نفسانفسی کے عالم میں جہاں بڑے بڑے علماء میں ریاکاری، دولت کی ہوس نمایاں نظر آتی ہے۔ حضرت مجاہد ملت مدظلہ العالی کا ایفائے عہد کا یہ طرز عمل باعث تقلید ہے۔

ہمارے ہاں یہ رواج پایا جاتا ہے کہ جب کوئی شخصیت داغ مفارقت دے جاتی ہے

Marfat.com

تو پھر اسے خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔لیکن نامور محقق، مصنف اور مؤرخ حضرت مولانا محمد صادق قصوری صاحب نے جس کارنامہ کو سرانجام دینے کا عہد کر رکھا ہے وہ لائق ستائش ہے۔موصوف اہلسنت کے مصنفین ومؤلفین میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔دیگر عنوانات کے برعکس آپ اکابرین اہلسنت کے مقام ومرتبہ سے عوام کو روشناس کرانے کا عزم صمیم رکھتے ہیں۔ہمارے لئے یہ ایک لمحہ فکر یہ ہے کہ ہمارے اسلاف اور اکابرین نے ملک وملت اور دین کی خاطر سب سے بڑھ کر قربانیاں دیں لیکن آج تاریخ پاکستان میں ان کا ذکر نہیں ملتا۔مولانا محمد صادق قصوری صاحب نے اس ضمن میں جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپکے ان عظیم مقاصد میں کامیابی وکامرانی سے نوازے۔آمین

۲۔اکتوبر۱۹۹۹ء

Marfat.com

میرے آئیڈیل

(ڈاکٹر ظہور احمد اظہر لاہور)

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر سابق پرنسپل یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔ موصوف ملک کے نامور ماہر تعلیم، مصنف، ادیب، محقق اور دانشور ہیں۔ راقم الحروف کی کتاب ''نگارشات مجاہد ملت'' مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء پر انہوں نے گرانقدر ''مقدمہ'' تحریر فرمایا، اس میں مجاہد ملت دامت برکاتہم کے حضور جو ہدیہ عقیدت پیش کیا وہ پڑھنے کے لائق ہے لیجئے پڑھئے اور حضرت مجاہد ملت برکاتہم عالیہ سے اپنی عقیدت و محبت کو اور مضبوط کر لیجئے۔ (قصوری)

مولانا عبدالستار خاں نیازی میرے نزدیک تحریک پاکستان کے ایک درخشاں باب اور مرد مسلماں کی مجاہدانہ زندگی کی عملی تفسیر ہی نہیں بلکہ تصویر بھی، حق گوئی و بیباکی کے کوہ گراں ہی نہیں بلکہ کوہ غیر متزلزل بھی، اسلامی غیرت وحمیت کے شعلہ جوالہ اور سلف صالحین کے ایک نمونے کا نام ہے ان سے میری شناسائی نصف صدی پر محیط ہے، مدتوں ان کی تقریریں سنیں، تحریریں پڑھیں۔ ان کے افکار و واقعات زندگی سنے اور کئی بار ان کی صحبت میں بیٹھنے اور ان کی باتیں سننے کا بھی اتفاق ہوا۔ مجھے یہ بھی اندازہ ہے کہ مولانا مجھے بھی اچھی طرح پہنچاتے ہیں اور بڑی شفقت و کرم نوازی بھی فرماتے ہیں۔ مگر دو باتیں میں نے آج تک مولانا کو کبھی نہیں بتائیں لیکن آج ان کا اظہار کئے دیتا ہوں، ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ میں بھی اسی سرزمین سے تعلق رکھتا ہوں جس سے مولانا کا خمیر اٹھا ہے، کوہ سکیسر کی ایک طرف ضلع میانوالی ہے اور دوسری جانب اعوانوں کا دیس وادیٔ سون سکیسر ضلع خوشاب واقع ہے، خوشاب اور میانوالی کے لوگ ایک دوسرے کے بہت قریب بلکہ ایک دوسرے کی جان و جگر ہیں مگر وادی سون سکیسر کے اعوان تو میانوالی کے نیازیوں کی دوستی پر فخر کیا کرتے

Marfat.com

ہیں، شائد مولانا کو اس زمینی قربت کا خود بخود علم ہو مگر میں نے انہیں اپنے تعارف میں آج تک کبھی کچھ نہیں بتایا۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں مولانا کا ''فین'' (FAN) ہوں اور وہ میرے ''آئیڈیل'' (IDEAL) ہیں؛ جب پاکستان بن رہا تھا تو اس وقت میرے ہوش کی آنکھ کھل رہی تھی، اپنے گاؤں میں پاکستان اور مسلم لیگ کا نام سن کر اور قائداعظمؒ کی باتیں سن کر بہت خوشی ہوتی تھی۔ میرا گاؤں یونی نسٹوں کا گڑھ تھا۔ مسلم لیگ سے وابستگی اوپری اور نامانوس بات لگتی تھی، بعد میں جب گردوپیش کا جائزہ لیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ میرے گاؤں میں تو کل ساڑھے تین مسلم لیگی تھے۔ ایک رسالدار صاحب، ایک بابا محمد خان، ایک صاحب کا نام بھولتا ہوں اور آدھا میں خود تھا۔ اپنے علاقے کے پرجوش معلم لیگیوں کے ناموں میں ''مولانا عبدالستار خان نیازی'' بھی سنائی دیتا تھا۔

قیام پاکستان کے بعد شروع شروع میں تو کبھی کبھار اخبارات میں مولانا کی تصویر نظر آجاتی تھی، پنجاب اسمبلی میں ان کی بعض تقاریر کے اقتباسات بھی پڑھنے کو مل جاتے تھے، وزیراعلیٰ پنجاب میاں ممتاز محمد خان دولتانہ پر جب مولانا کی تنقید کے نشتر اور حق گوئی کے کوڑے برستے تو ان کی گونج ہمیں بھی سنائی دیتی تھی، لوگوں کی زبانی مولانا کی حق گوئی و بیباکی کے قصے سن کر بہت خوشی ہوتی یہ سلسلہ کافی عرصے تک جاری رہا۔

۱۹۵۳ء میں جب ''تحریک ختم نبوت'' چلی تو میں اس زمانے میں ادھر ادھر بھٹک رہا تھا، سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ مولوی بنوں یا ماسٹر یا پھر اپنے آباؤاجداد کے پیشہ کشاورزی کو اپنا لوں۔ یہ وہ وقت تھا جب علماء کرام پنجاب کے طول وعرض میں اپنی شعلہ بیانی سے آگ لگا رہے تھے۔ مسلم لیگ کے نام کو بٹہ لگانے والوں کی بدعنوانیوں کے قصوں نے سب کو بیزار کر دیا تھا، مختلف علماء کرام کی تقاریر سننے کا اتفاق ہوا۔ مولانا نیازی کی سرفروشانہ قیادت اور قلندرانہ سیاست کی داستانیں زبان زد عام تھیں۔

Marfat.com

یاد نہیں کہ یہ میرا شوق شہادت تھا یا علماء کرام کی کرامت تھی کہ میں بھی ایک ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے ''تحریک ختم نبوت'' میں شامل ہو گیا، ایک مراہق نوجوان جو جذبہ ایمان کے ساتھ ہمت بھی رکھتا تھا مولانا عبدالستار نیازی کی پیروی میں اس تحریک کا پرجوش کارکن ہی نہیں بلکہ شعلہ بار مقرر بھی بن گیا۔ خوشاب اور سرگودھا کے بڑے بڑے لیڈر جب گرفتار ہو گئے تو جلسوں کو گرمانے والے خطباء کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ اس وقت ''ایک داڑھی مونچھ کے منتظر نوجوان مولوی'' کا دم غنیمت سمجھا گیا چھپ چھپ کر ایک لڑکا چادر اوڑھ کر کبھی چپکے سے خوشاب کی جامع مسجد کے ''اجتماع ختم نبوت'' میں نمودار ہوتا اور غائب ہو جاتا اور کبھی سرگودھا کی جامع مسجد میں یہ کردار دہرایا جاتا آخر خوشاب کی جامع مسجد سے ایک رات چھپ چھپا کر نکلتے ہوئے گرفتار ہو گیا اور شاہ پور جیل میں پہنچا دیا گیا۔ یہاں چند دن کی ''مہمان نوازی'' کے بعد ایک دن یہ اڑتی ہوئی خبر سنائی دی کہ اس کم عمر بچے کو خوشاب کے باقی گرفتار شدگان سے الگ کر کے لاہور کی ''بورسٹل جیل'' (بچوں کی جیل) میں منتقل کر دیا جائے۔ بچنے کی ایک ہی صورت تھی کہ گرفتاری کے ریکارڈ میں عمر زیادہ لکھوادی جائے چنانچہ ''مک مکا'' کے ذریعے ایسا ہی ہوا۔

تاہم یہاں سے سب کو لاہور کی سنٹرل جیل (جہاں اب شادمان کالونی لاہور آباد ہے یہاں کبھی یہ جیل ہوا کرتی تھی) میں منتقل کر دیا گیا، یہاں آکر پتہ چلا کہ جس وارڈ میں ہم نازل ہوئے ہیں یہاں کبھی ''بم کیس'' کے قیدی رہا کرتے تھے، اس لئے اسے ''بم کیس وارڈ'' کہا جاتا تھا، یہ بھی پتہ چلا کہ ہمارے آئیڈیل مولانا عبدالستار خاں نیازی بھی پاس کسی وارڈ میں ہیں اور فوجی عدالت میں ان کا مقدمہ زیر سماعت ہے۔ امید بندھی کہ شائد کسی دن مولانا نظر ہی آجائیں مگر ''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ'' کے مترادف ایک رات ہمیں لاہور سے اٹھا کر ملتان کی سنٹرل جیل میں پھینک دیا گیا یہاں آکر یہ المناک خبر سنی کہ فوجی عدالت نے مولانا عبدالستار خاں نیازی کو موت کی سزا سنا دی ہے۔

Marfat.com

ملتان سنٹرل جیل میں ہمیں ایک خاص وارڈ میں بند کر دیا گیا جسے جیل والے ''سیکورٹی وارڈ'' کہتے تھے، ہم سے پہلے بھی اسی وارڈ میں ایک مشہور سیاسی رہنما اور ان کے ایک ساتھی نظر بند رہے تھے۔ یہ وارڈ اس لئے بھی نمایاں تھی کہ اس میں پھلدار درخت بھی لگے ہوئے تھے، میرے ساتھ جو لوگ تھے وہ جیل کی اس وی آئی پی وارڈ میں ایک لحاظ سے بخوشی رہ رہے تھے۔ مگر سزائے موت کی یہ غمناک خبر سب پر ایک بجلی بن کر گری اور سب کو غم وفکر سے نڈھال کر گئی۔ میں تمام رات کروٹیں بدلتا رہا اور ایک لمحہ کے لئے بھی نیند نہ آسکی۔ مولانا کی جدائی کا بھی غم تھا مگر اس سے کہیں زیادہ یہ پریشانی تھی کہ خدانخواستہ اس سزا پر عمل بھی ہو گیا تو اپنے آئیڈیل کے آخری دیدار سے بھی محروم اور بے بسی میں مقید رہنا پڑے گا، اس کے بعد مسلسل یہی کیفیت رہی کہ اپنا یا اپنے گھر والوں کا خیال تو کبھی کبھی آتا مگر باہر کی دنیا کی تمام خبروں میں سب سے زیادہ اہم خبر یہی رہ گئی تھی۔ کہ مارشل لاء عدالت سے سزا پانے والے حق پرست مولانا عبدالستار خاں نیازی کا کیا بنا؟ کافی عرصہ یہی سلسلہ رہا، بالآخر ایک دن پتہ چلا کہ سزائے موت عمر قید میں بدل دی گئی ہے۔ اس خبر سے قدرے اطمینان ہوا اور یہ اُمید بندھی کہ کبھی نہ کبھی اسیر باہر آ ہی جائیں گے۔ اور شرف ملاقات نصیب ہوگا۔ مجھے اب یہ یاد نہیں آتا کہ کئی ماہ کی نظر بندی کے بعد جب ملتان جیل سے رہا ہوئے اور دنیا کے دوسرے چکروں میں پڑ گئے تو مولانا نیازی کب اور کیسے اور کس جیل سے رہا کئے گئے۔

دراصل ایک حادثے نے میری زندگی کا رخ بدل دیا، جیل میں ہمارے ساتھ جو ممتاز اور نمایاں لیڈر تھے۔ ان سب کو ''بی کلاس'' ملنے کے چرچے ہونے لگے تھے اور بتایا گیا تھا کہ جو لوگ مشاہیر میں تو نہیں مگر یونیورسٹی گریجوایٹ ہیں ان کو بھی ''بی کلاس'' ملے گی۔ میرے پاس تو ان میں سے کوئی ''دولت'' بھی نہ تھی، گھر سے دور ہونے کے باعث چھوٹے بھائی یا والدہ کی ملاقات کی بھی امید نہ تھی۔ دراصل میں نے اطلاع دے کر کسی کو پریشان

Marfat.com

کرنے کی جسارت بھی نہ کی تھی، میں نے یہاں دل کے ساتھ ایک پکا فیصلہ کیا اور اس پر زندگی بھر قائم رہا ہوں، فیصلہ یہ تھا کہ تعلیم کی سیڑھی کے آخری درجے تک ہر حال میں پہنچنا ہے اور زندگی علم کی خدمت کے لئے وقف کر دینا ہے، پھر جو کچھ ہوا، کیسے ہوا یہ تو بتانے کی تاب نہیں البتہ جو کچھ ہوں اور جہاں تک پہنچا ہوں اور اللہ رب العزت کے اپنے حبیب ﷺ کی ختم نبوت کی خاطر جو مشقت برداشت کرنا پڑی اس کا صلہ ملا اور بہترین صلہ ملا۔ اس سے بہتر کی نہ توقع تھی نہ آرزو مگر اس دھن میں یہ بھی فراموش کر بیٹھا کہ میں تو مولانا عبد الستار خاں نیازی کا فین بھی تھا۔ اور کبھی انہیں آئیڈیل بھی تصور کرتا تھا۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ مولانا لاہور کے ہوائی اڈے سے اترے، یہ ذوالفقار علی بھٹو کا دور حکومت تھا، پتہ چلا کہ مولانا ہوائی اڈے سے غالباً رکشے میں سوار ہو کر اپنی قیام گاہ کے لئے رواں دواں تھے، راستے میں ان پر فائرنگ کی گئی ہے۔ یہ سن کر بیتے ہوئے لمحات کی ایک فلم میرے سامنے آگئی اور دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ حضرت مولانا سے ملاقات کی جائے۔ میرے ایک خاص شاگرد وحید سبحانی صاحب جو ایم اے عربی کر کے فارغ ہو چکے تھے، ایک دن وہ مجھ سے ملنے آئے تو پتہ چلا کہ وہ بھی مولانا کے معتقدین میں سے ہیں اور یہ کہ لاہور میں کشمیر روڈ پر مولانا اپنے ایک پیروکار معتقد کے گھر ''محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ارشاد فرمائیں گے۔ اس زمانے میں میرے پاس ایک چھوٹی سی کار ہوتی تھی جسے عرف عام میں ''صابن دانی مارکہ کار'' کہتے تھے، اپنے بیٹے علی اظہر کے ساتھ اس محفل میں شرکت کا موقع ملا۔ عزیزوں نے حضرت مولانا سے تعارف کرایا مگر میں اپنا حقیقی تعارف مولانا سے نہ کروا سکا بلکہ اس کے بعد کئی ملاقاتوں میں لب کشائی کا موقع نہ ملا۔ وقت کی تنگی اور مولانا کی مصروفیت اور سب سے بڑھ کر مولانا کا رعب اس تعارف میں حائل رہا۔ شکر گزار ہوں برادرم صادق قصوری صاحب کا کہ آج انہوں نے مولانا کی ان تحریروں کا ''مقدمہ'' لکھنے کا حکم دیا تو مولانا سے اپنا تعارف پیش کرنے کی جسارت کا موقع بھی مل گیا۔

Marfat.com

وادی سون سکیسر ضلع خوشاب میں پیدا ہونے والا معمولی سے اعوان گھرانے کا ایک فرزند جہاں کے لوگ میانوالی کے نیازیوں کا احترام ہی نہیں ان سے دوستی پر فخر بھی کرتے ہیں، کبھی مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی کی تحریروں کا دیباچہ لکھنے بیٹھ جائے گا۔ مگر چرخ گرداں کی نیرنگی اور شبانہ روز گردش نے یہ بھی ممکن بنا دیا۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ ایک عظیم ومحترم ہستی کی نگارشات کے لئے یہ سطور لکھنے کا موقع ملا ہے جن کے نام سے آج بھی باطل پرستوں کے قصر پندار میں لرزہ طاری ہو جاتا ہے، جو نہ صرف مسلمان پاک و ہند کے لئے ایک معتبر ومحترم نام ہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا میں ان کی حق گوئی و بیباکی، حب اسلام اور اصلاح امت کی آرزو ہی نہیں عملی جدوجہد کے بھی چرچے ہیں۔

یہ مجموعہ جو آپ کے سامنے ہے ''نگارشات مجاہد ملت'' کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی کی تحریروں پر مشتمل ہے جن کا سلسلہ آغاز سے تادم تحریر مختلف ادوار اور موضوعات سے تعلق رکھتا ہے۔ مجاہد ملت نے ''مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے ایک فعال رکن کی حیثیت سے لے کر پاکستان کی عملی سیاست وتعمیر کے مراحل کے دوران میں جہاد قلم میں بھی حصہ لیا ہے۔ مولانا ایک رعب دار اور جہیر الصوت خطابت سے بھی نوازے گئے ہیں، جس طرح آپ کی شخصیت پر ہیبت اور رعب وجلال کی مالک ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں رعب دار اور پر ہیبت آواز سے بھی نوازا ہے، لیکن انسان کی شخصیت اور آواز کا منبع ومرکز دل ہوتا ہے، اگر دل ساتھ نہ دے تو شخصیت ریت کا ڈھیر اور آواز صوت الحمیر کے سوا کیا ہوگی، لیکن مولانا کا دل آپ کی شخصیت سے زیادہ پر جلال اور آرزو سے زیادہ پر ہیبت ہے، ایک مومن صادق کا دل ہے جو نور ایمان سے منور ہے، توحید حق سے مزین اور حق گوئی و بیباکی کا سرچشمہ ہے، ''ہر کہ دل راقوی بازوقوی'' یونہی نہیں کہا گیا، جو شخص موت کی سزا سن کر ایک حقارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ فوجی عدالت پر ہیبت طاری کر دیتا ہو اور دنیائے دوں کی نعمتوں کا لالچ دلانے پر مسرت کی بجائے ہر شیطانی

Marfat.com

تحریص کو پائے حقارت سے ٹھکرادے اس کی قوت ایمان کا کوئی اندازہ کرسکتا ہے؟ جس قلبِ مومن سے بلند ہونے والی پرہیبت آواز بڑے بڑے آمروں اور ستم گروں کے دلوں کو لومڑی بناسکتی ہو اس کی خطیبانہ آن بان کی حدود کیا ہوں گی؟ عبدالستار خاں نیازی حق کی ایک ایسی شمشیر برہنہ کا نام ہے جو خرمن باطل پر قہر خداوندی بن کر جب ٹوٹ پڑتی ہے تو پھر وہاں خاکستر کے سوا کچھ باقی نہیں چھوڑتی۔ یہ آواز خطبائے عرب کی یاد تازہ کرتی ہے۔ جن کی گرجدار اور پرہیبت آواز سینوں سے پار ہو جایا کرتی تھی۔ اور دلوں کو ریزہ ریزہ کردیتی تھی۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے۔ کہ ایک مرتبہ انہوں کوہ اجیاد سے اپنے چرواہے کو آواز دی تو ایک دوڑتا ہوا بھیڑیا ڈھیر ہو گیا۔ جب دیکھا گیا تو اس کا دل خوف سے دو ٹکڑے ہو چکا تھا، مولانا کی آواز بھی ایسی ہی رعب دار ہے، جب بلند ہوتی ہے تو بہت سے انسانی لباس میں ملبوس بھیڑیئے ڈھیر ہو جاتے ہیں اور دل دہل جاتے ہیں۔ مجاہد ملت بلاشبہ سلف کی ایک نشانی ہیں، حق گوئی و بیباکی کی عملی تفسیر کا نام عبدالستار خاں نیازی ہے، جس طرح برادرم صادق قصوری صاحب نے ''نگارشات مجاہد ملت'' کو جمع کیا ہے اسی طرح مولانا کی پرہیبت اور پرجلال آواز کی کیسٹ بھی جمع ہوسکیں تو کیا بات ہے۔

جناب محمد صادق قصوری ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مولانا نیازی کی نگارشات کو جمع کر کے کتابی شکل دے دی ہے۔ ''نگارشات مجاہد ملت'' ایک بہت ہی قیمتی مجموعہ ہے جس میں مولانا کے مختلف کتب پر دیباچے مقدمات، تاثرات، پیغامات اور تقاریظ شامل ہیں۔ ان نگارشات کے یکجا ہونے سے جہاں یہ منتشر تحریریں ایک مجموعہ کی شکل میں قاری تک پہنچ گئی ہیں وہاں ایک ہمارا قیمتی ملی سرمایہ بھی محفوظ ہو گیا ہے۔ اس سے مولانا کی شخصیت کا مطالعہ کرنا بھی آسان ہو گیا اور اس سے آنے والی نسلوں کو مستفید ہوتے رہنے کا بھی موقع میسر آئے گا۔

Marfat.com

مجاہد ملت کی تحریروں میں جو بیساختگی، صراحت، حقیقت بیانی اور سادگی کے ساتھ سلاست پائی جاتی ہے وہ کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ان کے اسلوب سے ان کی شخصیت کے نقوش ابھرتے محسوس ہوتے ہیں، وہی قطعیت کا انداز ہ وہی گھن گرج، وہی رعب و جلال جو مجاہد ملت کی گفتار اور کردار میں ہے وہی اسلوب نگارشات سے بھی نمایاں ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

صادق قصوری نے جس توجہ، اہتمام اور محنت سے یہ کام انجام دیا ہے اس سے نہ صرف یہ کہ ''حضرت مجاہد ملت'' سے ان کی مخلصانہ وابستگی اور عقیدت کا پتہ چلتا ہے بلکہ اس سے ان کا ملی جذبہ اور دینی شعور بھی واضح ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

۲۷۔جون ۱۹۹۶ء

Marfat.com

دبنگ اور بے خوف شخصیت

(ڈاکٹر شفیق جالندھری لاہور)

ڈاکٹر شفیق جالندھری وطن عزیز کے نامور ماہر تعلیم، اہل قلم اور معروف دانشور ہیں۔ اس وقت پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ''شعبہ ابلاغیات'' کے چیئر مین ہیں۔ حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم عالیہ کے بارے میں ان کے درج ذیل تاثرات ان کے دل کی گہرائیوں سے نکلے ہیں۔ لیجئے! جادو وہ جو سر چڑھ بولے۔ (قصوری)

مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی اپنی ذات میں ایک ایسی انجمن اور ایسا ادارہ ہیں کہ جن سے وابستگی کو سچے کھرے پاکستانی اپنے دین وایمان کی سلامتی اور تحفظ کی علامت سمجھتے ہیں۔ قرآن اور رسول ﷺ کو ماننے والے لاکھوں کروڑوں انسان حضرت صاحب کی ذات گرامی سے قومی اور ملی معاملات میں رہنمائی حاصل کرنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ حضرت مجاہد ملت کی دبنگ اور بے خوف شخصیت سے حوصلہ اور روشنی حاصل کرنے والے انسان آج وطن عزیز میں ہر جگہ موجود ہیں جنہوں نے آپ کی ذات گرامی کو ہمیشہ اور ہر حال میں اخلاص اور صدق وصفا کے اوصاف میں ڈوبے پایا ہے۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی ان بیباک انسانوں میں سے ہیں جنہوں نے نہ صرف تحریک پاکستان کے دوران گرانقدر خدمات سرانجام دیں اور مسلم لیگ کو بے حد تقویت بہم پہنچائی بلکہ قیام پاکستان کے بعد بھی تحریک پاکستان کے جذبہ کو پاکستانی معاشرے میں ہر سطح پر زندہ رکھا۔ انہوں نے قوم کے لئے قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ انہوں نے مردان صفا کیش کی طرح کسی بھی لمحے اہل اقتدار کے سامنے کلمہ حق کہنے سے گریز نہیں کیا۔ اور ملک میں اسلامی نظام حکومت رائج کرنے کے لئے ہر حکومت پر دباؤ ڈالا۔ حتی کہ جب مسلم لیگی حکومت کے دوران وفاقی وزارت سنبھالی تو اس دوران بھی حکومت پر جلد سے جلد اسلامی

Marfat.com

نظام قائم کرنے کے سلسلے میں دباؤ ڈالتے رہے اور حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں کچھ نہ کئے جانے پر اقتدار کو لات مار کر حکومت سے علیحدہ ہو گئے۔ آپ کی ایسی ہی قلندرانہ ادائیں ہیں کہ جنہوں نے انہیں پاکستانی قوم کی ایک محبوب ترین شخصیت بنا دیا ہے۔ حضرت صاحب کا انداز اور اطوار اقتدار کے دوران بھی بے حد درویشانہ رہے۔ سادگی اور پرکاری، حق گوئی و بیباکی ان کی شخصیت کا وصف خاص ہیں۔ لمبی طرّے دار پگڑی نے آپ کی سرو قامت شخصیت کو ایک عجب وقار اور تمکنت بخش رکھی ہے۔ آپ کو سات زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ دینی امور پر جو دسترس آپ کو حاصل ہے اس کی بناء پر برصغیر سے باہر بھی عالم اسلام میں انہیں بے حد عزت واحترام کا مقام حاصل ہے۔ ویسے تو ان کے چاہنے والے دنیا کے ہر کونے میں موجود ہیں جہاں جہاں کہ پاکستانی موجود ہیں۔ حضرت صاحب کا ایک وصف اپنی صاف گوئی اور سادگی سے اپنے نیازمندوں کے دل موہ لینا ہے۔ اور دوسرا وصف اپنے حلقہ نشینوں کو بے پناہ حوصلے اور جوشِ ایمان سے نواز دینا ہے۔ ان کے قریب آنے والوں میں دین کی محبت اور اعلیٰ اوصاف کا پیدا ہو جانا ایک قدرتی امر ہے۔ آپ کی محفلوں اور صحبت کا فیض عام کرنے والے اور آپ کی محبت اور لگن سے سرشار انسان یقیناً عظیم لوگ ہیں۔ محترم محمد صادق قصوری صاحب ایک مخلص ترین انسان ہیں۔ ان کی طرف سے مجاہد ملت کی فکر اور چلن کو عام کرنے کے لئے ان پر کتاب مرتب کرنے کی کوششیں یقیناً بارگاہ ایزدی میں مقبول ہوں گی۔ پروردگار سے دعا ہے کہ وہ اس مردِ حق آگاہ کے حلقہ نشینوں کے درجات بلند کرے اور ان کے خلوص اور صدق کو دوام بخشے آمین۔

۶۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء

Marfat.com

غیر متزلزل کمٹڈ پاکستانی

پروفیسر محمد مظفر مرزا

پروفیسر محمد مظفر مرزا وطن عزیز کے نامور ماہر تعلیم، ممتاز دانشور اور نظریہ، پاکستان اور حضرت قائد اعظمؒ سے دل کی اتھا گہرائیوں سے محبت کرنے والے اہل قلم ہیں۔ موصوف پروفیسر محمد منور مرزا مرحوم و مغفور کے برادر اصغر ہے۔ بڑے بھائی نے تا زیست حب الوطنی، اقبال اور قائدؒ سے مثالی عقیدت کے جھنڈے گاڑے ہیں چھوٹے بھائی بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ملت اسلامیہ کی گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ روز نامہ ''نوائے وقت'' میں ان کے مضامین چھپتے رہتے ہیں۔ پروفیسر صاحب کو حضرت مجاہد ملت سے بھی بے پناہ عقیدت و محبت ہے۔ لیجئے ان کے تاثرات پڑھیئے اور ہمارے دعوے کی تصدیق کیجئے۔ (قصوری)

عزیز از جان پاکستان کی تشکیل حضرت قائد اعظمؒ کی ولولہ انگیز، مخلصانہ، پر استقلال، عزم و ہمت اور جہاد اسلامی کے جذبوں سے ہوئی، حضرت قائد اعظمؒ کی بابرکت اور متبرک شخصیت، حضرت علامہ اقبالؒ کی لا ثانی اور عالم تبحر اسلامی شخصیت نے اسلامیان ہند کی گردنوں سے غلیظ غلامی کی زنجیروں کو جس طرح جھٹک کر رکھ دیا، اسلامی تاریخ کی درخشاں مثال ہے۔ اسی طرح ان نامور مجاہدین اسلام کے قافلے میں وہ بابرکت اور عظیم شخصیات بھی تھیں جنہوں نے تخلیق پاکستان کے لئے اپنے سر دھڑ کی بازی لگا رکھی تھی ان میں ایک نامور ہستی اور مجاہد اسلام کا اسم گرامی جناب مولانا عبدالستار خاں نیازی ہے۔

مجاہد ملت نے اپنی تمام زندگی پاکستان کی تخلیق اور پھر بعد میں تعمیر پاکستان کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ کوئی بھی قومی مرحلہ درپیش آیا، خواہ وہ ختم نبوت کا مرحلہ یا تحریک تھی یا نفاذ اسلام کا مرحلہ، تعمیر پاکستان کا مرحلہ تھا یا استحکام پاکستان کا۔ انہوں نے اپنے آپ کو

Marfat.com

ایک سچا، پکا مسلمان اور ''غیر متزلزل کمٹڈ پاکستانی'' کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیئے۔ اسلام کے پکے سپاہی اور مجاہد کی حیثیت سے انہوں نے جو تاریخ مرتب کی وہ صدیوں یاد رہے گی۔

ان کی اعلیٰ قومی خدمات کے پیش نظر، حکومت پاکستان نے انہیں ''تحریک پاکستان گولڈ میڈل'' عطا فرمایا۔ یہ سب کچھ مجھ ناچیز کے ہاتھوں سے ہوا۔ میں بذات خود ان کے در دولت پر حاضر ہوا۔ اور ان کے کوائف حاصل کئے اور ان مشاہیر پاکستان میں شامل کئے جن کی ڈائریکٹری ''تحریک پاکستان گولڈ میڈل'' کی شکل میں شائع ہو چکی ہے ان ہستیوں کا دم غنیمت ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ایسے نابغہ روزگار، مجاہدین اسلام اور عاشقان رسول مقبول ﷺ قیامت تک زندہ سلامت رہیں اور پاکستان کی تعمیر و استحکام میں ممد و معاون ثابت ہوتے رہیں۔ پاکستان سے محبت اور سچا لگاؤ وہی ہستیاں رکھ سکتی ہیں جنہیں عاشق رسول ﷺ ہونے کا ثقہ اعزاز حاصل ہے ایسے قابل صد احترام قومی افراد آہستہ آہستہ اٹھتے جا رہے ہیں شاید ان کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاں بھی ضروری امور کے لئے فائز کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ مجاہد ملت، خان عبدالستار خاں نیازی قیامت تک زندہ رہیں اور پاکستان کو اسلام کا قلعہ تشکیل دیں۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

۲۲۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء

Marfat.com

کچھ حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی کے بارے میں

(مولانا کوثر نیازی)

مولانا کوثر نیازی ہمارے ملک کے نامور صحافی، ادیب، شاعر، سیاستدان اور دانشور ہیں۔ موصوف جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں۔ حق ادا کر دیتے ہیں۔ ان کی کئی تصانیف عوام وخواص سے داد تحسین حاصل کر چکی ہیں روزنامہ جنگ میں ان کا مستقل کالم "مشاہدات وتاثرات" بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔ ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء کے کالم میں انہوں نے ضیغم اسلام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی پر قلم اٹھایا ہے اور مولانا کے مخالفین کے اعتراضات، منفی پروپیگنڈہ اور بے جا تنقید کا بڑے احسن طریقے سے رد کیا ہے۔ چنانچہ یہ نادر اور قیمتی مضمون نذر قارئین ہے۔ (قصوری)

عجیب اتفاق ہے کہ پاکستان کے موجودہ مشہور کالم نگاروں میں اکثر و بیشتر کا تعلق "جماعت اسلامی" سے رہا ہے۔ مجھ کج مج بیان کی بات تو جانے دیجئے کہ میں کسی شمار قطار میں نہیں جناب ارشاد احمد حقانی نے اس وقت میدان صحافت میں ماشاءاللہ اپنا لوہا منوا رکھا ہے وہ ایک زمانے میں جماعت کے ترجمان روزنامہ "تسنیم" کے چیف ایڈیٹر تھے اور جماعت کے عمائدین میں ان کا شمار ہوتا تھا، جناب مجیب الرحمٰن شامی باقاعدہ کبھی جماعت سے وابستہ نہیں رہے لیکن ان کا خمیر جماعت ہی کے فکر صالح سے اٹھا ہے، جناب مولانا عبدالقادر حسن کم وبیش میرے ساتھ ہی جماعت کے رکن بنے، باقاعدہ سند یافتہ مولوی ہیں، جماعت کے شعبہ "دارالعروبہ" میں کام کرتے رہے ہیں ان کی سلاست نگاری اور جامعیت بکمال حسن اختصار کا ایک زمانہ معترف ہے، جماعت اسلامی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایک دفعہ کسی کے اندر گھس جائے تو بڑی مشکل سے نکلتی ہے، سو یہی حال ان مشہور کالم نگاروں اور بعض دوسرے بڑے اور چھوٹے صحافیوں کا ہے وہ بھلے جماعت کو

Marfat.com

چھوڑ دیں مگر جماعت زندگی بھران کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔

جناب ارشاد حقانی تو خیر علی الاعلان ماچھی گوٹھ کے زمانے میں استاد مکرم حضرت مولانا امین احسن اصلاحی مدظلہ کے ساتھ میں جماعت کو چھوڑ گئے تھے۔ عبدالقادر حسن بعد میں نکلے لیکن شاید کسی اختلاف کی وجہ سے نہیں بس انہیں اڑان کیلئے ایک کھلی فضا کی ضرورت تھی اور وہ اڑان جو شروع ہوئی ہے تو اب تک جاری ہے۔ اس اڑان میں کبھی وہ شاہین نظر آتے ہیں تو کبھی کبوتر بام حرم، ان سے تمام تر تعلق خاطر کے باوجود کبھی کبھی ان کے رُشحاتِ قلم پڑھ کہ یہ تاثر ہوتا ہے کہ وہ جماعت کے علاوہ دوسرے خادمان دین کو کم ہی اہمیت دیتے ہیں اور چونکہ مدرسہ تقویت الاسلام (لاہور) کے پڑھے ہوئے ہیں بریلوی حضرات کے بارے میں ان کا قلم اکثر توازن کھو بیٹھتا ہے، اسکی تازہ ترین مثال مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے بارے میں ان کے وہ دو کالم ہیں جن میں انہوں نے پاکستان حج وفد کے قائد کی حیثیت سے حضرت مولانا کے انتخاب پر تنقید کی ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی ہم نیازی پٹھانوں کے قابل فخر رہنما ہیں، نیازی کے لفظ کو جو شہرت اُن کے نام کا لاحقہ بن کر ہوئی ہے وہ اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ ہم سب بعد میں آنیوالوں نے اپنے اس خاندانی تشخص کو اپنے نام کا حصہ انہی کی پیروی میں بنایا ہے۔ مولانا نے اپنی نوجوانی خدمت دین وملت کیلئے وقف کر دی اور اب جب کہ وہ ۷۵ سال کے پیٹے میں ہیں اس پیری میں بھی اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے عشق میں جوانوں سے بڑھ کر مستعد اور آمادۂ قربانی ہیں، ان کی ملکی وملی خدمات ہماری قومی تاریخ کا روشن باب ہیں مگر ان سطور میں ان کا دفاع صرف اس خاندانی اور ذاتی تعلق کی وجہ سے نہیں کیا جا رہا نہ ہی ان کی خدمات میں۔ اس تحریر کے محرک عبدالقادر حسن نے اپنے کالموں میں بحث ہی ایسی چھیڑی ہے کہ ان سے پیدا شدہ غلط تاثر کا ازالہ ضروری معلوم ہوا ہے۔

۱۔ حسن صاحب کا کہنا یہ ہے کہ دراصل ان کا اعتراض وزیراعظم سے متعلق تھا کہ

Marfat.com

''انہوں نے حج وفد کی قیادت مولانا کو سونپ دی جو سیاسی اور مذہبی اعتبار سے اس کیلئے یوں موزوں نہیں تھے کہ سعودی حکومت اور حکمرانوں کے بارے میں مولانا کے فقہی اور عقائد کے اختلافات اواس پر خلیج کی جنگ میں ان کا کھلا موقف سعودی حکمرانوں کیلئے قابل قبول نہیں، وزیراعظم نے ایک غیر موزوں شخصیت کو پاکستانی وفد کی قیادت سپرد کردی''۔

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں۔

''ہمارا فرض بنتا ہے کہ سعودی عرب کے سامنے جب کوئی پاکستانی کسی سرکاری سطح پر جائے تو وہ ان کیلئے قابل قبول ہو''۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اپنی تحریروں میں حسن صاحب نے جتنے دعوے کیے ہیں اور جتنے مفروضے پیش کیے ہیں وہ سب کے سب کمزور اور ان کے اپنے ذہن کی تخلیق ہیں، اسی بات کو لے لیجئے کہ وہ کہتے ہیں سعودی عرب جانیوالے وفد کی قیادت فقط اسی شخصیت کو سونپنی چاہیے جو سعودی حکومت کی ہم عقیدہ اور ہم خیال ہو، دوسرے لفظوں میں ہمارے وزیراعظم صاحب اس لیے سعودی عرب میں ہماری نمائندگی کرنے کے اہل نہیں کہ وہ مسلکاً اہل سنت و جماعت سے متعلق ہیں، شیخ محمد ابن عبدالوہاب مرحوم کے مسلک سے اتفاق نہیں رکھتے، اگر عقیدے کی ہم آہنگی ہی سعودی عرب جانے کی شرط اول ہے تو پھر تو امریکی اور برطانوی وفود سرے سے اس مبارک سرزمین پر قدم نہیں رکھ سکتے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں ان وفود کا نہ صرف وہاں خیر مقدم ہوتا ہے بلکہ بہت سے معاملات میں یہ دونوں حکومتیں سعودی عرب کی حلیف بھی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بین الحکومتی ڈپلومیسی کے اپنے تقاضے ہیں ان میں خوشگوار تعلقات رکھنے والی حکومتیں فرد کے بجائے ملک کو دیکھتی ہیں۔ اس سے بحث نہیں ہوتی کہ آپ کون ہیں اس سے بحث ہوتی ہے کہ آپ کس ملک کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ مولانا نیازی نے خلیج کے سلسلے میں سعودی عرب میں امریکی فوجوں کی آمد پر تنقید کی تھی مگر یہی بات ہمارے کمانڈر انچیف جناب اسلم بیگ نے

Marfat.com

انگریزی اخبار ''سعودی گزٹ'' تو ان کے بیان کی اشاعت کے ساتھ ساتھ یہ لکھتے ہوئے انھیں خراج عقیدت بھی پیش کرتا ہے کہ۔

''نیازی، ایک عالم، ایک خطیب اور مصنف اور جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ ہیں۔ انہوں نے شریعت بل میں تاخیر کی وجہ سے نواز حکومت سے استعفیٰ دیدیا تھا اور پارلیمنٹ سے اسکی منظوری کے بعد اب پھر وہ نواز شریف کا ساتھ دے رہے ہیں''۔

سعودی عرب میں قیام کے دوران انھیں جس طرح ٹیلی ویژن اور ریڈیو سے کوریج دی گئی ہے اسے دیکھتے ہوئے کوئی شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ حکومت سعودی عرب کیلئے قابل قبول نہ تھے، انہوں نے وزیر حج، وزیر داخلہ، گورنر مدینہ اور امام کعبہ جیسے عمائدین سے جس بے تکلفی کے ماحول میں گفتگو کی ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ حج وفد کے قائد کی حیثیت سے موزوں ترین شخصیت تھے۔ پھر عربی زبان پر انھیں جو قدرت حاصل ہے اور اس زبان میں بات کرنے کا جو ملکہ وہ رکھتے ہیں۔ اسکی وجہ سے اس منصب کیلئے وہ اہل تر قرار پاتے ہیں۔

۵۔ اگرچہ ہم اس بات کی کمزوری پہلے ہی ثابت کر چکے ہیں کہ سعودی عرب جانیوالے کسی وفد کی قیادت کیلئے وہاں کے حکمرانوں کے ساتھ عقیدے کی ہم آہنگی ضروری ہے مگر برسبیل تذکرہ کالم نگاری اس غلط فہمی کو دور کرنا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی خدانخواستہ کوئی فرقہ پرست اور تنگ نظر مسلمان ہیں۔ یہ تو ایک زمانہ جانتا ہے کہ وہ حضرت علامہ اقبالؒ کے شیدائی ہیں اور حضرت علامہ اقبالؒ کی وسیع النظری ان کے کسی چاہنے والے کو متعصب اور متشدد فرقے باز بننے ہی نہیں دیتی۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے سیاسی اور دینی کیرئیر میں مولانا نیازی کے تعلقات بریلوی مکتبہ فکر کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا ابوالحسنات قادری، دیوبندی جماعت کے شیخ طریقت حضرت مولانا احمد علی لاہوری، مجلس احرار اسلام کے رہنما سید عطاء اللہ شاہ بخاری، جماعت اسلامی کے بانی

Marfat.com

مولانا نیازی

تحریر:۔ارشاداحمد حقانی

جناب ارشاداحمد حقانی ملک کے معروف ماہر تعلیم اور صحافی ہیں۔ موصوف کی تدریسی زندگی اپنے ہی شہر (ڈگری کالج قصور) میں گزر گئی۔ ایک کہنہ مشق صحافی کی حیثیت سے ان کی خدمات قابل قدر ہیں۔ اکثر اوقات ان کے کالم اور مضامین اتنے حقائق افروز اور باطل سوز ہوتے ہیں کہ بیساختہ داد دینا پڑتی ہے۔مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے بارے میں ان کا یہ مضمون ان کے مستقل کالم ''حرف تمنا'' میں روز نامہ ''جنگ'' لاہور ۳۰ جون ۱۹۹۲ء کو طبع ہوا ہے جس میں انہوں نے مجاہد ملت مولانا نیازی کے مجاہدانہ کردار ،قلندرانہ یلغار اور مومنانہ افکار کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ (قصوری)

حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی ہمارے لیے صرف اس لیے محترم نہیں ہیں کہ وہ ملک کے وزیر برائے مذہبی امور ہیں۔ وہ اس لیے بھی محترم ہیں کہ وہ ایک ممتاز عالم دین اور اسکالر بھی ہیں نیز تحریک پاکستان کے واقعی ممتاز کارکن ہیں۔ وہ ان نام نہاد کارکنان تحریک پاکستان کی طرح محض لہو لگوا کر شہیدوں میں شامل نہیں ہوئے جنھوں نے کبھی مسلم لیگ کے کسی جلسے میں شرکت کی تھی یا کسی موقع پر دور سے قائداعظمؒ کی ایک جھلک دیکھ لی تھی۔ وہ صحیح معنوں میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے بانیوں اور اکابرین میں شامل تھے۔ اور انہوں نے اس کے پلیٹ فارم سے تنظیمی اور سیاسی کام کیا اور انھیں واقعی قائداعظمؒ کے ایک نوجوان کارکن ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔

یوں بھی اپنی زندگی میں وہ دینی مقاصد کیلئے کام کرتے رہے اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ کچھ کیا، اس لیے وہ ہر لحاظ سے واجب الاحترام

Marfat.com

ہیں۔ مولانا نیازی کھری بات کرنے کے بھی عادی ہیں اور بسا اوقات مصلحتوں کو ایک مرد درویش اور ایک قلندر کی طرح لات مار کر

"آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی"

کی زندہ مثال پیش کرتے دیتے ہیں۔ اتحاد بین المسلمین ان کی خصوصی دلچسپی کا میدان رہا ہے اور ہے اور انہوں نے مسلکی اور فقہی اختلافات اور ان کی پیدا کردہ تلخیوں اور پیچیدگیوں کو کم کرنے کیلئے بہت سی ٹھوس، علمی اور منصفانہ تجاویز بارہا پیش کی ہیں۔

Marfat.com

مولانا نیازی، علامہ اقبالؒ کے مجاور یا شاہین

تحریر:۔ صاحب زادہ سید محمد صفدر شاہ

محترم سبط الحسن ضیغم صاحب کا روزنامہ ''نوائے وقت'' ۱۸ دسمبر ۱۹۹۳ میں ایک مضمون شائع ہوا۔ جس میں علامہ اقبالؒ کے عالمگیر اسلامی پیغام سے لوگوں کی بے رغبتی اور بے حسی کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ شکوہ بجا ہے بلکہ علامہ اقبالؒ کو بھی یہی شکوہ رہا کہ مرا یاراں غزل خوانے شمردند، مجھے شاعر شمار کیا گیا ہے۔ حالانکہ میں نے درد دل تقسیم کیا اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کیلئے منظم جدوجہد کی۔ اب ضرورت ہے کہ مسلمان حکیم الامت کے پیغام کو سمجھیں اور جس انداز میں انہوں نے روح اسلام سے آگاہ کیا ہے وہ اس کو اپنی زندگی کا پروگرام بنا دیں۔ علامہ کا یہ ارشاد کہ وہی صحیح معنوں میں قائد و رہبر ہے جو ملت کو احساس زیاں دلا کر عمل پیہم کیلئے تیار کرے۔

دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
موت کے آئینے میں دکھا کر رخ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے

اپنے مضمون میں آپ نے جن مجاورین اقبال کا تذکرہ کیا ہے بے شک وہ لوگ مجاورین اقبالؒ ہیں۔ لیکن اقبال کے وہ شاہین جنہوں نے زندگی کا اوڑھنا بچھونا پیغام اقبال کو بنا رکھا ہے انہیں مجاورین میں شامل کرنا سراسر کوتاہ اندیشی اور ذاتی پسند و ناپسند ہے۔

محترم ضیغم صاحب نے مجاہد ملت بطل حریت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کو اس صف میں شامل کر کے ان کی مسلسل جدوجہد سے ناواقفیت کا اظہار کیا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ مجاورت اور متابعت کا فرق نہیں کر سکے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ مولانا نیازی نے زمانہ،

Marfat.com

طالب علمی سے ہی حکیم الامت کی بے مثال قیادت کو سامنے رکھا ہے اور زندگی کے تمام مسائل میں ان کی رہنمائی میں اپنا پروگرام طے کیا ہے۔ خاص طور پر عقیدۂ ختم نبوت میں ان کی اولعزم اور فلسفیانہ تعبیر کو مشعل راہ بنایا ہے مولانا نیازی تمام عالمی مسائل اتباع سنت سے طے کرنا چاہتے ہیں انہوں نے علامہ اقبال کی رہنمائی میں آج سے ۲۳ سال قبل اپنے منشور میں یہ لکھ دیا تھا کہ ''ہمارا ایمان ہے کہ امت کی تمام مصیبتوں اور پریشانیوں کا حل دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہونے میں ہے۔ نہ صرف امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بگڑی اتباع محمد ی صلی اللہ علیہ وسلم سے بن سکتی ہے بلکہ بموجب ارشاد ربانی ''ہم نے آپ کو تمام نوع انسانی کیلئے ہادیٔ برحق یعنی بشیر نذیر بنا کر بھیجا''۔

میں اس وقت تفصیلات میں جانا مناسب نہیں سمجھتا صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مولانا نیازی نے اسمبلی میں اور اسمبلی سے باہر زندگی کے ہر مسئلہ میں فکر اقبال کو مینارۂ نور تصور کیا ہے۔ اسلامی تہذیب وتمدن، ثقافت، روایات، دین وآئین، تذکرۂ مجاہدین، اقدار حیات اور اسماء وتقویم کو فکر اقبالؒ کی روشنی میں واضح کیا۔ سود کی حرمت، شناختی کارڈ میں اسلامی تشخص، اتحاد امت اور شریعت کی بالادستی جیسے مسائل میں اقبالؒ کی رہبری کو حرف آخر سمجھا ہے۔
افسوس ہے صاحب مضمون نے مولانا نیازی کی 56 سالہ سیاسی جدوجہد کا ایک ورق بھی نہیں پڑھا اور انہیں مجاورین میں شامل کر کے نہ صرف بے انصافی کی ہے بلکہ تعصب کا ثبوت دیا ہے۔ مولانا نیازی نے اپنے منشور میں بحیثیت داعی تحریک خلافت پاکستان مقامِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں عقیدہ خاتمیت کو علامہ اقبال کے مندرجہ ذیل ارشاد سے واضح کیا ہے۔

پس خدا برما شریعت ختم کرد
بر رسولِ ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را
او رسل را ختم وما اقوام را

خدمت ساقی گری باما نہاد
داد مارا آخرین جامے کہ داشت
"لا نبی بعدی" احسان خدا است
پردۂ ناموس دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم است

امید ہے ضیغم صاحب کیلئے یہ سرمہء چشم بصیرت ثابت ہوگا۔ اور اس طرح انہیں مجاورت اور متابعت کا فرق بھی بخوبی سمجھ آ گیا ہوگا۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے مسلم طلبہ (محترم حمید نظامی، م، ش وغیرہ) کو علامہ اقبال کے حکم پر منظم کیا۔ ختم نبوّت کے تحفظ کی خاطر تختۂ دار کو چوما، حق گوئی و بے باکی کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ علامہ اقبال کے تصور "اللہ کے شیر" کی عملی تصویر نظر آئے۔ مولانا نیازی کی گرج دار آواز میں اقبالؒ کے الفاظ آگ لگا دیتے ہیں اور لہو گرم رکھنے کے تمام راز کو سمجھنے والی اس شخصیت کو اقبال کا مجاور قرار دینا انصاف کے تقاضوں کا منہ چڑانا ہے۔ مولانا نیازی قہاری وغفاری وقدوسی و جبروت کا زندہ مظہر ہیں۔ مولانا نیازی تحریک پاکستان میں اقبال کے شاہین اور تکمیل نظریہء پاکستان کیلئے "مرد مومن" نظر آتے ہیں اور کئی آفاق اس مومن میں گم ہوگئے ہیں۔ مولانا نیازی ہی صاحب امروز ہیں جنہوں نے گوہر فردا کیلئے دن رات صرف کئے جنہوں نے ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اجتماعی معاملات کو ہمیشہ اولیت دی اور علامہ اقبال کے مطابق "خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر" زندگی بسر کی اور زمانہ شاہد ہے کہ اس مرد قلندر کے پایہء استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی جب کہ طاغوتی اور قارونی قوتوں کا پوری مستعدی سے مقابلہ کیا۔ جس شخص نے آج تک ذاتی آسائشوں کے لیے آشیانہ سازی کی بجائے ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی میں گزاری وہ مجاور نہیں اقبال کا مجاہد، شاہین اور مرد مومن ہے۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور بابت ۲۳ دسمبر ۱۹۹۳ء)

Marfat.com

شاہیں بناتا نہیں آشیانہ

(ڈاکٹر محمد اجمل خان نیازی)

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی ملک کے مشہور دانشور، شاعر اور صحافی ہیں۔ انکی علمی خدمات قابل قدر ہیں۔ صحافت کے میدان میں انھوں نے اپنا منفرد مقام پیدا کیا ہے۔ روزنامہ "پاکستان" لاہور کی اشاعت ۱۱۔ مارچ ۱۹۹۱ء میں انھوں نے اپنے مستقل کالم "قطب نما" میں "شاہیں بناتا نہیں آشیانہ" کے عنوان سے "مجاہد ملت" کے حضور جو خراج عقیدت پیش کیا ہے وہ تاریخی حیثیت کا حامل ہے اور نذر قارئین ہے۔ (قصوری)

آج کل مولانا عبد الستار خاں نیازی کا استعفیٰ موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ ایک آدمی نے کہا کہ یہ بڑی جرأت کی بات ہے۔ وہاں موجود ایک دل جلے نے کہا۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ "مولانا نے اب تک شادی نہیں کی"۔

شاید مولانا نے اپنی زندگی میں ایسے فیصلے کرنے کیلئے بہت پہلے شادی نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور یہ سب حیران کن فیصلے اسی فیصلے کی کوکھ سے نکلے ہیں۔ مولانا روائیتی مولوی نہیں۔ انھوں نے روائیتی زندگی بسر نہیں کی۔ ساری عمر اضطراب اور اطمینان کی امتزاجی کیفیت میں گزار دی مگر لوگوں کو حیران کیے رکھا۔

حیران کن بات یہ نہیں کہ انھوں نے وزارت سے استعفیٰ دے دیا بلکہ حیران کن بات یہ تھی کہ انھوں نے وزارت قبول کر لی۔ ساری قوم نے مولانا کے وزیر بننے پر جناب نواز شریف کو مبارکباد دی۔ یہ ان کیلئے انتخاب میں کامیابی سے کم نہ تھی۔ وزیر اعظم نے خود اس بات کو اپنے لیے ایک اعزاز قرار دیا تھا۔ مولانا نیازی نے پاکستان کے پہلے وزیر اعظم جناب لیاقت علی خان کی مخالفت سے اپنی سیاسی زندگی کی ابتداء کی اور پھر اس رستے پر انتہا کر دی۔ کوئی وزیر اعظم ان کی صاف گوئی اور فاش گوئی سے نہ بچ سکا۔ ہمارے آئینی

Marfat.com

معاملات میں کئی بار صدر اور وزیر اعظم کا عہدہ گڈمڈ ہوتا رہا۔ سابق مغربی پاکستان کا ایک گورنر ملک امیر محمد خان آف کالا باغ بھی اپنے آپ کو وزیر اعظم ہی سمجھتا تھا۔ امیر محمد نے جبر میں کمال حاصل کیا تو لوگوں نے صبر میں کمال حاصل کیا۔ تب بھی مولانا کو کسی قسم کا خوف اور کسی رنگ کا لالچ زیر نہ کر سکا۔ جسٹس کیانی مرحوم کے بقول سبز باغ دیکھنے والے لوگ کالا باغ دیکھنے کے عادی ہو گئے۔ ان دنوں ایک جلسے میں مولانا نیازی نے کہا کہ وہ دن قریب ہیں جب ملک امیر محمد کو کالا باغ کی دیواریں بھی پناہ نہ دیں گے۔

دوست دشمن تسلیم کرتے ہیں کہ مولانا نیازی ایک صاحب کردار انسان ہیں۔ انھوں نے پورے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے قائد اعظم کے سامنے بھی دوٹوک بات کی۔ قائد اعظم نے ان کیلئے ہی کہا تھا۔ ''اے نوجوان! مجھے تم پر فخر ہے''۔ کتنی خوشی کی بات ہوتی کہ اپنے دل میں قائد اعظمؒ کے عشق کی ساری نشانیاں محفوظ رکھنے والے مولانا نیازی، جناب نواز شریف کیلئے یہی کہتے ''اے نوجوان! مجھے تم پر فخر ہے''۔

یہ بات پورے یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ اگر قائد اعظم سے پوچھا گیا ہوتا کہ آپ کا جانشین کون ہوگا تو وہ دو آدمیوں کا نام ضرور لیتے۔ سردار عبد الرب نشتر اور مولانا عبد الستار خان نیازی۔ تحریک پاکستان کے چھوٹے اور بڑے لیڈروں کے خلاف اب تک مسلسل سازشیں ہو رہی ہیں۔ جب مولانا نیازی نے مسلم لیگ سے علیحدگی کا فیصلہ کیا تو یہ بھی ایک سازش کا شاخسانہ تھا۔ مسلم لیگ کو صرف اقتدار کا آشیانہ بنا دیا گیا۔ افسوس یہ ہے کہ یہ آشیانہ ہمیشہ شاخ نازک پر بنایا گیا۔ اب جو کچھ ہوا ہے وہ بھی یقیناً ایک سازش ہے۔ یہ سازش مولانا نیازی کے خلاف بھی ہوگی مگر بظاہر یہ جناب نواز شریف کے خلاف ہے۔ مولانا نیازی جیسے مرتبے کے آدمی کا وزیر اعظم کی کابینہ میں موجود ہونا کس کا اعزاز تھا؟ وزارت اور امارت مولانا کا تو کبھی مسئلہ ہی نہیں رہا۔ اگر مولانا کے دل میں ایسی کوئی ننھی سی خواہش بھی ہوتی تو اسے سے پہلے کسی دور میں وہ جو چاہتے انہیں مل جاتا۔ بے نظیر کے

Marfat.com

زمانے میں صدارت کی پیشکش بھی ان کو کی گئی۔ وزارت سے جانا مولانا کا نقصان نہیں۔ جس آدمی کا گھر ہی نہ ہو اسے آپ گھر سے کیسے نکالیں گے۔ جب مولانا نے وزارت قبول کی تھی تو ان کے کئی دوستوں کو روتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

جناب نواز شریف نے کابینہ کی پہلی میٹنگ میں سات منٹ تک مولانا نیازی کی تعریف وتوصیف میں احساس تشکر کے ساتھ تقریر کی۔ پھر کیا ہوا کہ اسی شخص کے ساتھ دل دکھانے والا رویہ اختیار کیا گیا۔ کیا یہ وہی رویہ نہیں جو ذوالفقار علی بھٹو اور بے نظیر بھٹو نے وزیراعظم کے طور پر اپنے بڑوں کے ساتھ اختیار کیا تھا۔ جناب نواز شریف تو محبت کرنے والے، عزت کرنے والے، خوش اخلاق اور خوش اطوار انسان ہیں پھر یہ سب کیا ہو گیا۔ جب جناب نواز شریف، بے نظیر بھٹو کے خلاف سینہ سپر تھے تو ان کی حمایت کیلئے پہلی صف میں جو لوگ کھڑے تھے ان میں سب سے نمایاں مولانا عبدالستار خان نیازی تھے۔ نوجوان لیڈر شیخ رشید احمد نے ٹھیک ہی کہا ہے۔ کہ ''مولانا نیازی ہمارے محسن ہیں''۔ تو پھر اچھے دن آنے پر بھی محسنوں کو یاد رکھنا چاہیے۔

پاکستانی سوچ رکھنے والے لوگوں کو وزیر اعلیٰ پنجاب اور تحریک پاکستان کے کارکن غلام حیدر وائیں کا یہ بیان پڑھ کر بہت تکلیف ہوئی کہ مولانا نیازی کے جانے سے آئی جے آئی کی حکومت کو کوئی نقصان نہ ہو گا۔ پاکستان کی کئی حکومتیں اس طرح نقصان اٹھا چکی ہیں۔ میں نے خود دیکھا کہ جناب وائیں اپنے جھنڈے والی کار میں بنفس نفیس نامور دانشور مختار مسعود کو گھر تک چھوڑنے آئے کہ انھوں نے تحریک پاکستان کیلئے کام کیا ہے۔

اس طرح کے کردار کے خالصتاً سیاسی مزاج کے لیڈر کی طرف سے یہ بیان بہت عجیب و غریب اور افسوس ناک ہے۔ جناب وائیں اچھی طرح جانتے ہیں کہ تحریک پاکستان کے

Marfat.com

حوالے سے مولانا کا کیا مقام ہے؟ اور ہمیں یقین ہے کہ وہ ایسا نہیں کہہ سکتے ضرور اخبار کی غلطی ہے یا پھر رپورٹر نے ٹھیک نہیں سنا۔ ہم نے تو کچھ عرصہ پہلے جناب وائیں، جناب جونیجو اور جناب نواز شریف سے گزارش کی تھی کہ وہ مل کر مولانا عبدالستار خان نیازی سے استدعا کریں کہ وہ مسلم لیگ کی سربراہی قبول کریں۔ اس منصب کے وقار کیلئے مولانا سے بہتر لیڈر اس وقت اور کوئی نہیں۔ مسلم لیگی ذہن کے لوگ تو ایک انٹرنیشنل مسلم لیگ کے قیام کیلئے بھی خواہشمند ہیں۔ مسلم لیگ کو صرف اقتدار کی سیڑھی بنائے رکھنا تحریک پاکستان کے مقاصد سے ہم آہنگ نہیں۔

آخری سوال یہ ہے اور اس کا بھی جواب کم ہے کہ کیا کابینہ کے ارکان کی اپنی شخصیت سوچ اور رائے نہیں ہوتی۔ پھر مولانا نیازی تو کابینہ میں جمعیت علمائے پاکستان کے نمائندے تھے۔ اس پر مولانا نیازی جیسے آدمی سے یہ توقع رکھنا کہ وہ کسی اور کی آنکھوں سے دیکھیں گے اور کے کانوں سے سنیں گے ایک مغالطہ تھا۔ شکر ہے اس کا احساس جلدی ہو گیا۔

Marfat.com

ڈنڈا اور طرّہ

(ڈاکٹر محمد اجمل خان نیازی)

۱۰ ستمبر ۱۹۹۱ء کو میاں نواز شریف وزیر اعظم پاکستان نے اپنی نئی کابینہ تشکیل دی تو ''مجاہد ملت'' کو بطور ''وزیر مذہبی امور'' شامل کیا گیا۔ ''حضرت مجاہد ملت'' نے نواز شریف کی اس یقین دہانی کہ ''آپ ہمارے بزرگ ہیں ہمارا ساتھ دیں، رہنمائی فرمائیں، ہم اسلامی نظام نافذ کریں گے'' پھر دوبارہ کابینہ میں شمولیت اختیار کی۔ اس موقعہ پر ڈاکٹر محمد اجمل نیازی نے روزنامہ ''پاکستان'' مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۱ء میں اپنے کالم ''جل تھل'' میں ''ڈنڈا اور طرّہ'' کے زیر عنوان اپنے تاثرات کا یوں اظہار کیا۔ (قصوری)

کسی نے ایک نوجوان سے پوچھا کہ میانوالی کی مشہور چیز کیا ہے؟ اس نے بیساختہ جواب دیا، مولانا عبدالستار خان نیازی۔ میانوالی نے یہ بیش بہا تحفہ قوم کے حوالے کر دیا اور وہ پاکستان کی مشہور چیز بن گئے۔ اپنے کردار و عمل کی دھاک انھوں نے پوری دنیا پر بٹھا دی۔ وہ جلال و جمال کا آئینہ ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ مولانا عبدالستار خان نیازی کی مشہور چیز کیا ہے؟ تو کہا گیا ان کا ڈنڈا اور طرہ۔ ڈنڈے سے مجھے اپنے سکول کا زمانہ یاد آ گیا اور جسٹس ایم آر کیانی یاد آئے ہیں۔ جب ایوب خان کے زمانے میں ججوں کی کاروں پر جھنڈے لگانے کی ممانعت کر دی گئی تو جسٹس کیانی نے کہا کہ جھنڈا نہ سہی ہمارے پاس ڈنڈا تو ہے۔ کچھ لوگ ڈنڈا صرف بھینس ہانکنے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ مولانا نیازی سمجھتے ہیں،

عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد

ان کے پاس جھنڈا بھی ان کا طرہ ہی ہے، جو ہمیشہ سربلند پرچم کی طرح لہراتا ہے۔ یہ پرچم کبھی سرنگوں نہیں ہوا۔ یورپ کے دورے کے دوران ایک خاتون نے ان سے پوچھ لیا تھا۔ آپ نے اسے کس طرح رکھا ہوا ہے؟ مولانا نیازی کا طرّہ ان کا طرہ امتیاز ہے۔ وہ

Marfat.com

جہاں ہوں، مختلف نظر آتے ہیں۔ وہ کابینہ میں بھی مختلف ہی نظر آئیں گے۔ وہ اس طرح کے وزیر نہ ہوں گے جس طرح کے ہمارے ہاں ہوا کرتے ہیں۔ میں مولانا نیازی کے بارے میں اس لیے بات نہیں کر رہا کہ میں بھی اتفاق سے نیازی ہوں۔ نیازی تو جنرل نیازی بھی ہے۔ مولانا ایک سچے لیڈر ہیں اور لیڈر کسی ایک علاقے کا نہیں ہوتا۔

جسٹس کیانی اور مولانا نیازی دو ہی آدمی تھے۔ جنہوں نے ملک امیر محمد کالا باغ کی گورنری کے زمانے میں بھی کلمۂ حق بلند کیا۔ جسٹس کیانی کا یہ جملہ کبھی نہیں بھلایا جائیگا:

''پہلے حکمران سبز باغ دکھایا کرتے تھے۔ موجودہ حکمران کالا باغ دکھایا کریں گے''۔

اور اب موجودہ حکومت مولانا عبدالستار خان نیازی دکھایا کریگی۔ وہ بھی آرزوؤں اور ارادوں کا سبز باغ ہیں۔ باب پاکستان کی افتتاحی تقریب میں میاں محمد نواز شریف نے مولانا نیازی کے ساتھ کندھا جوڑ کے کہا!

''حبیب جالب کا والد ہمیشہ اسے برا بھلا کہتا تھا کہ تو رات دیر گئے واپس آتا ہے۔ پتہ نہیں کن لچے لفنگوں کے ساتھ گھومتا رہتا ہے۔ ایک دن وہ مولانا نیازی کو ساتھ لے کر اپنے گھر چلا گیا اور اپنے والد سے کہا!

''آپ روز مجھے برا بھلا کہتے ہیں۔ پھر مولانا کی طرف اشارہ کر کے کہا!''

''ہمارے ساتھ مولانا نیازی ہیں۔ میں ان کے ساتھ گھومتا پھرتا ہوں''۔

''اس کے بعد حبیب جالب کو ان کے والد نے کبھی برا بھلا نہیں کہا''۔

کیا موجودہ حکومت اس نیک نامی کی حفاظت کریگی کہ کوئی اس کے خلاف بات کرتے ہوئے ہزار بار سوچے؟

ایک زمانے میں جیل مولانا کا دوسرا گھر تھا بلکہ دوسرا ٹھکانہ تھا۔ وہ مذاق میں جیل کو سسرال بھی کہتے ہیں۔ اس میں لطف کی بات یہ ہے کہ انھوں نے شادی کی ہے نہ اپنا گھر بنایا ہے۔

Marfat.com

حبیب جالب پھر یاد آتے ہیں کہ جب کبھی انھیں گھر جانے میں دیر ہو جائے تو وہ تھانے کی طرف چل پڑتے ہیں۔ ہمارے کئی لیڈر تھے جن کی آدھی زندگی ریل میں اور آدھی جیل میں گزر گئی۔

مجھے یقین ہے کہ مولانا نیازی دوسری بار وزارت کی وادی میں آئے ہیں تو اس میں جیل کی کوٹھڑی کی کچھ نہ کچھ خصوصیات ہوں گی۔ مولانا جیسے آدمی کے اندر ایک فاتح ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ سٹیج جس کیلئے تخت شاہی کی طرح ہوتا ہے، تختہ دار بن جائے تو بھی نعمت ہے۔

جو کوئے یار سے نکلے تو سُوئے دار چلے

وزیر آتے جاتے رہتے ہیں۔ وزیر بننا ایک اچھی خبر بنی، جب مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی وزیر بنے۔ جس طرح انھوں نے وزارت سے استعفیٰ دیا، اس کی مثالیں کم کم ہیں۔ وہ دوسری بار وزیر بنے جیسے پہلی بار بن رہے ہوں۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حکومت نے مولانا نیازی کے موقف کو تسلیم کیا ہے۔ اور ان کے مرتبے کو بھی محسوس کیا ہے۔ کابینہ کی پہلی میٹنگ میں بھی وزیراعظم نواز شریف نے ان کی تعریف و توصیف کی تھی، اور ان کی رفاقت کو اپنی حکومت کا اعزاز کہا تھا۔

وزارت نیازی صاحب کا مسئلہ نہیں، رفاقت ان کا مسئلہ ہے۔ ان کی رفاقتوں کی حفاظت کرنا میاں نواز شریف کی ذمہ داری ہے۔ اعتماد کی فضا میں جس آدمی نے دوبارہ وزارت قبول کی وہ عناد کے ماحول میں دوبارہ استعفیٰ بھی دے سکتا ہے۔ وزارت تو ہمیشہ مولانا کے پیچھے پیچھے رہی ہے۔ سہروردی انہی کی جماعت کا وزیراعظم تھا اور اس نے پیشکش بھی کی تھی۔ ایوب خان نے کوشش کی، بھٹو صاحب کو کوشش کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ میاں نواز شریف کا اعزاز ہے کہ ان کی کابینہ میں قائداعظم کا سچا ساتھی، بہادر اور بے لوث انسان بھی شامل ہے۔ مولانا نے کچھ سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ انھیں یقین ہوگا کہ اس نوجوان کی قیادت میں وہ منزل سر کی جا سکتی ہے۔ جس کیلئے وہ مسلسل پچاس برس سے حالت سفر

Marfat.com

میں ہیں۔امید ہے کہ میاں صاحب کی رفاقتوں کو استحکام دیں گے۔

مجھے ایک شعر یاد آ رہا ہے جو مولانا کی طرف سے میاں نواز شریف کو سنانا چاہتا ہوں!

میں ہوں وحشت میں گم میں تیری دنیا میں نہیں رہتا
بگولہ رقص میں رہتا ہے صحرا میں نہیں رہتا

مجھے اقبال کا یہ شعر بھی یاد آ رہا ہے۔

خرد کو غلامی سے آزاد کر
جوانوں کو پیروں کا استاد

میاں صاحب اور مولانا نیازی تاریخ اور وقت کے بہت اہم اور نازک موڑ پر اکٹھے ہوئے ہیں۔

اللہ کرے یہ اب یہ نہ ہو
اگلا موڑ جدائی کا

ایسے کسی موڑ پر مولانا نیازی کی باتیں یاد آتی ہیں!

''لوگو! میں تمہارے ساتھ دنیاداری جیسے وعدے نہیں کرتا۔میرے دل میں ایک خواب تڑپتا ہے۔یہ منور خواب تم بھی دیکھ لو تو کبھی چین سے نہ بیٹھو۔میں یہ خواب تمہارے خوابوں میں ملا دینا چاہتا ہوں۔پاکستان کو ایک اسلامی ،روحانی اور فلاحی مملکت بنانے کی لگن نے میرے لہو میں ہزار مشعلوں کی روشنی جلا رکھی ہے۔ایک سلامتی والا معاشرہ میری بے تابیوں کا آشیانہ ہے، جہاں کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے۔میں انسانوں کو انسانوں کے در کا سوالی بنانے والوں کے خلاف ہوں۔وہ لوگ ظالم ہیں جن کے گھروں کے سامنے لوگ اپنے جائز معاملوں کا کشکول لئے قطاروں میں کھڑے ہوتے ہیں۔خیرات انہیں پھر نہیں ملتی''۔

Marfat.com

فوجداری نیازی

(رفیق ڈوگر)

جناب رفیق ڈوگر ملک کے نامور صحافی ہیں جنہوں نے ہر دور میں صحافت کی شان برقرار رکھی ہے۔ مجاہد ملت کے بارے میں ان کا یہ مضمون ان کی کتاب ''چہرے مہرے'' مطبوعہ جنگ پبلشرز لاہور ۱۹۹۱ء صفحہ ۱۴۷ تا ۱۵۰ سے نقل کیا گیا ہے۔ جو چند باتوں پر اختلاف کے باوجود قابل قدر ہے۔ (قصوری)

نیازی خیز خطہ میانوالی کے ڈانگ بدست نیازی حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی کی ڈانگ، شملہ، تقریر اور سیاست سب ضابطہ فوجداری کی زد میں آتے ہیں۔

اس کے باوجود سب حلقے اور ضابطے ان کا احترام کرتے ہیں۔ وہ ملک کے واحد سیاستدان ہیں جو صرف خدا سے ڈرتے ہیں۔ جابر حکمران، سیاسی جبر، رائے عامہ کا دباؤ اور وقتی مصلحت کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے جو درست سمجھتے ہیں بلا خوف کہہ سکتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں۔ اس جرأت اور بیباکی کی انہوں نے عمر بھر سزا پائی ہے مگر اس سزا کے باوجود اس بڑھاپے میں بھی وہ اپنے انداز بدلنے پر آمادہ نہیں۔

بابا نیازی چھوٹی عمر میں اسلام کے عشق میں مبتلا ہو گئے تھے۔ جوانی اور بڑھاپا اس عشق کی نذر ہو گیا نہ گھر بسایا نہ مال بنایا۔ اللہ نے جو کچھ بھی دیا حسن، جوانی اور جرأتِ کردار نظام اسلام کی راہ میں لٹا دیا۔ اللہ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور عمر دراز کرے۔

جمعیت علمائے پاکستان کے یہ حسین وجمیل سربراہ ملک کے درست معنوں میں واحد عالم اور فاضل نیازی ہیں اور ایم اے تک باقاعدہ پڑھے لکھے ہیں۔ میانوالی کے سنگین علاقہ اور لوگوں کے ''بے تاج بادشاہ'' سمجھے جاتے ہیں اور نواب امیر محمد خاں آف کالا باغ جیسے ''بادشاہ'' کے سامنے نہایت جرأت اور استقلال سے لڑتے رہے ہیں۔ آج بھی اس علاقہ کے ''کالا باغ'' ان کی گرج اور چمک سے خوف کھاتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی سیاست میں اس وقت داخل ہوئے، جب ابھی وہ نہ مولانا تھے۔اور نہ ہی حضرت۔صرف اسلامیہ کالج (لاہور) کے جوشیلے طالبعلم تھے۔اس وقت برصغیر میں بہت سی تحریکیں چل رہی تھیں جن میں سب سے زبردست تحریک قیام پاکستان کی تھی اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اس تحریک کی صف اول میں کھڑی تھی۔انہوں نے اپنی جرأت اور جوانی مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سپرد کر دی۔تن من دھن سے تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور ان کے اسی جوش و جذبہ اور کام کو سامنے رکھتے ہوئے انہیں ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں میانوالی سے صوبائی اسمبلی کا ٹکٹ دیا گیا وہ کامیاب ہو کر مسلم لیگ اسمبلی پارٹی میں شامل ہو گئے۔اور جنوری ۱۹۴۸ء تک مسلم لیگ میں ہی شامل رہے اور پھر اسلام کے عشق میں اپنی پہلی سیاسی محبت سے دست بردار ہو گئے۔ہوا اس طرح کہ عبدالستار خان نیازی نے اپنے اور تحریک پاکستان کے روابط اور مسلم لیگ کے وعدوں کو دیکھتے ہوئے پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں فوری طور پر نظام اسلام نافذ کرنے کی قرارداد پیش کر دی۔قرارداد فنی وجہ کی بناء پر مسترد کر دی گئی۔تو نیازی نے اسلامی وجوہ کی بناء پر مسلم لیگ مسترد کر دی۔اندر سے مسلم لیگی ہونے کے باوجود اس کے بعد سے مسلم لیگ میں واپس نہیں گئے صرف نواز شریف کی مسلم لیگی وزارت شامل ہوئے تھے۔مسلم لیگ سے علیحدگی کے بعد وہ سیاسی طور پر بھی غیر شادی شدہ ہو گئے۔ طویل مدت تک کسی سیاسی جماعت نے انہیں متاثر نہیں کیا مگر سیاست سے الگ نہیں رہے۔۱۹۵۱ء میں کسی جماعت کے احسان کے بغیر انتخاب لڑا اور ون یونٹ اسمبلی کے رکن رہے۔تحریک ختم نبوت میں پھانسی کی سزا کا اعزاز بھی حاصل کیا۔اس جرم میں جن دو علماء کرام کو یہ سزا سنائی گئی تھی ان میں مولانا عبدالستار نیازی سب سے کم عمر تھے۔دوسرے یہ اعزاز حاصل کرنے والے سید ابوالاعلیٰ مودودی تھے۔ایک سید اور ایک نیازی۔

۱۹۶۲ء میں کالا باغ میں ہی نہیں پورے ملک میں کالا باغ راج تھا۔انتخاب آیا تو

Marfat.com

نیازی نے سارے کالاباغوں کو للکارا۔ان پر حملے ہوئے مگر وہ ڈٹے رہے۔سیٹ کالاباغ جیت گئے انتخاب عبدالستار خان نیازی جیت گئے۔۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۷ء میں بھی میدان میں اترے مگر کامیاب نہ ہوئے۔کالا باغ کے پسماندگان کے مقابلہ میں وہ پھر بھی کبھی پسپا نہ ہوئے۔وہ ہاریں یا جیتیں مقابلہ ڈٹ کر کرتے ہیں بڑے سے بڑے کالا باغ کو للکارا للکارا کر۔مولانا بہت اچھے پارلیمنٹیرین ہیں۔کھلے جلسوں میں اپنے شملہ ٔ ڈانگ، وجاہت، اور پاٹ دار آواز کے زور سے حاضرین اور سامعین پر چھا جاتے ہیں۔مختصر اور طویل ہر قسم کی تقریر کر سکتے ہیں۔اپنی تقریر دلپذیر کی دلدل میں کبھی نہیں پھنسے۔ان کی تقریر سیاسی کم اور مذہبی زیادہ ہوتی ہے۔سیاست اور مذہب کی یکجائی پر ایمان رکھتے ہیں اور تقریروں میں اس قوت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔سیاست میں فرقہ بندی کے علمبردار ہیں۔تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کی غیر فرقہ وارانہ سیاست میں حصہ لینے کے باوجود اہل سنت و جماعت کے فرقہ کو ملک کا مالک و مختار قرار دینے کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔اس کے باوجود ان کی فرقہ پرستی میں جاہلانہ شدت سنائی نہیں دیتی۔سیاسی سٹیج اور اتحاد کے وقت فرقہ پرستانہ تعصب سے پرہیز کرتے ہیں۔ممکن ہے یہ ان کے طویل سیاسی تجربہ اور تربیت کا اثر ہو۔فتاویٰ عالمگیری کے عملی نفاذ کو اکثر بیماریوں کا علاج سمجھتے ہیں اور اسے اس کی اصل صورت میں نافذ کرنے کا مطالبہ دہراتے رہتے ہیں۔دلیل یہ دیتے ہیں کہ ملک میں اس فتاویٰ کے ماننے والوں کی اکثریت ہے۔اس لیے اکثریت کی جمہوریت ہونا چاہیے۔اور دیگر فرقوں کو ان کے فقہی حقوق کی ضمانت دے کر فارغ کر دینا چاہیے۔تنہائی میں اس فرقہ وارانہ جمہوری جبر کے حق میں کھل کر بات کرتے ہیں اور اپنے ڈنڈا بردارانداز میں دلائل دیتے ہیں۔

۱۹۷۰ء کے انتخابات میں مولانا شاہ احمد نورانی فرقہ واریت کا علم اٹھا کر قومی اسمبلی میں داخل ہوئے تو مولانا نیازی بھی ان کے قافلہ میں شامل ہو گئے۔جمعیت علماء پاکستان کی سیاست کو اپنے رنگ میں رنگنے کے پروگرام کے تحت مولانا شاہ احمد نورانی اس کی قیادت پر

Marfat.com

فائز ہوئے تو انہوں نے اس صاف دل صاف گو نیازی کو اپنا سیکرٹری جنرل بنا لیا۔ شاہ احمد نورانی ان کے ساتھ سیاست کھیلتے رہے اور عبدالستار خان نیازی ان کی پیروی کرتے رہے۔ نیازی بولتے تو نورانی خاموش ہو جاتے ان کے ڈنڈے کے خوف سے نہیں ان کی طبیعت کے ڈر سے، نیازی نے نورانی کو اندر اور باہر سے دیکھا ہر پہلو سے آزمایا اور پھر ان سے الگ ہو گئے۔ وہ اسلام اور پاکستان کے مفاد کے خلاف کسی سیاست اور سیاسی اتحاد کو قبول نہیں کر سکتے تھے۔ اور مولانا نورانی اپنی سیاسی ہیرا پھیری نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ نیازی کو جاننے والے اس کے پیچھے صف بستہ ہو گئے۔ نورانی کو نہ سمجھنے والے اس کے ساتھ رہے۔ پنجاب میں اپنا سب سے مضبوط ستون گنوا کر نورانی اب کراچی اور حیدر آباد کے بعد پنجاب میں بھی مارے مارے پھرتے ہیں اور نیازی اپنے زور پر قومی اسمبلی میں پہنچ کر وزارت کر چکے ہیں مگر مولانا شاہ احمد نورانی کی طویل قیادت اور رفاقت کے باوجود نہ پان چباتے ہیں نہ بات چبا چبا کر کر سکتے ہیں۔ جو درست سمجھیں وزارت اور وزیراعظم کی طبیعت کی ناگواری کے باوجود کہہ جاتے تھے۔ اس لیے ان کے خصوصی چیلوں کو خوف لگا رہتا تھا کہ وہ کسی روز وزارت سے ہی حزب اختلاف نہ کر ڈالیں۔ مولانا عبدالستار خان نیازی صاف ستھرا لباس پہنتے ہیں۔ شملہ اکڑا کر اور سینہ تان کر چلتے ہیں۔ سیدھے سادھے صاف دل پنجابی ہیں اور اپنے مقصد کیلئے قربانی دینے کیلئے کمر اور بستہ رہتے ہیں۔ ساتھ بھی کھل کر دیتے ہیں اختلاف بھی کھل کر کرتے ہیں۔ پنجاب کی اکثر جیلوں کی یاترا کر چکے ہیں اور اب جا کر وزارت کی یاترا نصیب ہوئی تو اس پر ڈانگ مار دی۔ حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی کی دیانت اور خلوص پر ان کے دشمن بھی شبہ نہیں کر سکتے زیادہ سے زیادہ اگر کوئی کر سکتا ہے۔ تو ان کی فرقہ واریت پر اعتراض کر سکتا ہے سیاسی معاملات کی تفہیم میں اختلاف کر سکتا ہے مگر اچھوں کو برا ثابت کرنا دنیا کی پرانی عادت ہے۔

Marfat.com

کردار کی استقامت

(عطاء الحق قاسمی)

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم عالیہ نے جو قائدانہ، مجاہدانہ اور سرفروشانہ کردار ادا کیا وہ تاریخ کا ایک سنہری باب ہے ۔حضرت کو اس سلسلہ میں تختہ دار پر پہنچنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ اس تحریک میں پاکستان کے معروف صحافی عطاء الحق قاسمی کے والد ماجد مولانا پیر زادہ بہاؤ الحق قاسمی بھی قید و بند میں تھے۔ قاسمی صاحب نے اپنے کالم ''روزن دیوار سے'' مطبوعہ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۹۹ء میں '' آج اور کل'' کے عنوان سے اپنے والد ماجد اور حضرت مجاہد ملت کی اسیری، تکالیف اور اذیتوں کی تفصیل بیان کی ہے۔ حضرت مجاہد ملت کے بارے میں ان کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ (قصوری)

قیام پاکستان کے بعد غالباً ۱۹۵۳ء میں ''اینٹی قادیانی تحریک'' کا آغاز ہوا جس کے نتیجے میں جنرل اعظم خاں کا مارشل لاء نافذ ہوا۔ والد ماجد، مولانا عبدالستار خان نیازی اور دوسرے علماء کو مسجد وزیر خان سے گرفتار کیا گیا اور تفتیش کیلئے شاہی قلعے لے جایا گیا۔ شاہی قلعے کا تہہ خانہ کسی زمانے میں پاکستان کا سب سے بڑا ٹارچر سیل تھا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو امتحان میں نہ ڈالے۔ والد ماجد کردار کی استقامت کے سلسلے میں مولانا عبدالستار خان نیازی کی بہت تعریف کرتے تھے، مسجد وزیر خان سے گرفتار کیے گئے علماء کو جب شاہی قلعے سے جیل میں منتقل کر دیا گیا تو مولانا عبدالستار خان نیازی کو فوجی عدالت نے موت کی سزا سنائی، وہ پھانسی والے لباس میں جب قیدیوں کی بیرک کے سامنے سے گزرے تو کچھ قیدیوں نے اس عالم میں انہیں دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔ مولانا نے انہیں اپنی شیر جیسی آواز میں مخاطب کیا اور کہا:۔ ''روتے کیوں ہو............ اللہ پر بھروسہ رکھو''۔

Marfat.com

عبدالستار خاں نیازی

(خواجہ رضی حیدر، کراچی)

خواجہ رضی حیدر پاکستان کے مقبول ترین صحافی، ادیب، شاعر اور محقق ہیں۔ آپ اس وقت ''قائداعظم اکیڈمی کراچی'' میں ڈپٹی ڈائریکٹر کی آسامی پر فائز ہیں اور بطور سینئر ریسرچ فیلو بھی کام کررہے ہیں۔ کئی ایک کتابیں ان کے قلم سے نکل چکی ہیں۔ ذیل کا مضمون ان کی کتاب ''قائداعظم خطوط کے آئینے میں'' مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء صفحہ ۳۲۴ تا ۳۲۶ سے لیا گیا ہے۔ (قصوری)

مطالبہء پاکستان اور مسلم لیگ کو صوبہ پنجاب میں مقبول بنانے کے لیے جن طالبعلم رہنماؤں نے انتھک کاوش کی ان میں مولانا عبدالستار نیازی کا نام سرفہرست ہے۔ ''قرارداد پاکستان'' کی منظوری سے قبل جولائی ۱۹۳۹ء میں انہوں نے تقسیم ہند کی ایک تجویز بھی پیش کی تھی جو دوقومی نظریہ کی بنیاد پر مرتب کی گئی تھی اور جس کو ''خلافت پاکستان اسکیم'' کا نام دیا گیا تھا۔ محمد عبدالستار خان نیازی جو 1915ء میں مردان جری پیشہ کی سرزمین ''میانوالی'' میں پیدا ہوئے، طالب علمی کے زمانے سے ہی قومی سیاست میں دلچسپی لینے لگے۔ انہوں نے ۱۹۳۱ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے گریجوایشن کیا اور ''پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے قیام کے بعد اس تنظیم کے پلیٹ فارم سے مسلمانان پنجاب کی فلاح و بہبود کے لیے کام شروع کیا۔ ۱۹۳۸ء میں چند ناگزیر وجوہ کی بناء پر عبدالحمید نظامی (حمید نظامی) بانی روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور نے جب فیڈریشن کی صدارت سے استعفیٰ دیا تو محمد عبدالستار خان نیازی کو ''فیڈریشن'' کا صدر منتخب کیا گیا۔ اسی عرصے میں انہوں نے تقسیم ہند کی ''خلافت پاکستان اسکیم'' مرتب کی۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ اسکیم کے مصنفین میں ''پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے میاں محمد شفیع (م ش) اور (مولانا) محمد ابراہیم علی چشتی بھی شامل تھے۔

Marfat.com

دہلی میں ایک ملاقات کے دوران قائداعظم محمد علی جناح نے اس اسکیم کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ ''آپ کی اسکیم بڑی پر جوش ہے''۔

اس پر عبدالستار خاں نیازی نے جواب دیا کہ

''ایسا یوں ہے کہ یہ اسکیم پر جوش قلوب سے برآمد ہوئی ہے''۔

اس اسکیم میں نہ صرف سندھ، بلوچستان، شمال مغربی صوبہ سرحد، کشمیر اور پنجاب بلکہ صوبجات متحدہ، مرکزی صوبہ جات اور برار کے علاقے جو گنگا کے دائیں کنارے بنگال اور آسام تک پھیلے ہوئے ہیں سب کو خلافت پاکستان اسکیم کا حصہ قرار دیا تھا۔ یہ اسکیم ''آل انڈیا مسلم لیگ'' کی ہائی کمان کو ۱۹۳۹ء ہی میں غور وخوض کے لیے پیش کی گئی۔ باور کیا جاتا ہے کہ ۱۹۴۰ء کی قرارداد لاہور ڈرافٹ کرتے وقت تقسیم ہند کی دیگر اسکیموں کے ساتھ اس اسکیم کو بھی پیش نظر رکھا گیا تھا۔ ۱۶ جولائی ۱۹۳۹ء کو یہ اسکیم ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' لاہور مین شائع ہوئی۔ اس اسکیم کو پیش کرتے وقت جو بنیادی موقف اختیار کیا گیا وہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے جداگانہ وجود کا تصور اسلام کی گھٹی میں پڑا ہے۔ ہماری نجات کا واحد راستہ مذہب کی بناء پر اپنی علیحدگی قائم رکھنے میں ہے۔ ''خلافت پاکستان اسکیم'' ایک پمفلٹ کی صورت میں ۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۹۳۹ء میں مرکزی دفتر ''پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' پیسہ اخبار روڈ لاہور سے شائع کی گئی۔

۱۹۴۰ء میں ''قرارداد لاہور'' منظور ہونے کے بعد محمد عبدالستار خان نیازی نے نہایت تندہی کے ساتھ علیحدہ وطن کے مطالبے کو مسلمانوں میں مقبول بنانے کیلئے کام شروع کردیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح سے رابطہ قائم کیا۔ مارچ ۱۹۴۱ء میں ''پاکستان دیہی پروپیگنڈہ کمیٹی'' کے سیکرٹری مقرر ہوئے اور اس حیثیت میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ وہ ''پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے ان سرگرم رہنماؤں میں سے تھے، جنہوں نے واقعی ''آل انڈیا مسلم لیگ'' کو پنجاب میں مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے میں

Marfat.com

مرکزی کردار ادا کیا۔ فیڈریشن کی صدارت سے مستعفی ہونے کے بعد ان کو ''ڈسٹرکٹ مسلم لیگ'' میانوالی کا صدر منتخب کیا گیا۔ اس دوران وہ اسلامیہ کالج لاہور میں ''اسلامک سٹڈیز'' کے لیکچرار ہو گئے۔ ۱۹۴۳ء میں صوبائی مسلم لیگ پنجاب کے سیکرٹری ہو گئے۔ ۱۹۴۶ء کے انتخاب میں مسلم لیگ کا ٹکٹ حاصل کرنے کی درخواست دی لیکن بعض وجوہات کی بناء پر ٹکٹ نہ مل سکا۔ (خواجہ صاحب کو سہو ہوا ہے۔ ۱۹۴۶ء مین مولانا نیازی کو میانوالی سے مسلم لیگ کا ٹکٹ ملا اور کامیاب ہوئے تھے۔ تفصیل کے لیے ''مجاہد ملت'' جلد اول اور ''مجاہد ملت ''اور قائداعظمؒ ملاحظہ ہوں (قصوری)۔ مگر دستور ساز اسمبلی کا رکن بننے کی یہ خواہش قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۱ء میں تکمیل پا گئی۔ محمد عبدالستار خان نیازی نے اسلامی اقدار کے تحفظ اور اسلام کی سربلندی کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ خصوصاً ''عقیدۂ ختم نبوّت'' کے تحفظ کی خاطر دورِ درشن کی آزمائش سے گزرے اور آج بھی نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے کوشاں ہیں۔

محمد عبدالستار خان نیازی کے قومی جذبات اور ولولہ کی قائداعظم محمد علی جناح بڑی قدر کرتے تھے۔ انہوں نے پنجاب میں تحریک پاکستان کی کامیابی کیلئے مولانا عبدالستار خان نیازی کی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور ہر نازک مرحلے پر اپنے مشوروں سے نوازتے رہے۔

محمد عبدالستار نیازی اور قائداعظمؒ کے درمیان ہونے والی خط و کتابت عمروں کے شدید تفاوت کے باوجود ان دونوں رہنماؤں کے درمیان اتحاد و یگانگت اور فکر ہم آہنگی کی غماز ہے۔

Marfat.com

اقبال کا شاہین

(خواجہ عابد نظامی)

خواجہ عابد نظامی معروف ادیب، صحافی اور نعت گو شاعر ہیں، عرصہ دراز تک ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور کے مدیر رہے۔ آج کل اپنا ذاتی پرچہ ماہنامہ ''درویش'' نکال رہے ہیں۔ حضرت مجاہد ملت کے بارے میں ان کے مختصر تاثرات درج ذیل ہیں۔ (قصوری)

حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کا شماران مبارک ہستیوں میں ہوتا ہے، جو فیاض قدرت کی طرف سے کسی قوم کو انعام کے طور پر عطا ہوتی ہیں۔ وہ علامہ اقبالؒ کے شاہین ہیں۔ حضرت علامہؒ کے افکار سے جس قدر استفادہ انہوں نے کیا ہے اس کی مثالیں ہمارے ہاں بہت کم ہیں۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ ''پیغام اقبال'' کو پھیلانے میں گزرا۔ میں نے اپنی زندگی میں ''پیغام اقبال'' کے حوالے سے جو بہترین تقاریر سنیں ان میں دو حضرات خاص طور پر نمایاں ہیں، حضرت مجاہد ملت اور پروفیسر محمد منور مرزا۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو سلامت با کرامت رکھے۔

''تحریک ختم نبوت'' میں حضرت مجاہد ملت کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ اس سلسلے میں آج کل کئی تنظیمیں کام کر رہی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ تنہا حضرت مجاہد ملت کا کام کئی تنظیموں پر بھاری ہے۔

میرا خیال ہے اگر وہ اپنی توجہ صرف علمی، اصلاحی اور ملی کاموں کی طرف مبذول رکھتے اور سیاسی بکھیڑوں سے خود کو بچائے رکھتے تو ان کا وجود مسعود ملت اسلامیہ کیلئے مزید فوائد و برکات کا باعث بنتا۔ ہر چند انہوں نے ہمارے ہاں کی مروجہ سیاست کا رخ بدلنے کے لیے طویل جہاد کیا ہے لیکن ٹریجڈی یہ ہے کہ ہمارے ہاں ''مجاہد ملت'' بہت کم اور مفاد پرست، طالع آزما سیاستدان بہت زیادہ ہیں جن سے نبٹنے کے لیے آج عصائے کلیمی کی ضرورت ہے۔ یکم فروری ۲۰۰۰ء

افسوس کہ پروفیسر مرزا محمد منور صاحب ۷ فروری ۲۰۰۰ء کو لاہور میں رحلت فرما گئے۔

(قصوری)

Marfat.com

مجاہد ملت، حقیقتوں کا ترجمان

(شفقت اللہ خاں نیازی)

میرے ایک عزیز چوہدری محمد شفیق ایڈووکیٹ آف شیخ عماد نو ضلع قصور نے حضرت مجاہد ملت دامت برکاتہم عالیہ سے میری بے پایاں عقیدت و محبت کے پیش نظر روز نامہ "پوسٹ مارٹم" لاہور کا پرچہ بھجوایا ہے جس میں یہ مضمون چھپا ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ پرچہ کس تاریخ کا ہے۔ چونکہ مجھ یہ پرچہ ۱۵ مئی ۲۰۰۰ء کو پہنچا ہے جس سے ظاہر ہے کہ چند روز پہلے کا ہوگا۔ لیجئے اب پڑھیے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجئے۔ (قصوری)

اس کو

مختلف خطابات سے پکارا گیا

کسی نے

مجاہد ملت

کسی نے

بطل حریت

کسی نے

مرد مجاہد

کسی نے

مرد حق

کسی نے

مرد غازی

کسی نے

Marfat.com

نہ جھکنے والا

نہ بکنے والا

نظام مصطفیٰ ﷺ کا داعی

مقام مصطفیٰ ﷺ کا محافظ

عہد خلافت کا شیدائی

نفاذ شریعت کا حامی

عقیدۂ ختم نبوّت پر

مر مٹنے والا

تحفّظ ختم نبوّت کے لیے

پھانسی کا پھندا قبول کرنے والا

معذرت پر

پھانسی سے بچنے کی پیشکش ٹھکرانے والا

ظلم کی بات کو

جیل کی رات کو

نہ ماننے والا

ظالم سے ظالم

جابر سے جابر

حکمران کے سامنے

کلمۂ حق کہنے والا

منکر کے لیے شمشیر آبدار

اقبال کا مرد حق آگاہ

Marfat.com

اقبال کا مردمومن

اقبال کا شاہین

ہر دور کے فرعون کے لیے

موسیٰ

حق گوئی اور بیباکی کی

عملی تفسیر

ہو حلقۂ یاراں

تو بریشم کی طرح نرم

جس سے دریاؤں کے

دل دہل جائیں

''وہ طوفان''

قائد کا سپاہی

قائد کا پیارا

ملت کے مقدر کا ستارا

قائد کا جان نثار

تحریک پاکستان

کے ہراول دستہ کا سالار

''محمد علی جوہر کا جذبہ''

''بہادر یار جنگ کا دغدغہ''

''ظفر علی خاں کا طنطنہ''

''حسرت موہانی کی درویشی''

Marfat.com

یزیدیت کا دشمن

یزیدیت سے برسرِ پیکار

حسینیت کا علم بردار

وقت کا حسین

وقت کا صدیق

وقت کا فاروق

وقت کا منصور

وقت کی پکار

صداقت ہی صداقت

حق و صداقت کا امین

شمع نوائے اہلِ سخن

بطلِ حریّت

نشانِ جمعیّت

زہد و تقویٰ میں بے بدل

آج کی

''بولتی حقیقت''

غازیٔ دوراں

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

وہ

پاکستان ہے

وہ

Marfat.com

آنِ پاکستان ہے

وہ

آئینِ پاکستان ہے

وہ

شانِ پاکستان ہے

وہ

نشانِ پاکستان ہے

وہ

پہچانِ پاکستان ہے

وہ

اعجازِ پاکستان ہے

وہ

تحریکِ پاکستان ہے

وہ

قیامِ پاکستان ہے

وہ

مقامِ پاکستان ہے

وہ

تصورِ پاکستان ہے

وہ

مصورِ پاکستان ہے

Marfat.com

وہ

تصویر پاکستان ہے

وہ

پاکستان ہی پاکستان ہے

پاکستان دیکھنا ہو

تو

مولانا

محمد عبدالستار خان نیازی

کو دیکھ لو۔

Marfat.com

خاموش مبلغ

صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی

ایسے لوگوں کے اچھا اور مخلص انسان ہونے میں کسے اور کیسے شک ہو سکتا ہے، جو وقتی سیاسی ہنگاموں سے بے نیاز اور تیری میری سے ناتا توڑ کر اپنے لیے ایک مشن اور جہت منتخب کر کے کام میں لگے رہتے ہیں، اس سعی و کاوش کا مقصود نہ شہرت ہوتا ہے اور نہ حصول دولت اور جلب منفعت! ان کی خواہش صرف یہ ہوتی ہے کہ زندگی مستعار کسی طرح بروئے کار آ جائے۔

ایسے لوگوں میں سماج کے خادم بھی ہوتے ہیں، دین کے مجاہد بھی ہوتے ہیں اور فکر و قلم کے خاموش مبلغ بھی۔ جن کے دائیں بائیں ہنگامے برپا ہوتے ہیں لیکن یہ ان سے اپنا دامن بچا کر رکھتے ہیں۔ ان کے ارد گرد نمود و نمائش کے میلے لگے ہوتے ہیں لیکن یہ ان کی نیم نگاہی کے حقدار بھی نہیں ٹھہرتے اور ان کے آس پاس آسائش و آرائش کے بیسیوں سامان سجے ہوتے ہیں لیکن یہ ان کی طرف دھیان دینا اپنے فکر و فن کی توہین سمجھتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں میں ایک ہمارے راست رو اور نیک نہاد دوست جناب محمد صادق قصوری ہیں، جنہیں قدرت نے سوچنے، غور کرنے، پڑھنے، پڑھے ہوئے کو جذب کرنے، موضوع چننے اور اپنے خلاصہ فکر کو نوک قلم پر لانے کا سلیقہ اور قرینہ عطا کیا ہے۔

قصوری صاحب نے اپنی عمر کا نصف سے بھی زیادہ حصہ ایسے ہی شوق اور شغف کی نذر کر دیا ہے۔ سرکاری ملازم ہونے کے باوجود وہ کسی ''دربار'' کے حاضر باش نہیں۔ جناب قصوری کو صرف ''دربار علم'' کی حضوری کا شرف حاصل ہے، وہ کسی بھی موڑ پر اپنے گریڈ، سکیل کی ''پروموشن'' کی تحصیل میں نہیں صرف اپنے ''مشن'' کی تکمیل میں سرگرداں نظر آئے، وہ ہم سفید پوش اور وضعدار آدمی کی طرح حالات کے سرد و گرم سے دوچار ہوئے ہیں لیکن نہ تو ان کا جذبہ صادق سرد پڑا اور نہ گرمی کھا کر اس کوچہ کو خیرباد کہہ بیٹھے۔ رنج و الم کی

Marfat.com

ہر گھڑی میں قلم ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

قصوری صاحب کو تین موضوعات سے خصوصی دلچسپی ہے، تحریک پاکستان سے، امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہؒ کی شخصیت سے اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی ملکی وملی خدمات سے، انہوں نے تحریک پاکستان کے حوالے سے صرف ایک گوشے کو اپنے لیے منتخب کیا اور وہ ہے تحریک پاکستان میں علماء اہلسنت کا کردار اور مشائخ کا حصہ۔ اس موضوع کا حق پوری تفصیل اور تحقیق کے ساتھ شاید ہی کسی دوسرے اہل قلم نے ادا کیا ہو۔ اس باب میں ان کی دو قابل قدر تصانیف تحریک پاکستان کے محققین، نظریہء پاکستان کے علمبرداروں، قیام پاکستان کے جان فروش کارکنوں اور پاکستان کے باکردار لیڈروں سے داد حاصل کر چکی ہیں۔ اور ان کی یہ دو کتابیں "تحریک پاکستان اور علماء کرام" اور "تحریک پاکستان اور مشائخ عظام" کے نام سے معروف ومشہور ہیں۔ یہ تصانیف علماء ومشائخ کے خدمت میں نذر عقیدت ہیں اور قصوری صاحب کے لیے سرمایہ عزت اور ذریعہ شہرت۔ اسی طرح وہ پاک وہند کی نامور روحانی شخصیت اور تحریک پاکستان کے سرگرم رہنما حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوریؒ کی شخصیت کے بعض وہ گوشے سامنے لا چکے ہیں جو بہت سے ارباب علم وفضل کی نگاہوں سے اوجھل تھے۔ اور "مرکزی مجلس امیر ملت" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہوا ہے جو مسلسل اس حوالے سے مصروف عمل ہے۔

جناب محمد صادق قصوری نے ایک اور موضوع کو بڑی محبت، چاہت، عقیدت، اور اپنائیت کے ساتھ اپنے لئے چن رکھا ہے اور وہ ہے مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی کی جدوجہد اور خدمات کو عوام وخواص کے سامنے لانا، حضرت مولانا ماشاءاللہ زندہ سلامت ہیں مگر پیری اور ضعف کے نرغے میں، ان کی آواز کی کھنک اور لہجے کی کڑک آج بھی بول اٹھتی ہے۔

Marfat.com

کھنڈر بتا رہے ہیں عمارت عظیم تھی

میرے مخدوم و محترم مولانا نیازی اس وقت چوراسی سال کے پیٹے میں ہیں۔ پورے چونسٹھ برس انہوں نے جدوجہد میں صرف کئے ہیں، اس عرصے میں انہوں نے نہ جائیداد بنائی، نہ بنگلہ کھڑا کیا نہ، لمبی اور چمکیلی گاڑی کا شوق پالا، نہ بینک بیلنس کا سوچا نہ پلاٹ جمع کئے، نہ فیکٹری لگائی نہ مربعے آباد کئے اور نہ کرسی کے پیچھے بھاگے۔ بلکہ پوری زندگی یا اسلام کی بات کی یا پاکستان کی۔ وہ اسلام کے سچے مبلغ اور تحریک پاکستان کے کھرے مجاہد تھے۔ انھوں نے قائداعظمؒ کا اس وقت ساتھ دیا جب بڑے بڑے خوانین کا جگر پانی ہوتا تھا۔ ملک کی مختلف جیلوں سے لے کر پھانسی کے پھندے تک ہو آئے اور آج بھی للکار کر کہتے ہیں۔

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو آئے ، کرے شکار مجھے

ہمارے دوست جناب قصوری صاحب نے یہ فریضہ اپنے ذمے لے لیا ہے کہ وہ قبلہ نیازی صاحب کی شخصیت اور خدمات کو اپنی تحقیق و تصنیف کا موضوع بنائیں گے۔ اور اس حوالے سے وہ اب تک بہت وقیع، قابل قدر اور وسیع کام کر چکے ہیں۔ قصور کے نواحی اور دور افتادہ قصبے ''برج کلاں'' میں جہاں کے وہ رہنے والے ہیں، ایک ادارہ ''مجاہد ملت فاؤنڈیشن'' کے نام سے قائم کیے ہوئے ہیں اور اس ادارے کی طرف سے دھڑا دھڑ کتابیں نکل رہی ہیں۔ قصوری صاحب اب تک اس سلسلے کی پانچ کتابیں لوگوں کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔

ا۔ مجاہد ملت:۔ یہ مولانا کی سوانح حیات ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اور خاصے مواد سے آراستہ۔

۲۔ خطبات مجاہد ملت:۔ حضرت مولانا نیازی کی تقریروں کا مجموعہ، وہ تقریریں جو کسی رسالے، کتاب، آڈیو یا وڈیو کیسٹ سے دستیاب ہو سکیں، ورنہ تو مولانا کی عمر جلسوں میں

Marfat.com

گزری ہے۔ سال کے دن کم پڑ جاتے تھے، تقریریں زیادہ ہوتی تھی۔ نہایت اہم اجتماعات تاریخی کانفرنسوں اور یادگار جلسوں میں کی گئی مولانا کی تقریروں کی ایک جھلک اس کتاب میں ملتی ہے۔

۳۔ نگارشات مجاہد ملت :۔ اس میں مصنف نے مولانا کی تحریروں کا انتخاب پیش کیا ہے۔ جو بہت عمدہ اور لائق مطالعہ ہے۔

۴۔ مکاتیب مجاہد ملت :۔ یہ مولانا کے خطوط کا ریکارڈ ہے جو انہوں نے مختلف مواقع پر بعض اہم لیڈروں، دوستوں، ہم عصروں، مداحوں اور عزیزوں کو لکھے۔

۵۔ مجاہد ملت اور قائد اعظم :۔ اس کا موضوع اپنے عنوان سے واضح ہے۔ حضرت مولانا نیازی کو قائداعظمؒ سے رفاقت اور عقیدت کا جو شرف حاصل ہے وہ ان کیلئے سرمایہء افتخار ہے۔ قائداعظمؒ بھی مولانا سے دل کی گہرائیوں کے ساتھ محبت کرتے تھے۔ تبھی تو ۴۶ء کے الیکشن میں انہوں نے میانوالی کے علاقے سے کسی نواب، تمن دار، جاگیردار، آنریبل اور سکہ بند وڈیرے کے بجائے ایک ''نوجوان'' کو مسلم لیگ کا ٹکٹ دیا اور وہ نوجوان تھے حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی۔ مولانا پر قصوری صاحب کا کام ابھی جاری ہے۔ وہ اس وقت ''مجاہد ملت خطوط کے آئینے میں'' مرتب کر چکے ہیں جس میں مکتوب نگار اور مکتوب الیہ دونوں کے خطوط شامل ہیں۔ ملک کے معروف اہل علم اور اقبال شناس جناب ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے اس کتاب کا ''مقدمہ'' لکھا ہے۔ یہ کتاب پریس میں ہے۔ نیز ''مقالات مجاہد ملت'' زیر ترتیب ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ قصوری صاحب ایسے لوگوں پر مجھے رشک آتا ہے جو بڑے شہروں اور کتب خانوں سے دور رہ کر خود اپنے قلم سے ایک ''کتاب خانہ'' تیار کر چکے ہیں۔ مور کی طرح کسی باغ کی تلاش میں نہیں رہتے، اپنا گلشن ساتھ لیے پھرتے ہیں۔ جہاں چاہا اور جب چاہا پر پھیلا دیئے اور رنگوں کا گلشن سجا دیا۔ میں اس کارگردگی پر انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

Marfat.com

(حصہ دوم)

ملفوظات

Marfat.com

مولانا محمد اسماعیل فقیر الحسنی شاہو والا ضلع خوشاب

السّلام اے پیکرِ عزم صمیم السّلام اے صاحبِ قلبِ سلیم
السّلام اے عظمتِ دینِ متین السّلام اے سطوتِ حق المبین
السّلام اے ابرِ فیضانِ کرم ! السّلام اے شمع زندانِ ستم
السّلام اے رہبر راہ تسویم، کوہ استقلال جبل مستقیم
راہ نورد وادیٔ رنج و محن بر تو از ماصد سلام ذوالمنن
حق ترا بہر صداقت آفرید بہرِ اظہارِ حقیقت آفرید
پیروِ شبیرؓ در کرب و بلا
سرفراز اہل تسلیم و رضا

شورش کاشمیری

جیتا ہو نگہبانی اسلام کی خاطر
فاسق ہیں مری تلخ نوائی سے گلہ مند
ہر دور کے شداد مرے پاؤں کے نیچے
ساتھی ہیں مرے دین پیمبر کے جگر بند

Marfat.com

ماسٹر غلام حیدر، پپلاں ضلع میانوالی

نرالا ملت بیضا کا میر کارواں تو ہے — لئے اسلام کی مشعل سوئے منزل رواں تو ہے
شہ ہر دوسرا کا تو ہے اک مشہور شیدائی — علم بردار دینِ مصطفےٰ کا جاوداں تو ہے
پیامی سید الکونینؐ کا تو ہے زمانے میں — تڑپ اسلام کی ہے جس کے دل میں ہر زماں تو ہے
تو ہے گفتار اور کردار کا غازی اے مردِ حق — جو بہر قوم کرنے کو ہو قرباں اپنی جاں تو ہے
بگاڑا کچھ نہ طوفانوں نے اے سرو بلند تیرا — گلستان وطن کی سر بلندی کا نشاں تو ہے
معافی دار پہ مانگی نہ ہرگز مرد مومن تو نے — اجازت غیرت دیں نے نہ دی جس کو وہاں تو ہے
نگاہیں موت سے ہنس کر ملانیکا تو عادی ہے — کئی مشکل تریں جس کے ہوئے ہیں امتحاں تو ہے
ستمگر باغبانوں نے چمن ویران کر ڈالا — جو پھر تعمیر میں مصروف ہو وہ باغباں تو ہے
دہاڑیں جس طرح جنگل کے شیر اپنے کچھاروں میں — دکھاوے جو وہی اسٹیج پہ اکثر سماں تو ہے
مخالف لرزہ براندام ہوں شعلہ بیانی سے — ہے جس کے دل میں مذہب کا عجب سوز نہاں تو ہے
سدا سرمایہ داروں کے ہو راستے میں تو حائل — جو ہو نا قابل تسخیر وہ کوہ گراں تو ہے
بتادے خضر صورت قوم کے چوروں لٹیروں کی — ہے جس کو یاد ماضی کی مفصل داستاں تو ہے
کبھی لغزش نہ تیرے پائے استقلال میں آئی — غریبوں کے دلوں پر اے نیازی حکمراں تو ہے
ہے اک ممتاز عالم دین حق کا اے نیازی تو — اسمبلی میں جو ہو اہل وطن کا ترجماں تو ہے
مناسب آدمی آئین سازی کیلئے ہے تو — جو اسرار شریعت کر سکے کھل کر بیاں تو ہے
ہو نافذ ملک میں آئین اسلامی تو کوشاں ہے — ہمارے ووٹ کا حقدار بیشک بے گماں تو ہے

Marfat.com

ماسٹر غلام حیدر، پپلاں ضلع میانوالی

اک طرف ہے مرد مومن مولانا عبدالستار — اک طرف ایمان سے بیزار ہیں سرمایہ دار
اک طرف ہے وہ کہ جس کا حال و ماضی شاندار — اک طرف ہیں وہ کہ جن کا حال و ماضی داغدار
اک طرف احکام حق کا پاسبان و پاسدار — اک طرف اسلام سے بیگانگی جن کا شعار
اک طرف ہے جو شریعت کیلئے ہے بے قرار — اک طرف ہیں جن کو کرسی کیلئے ہے اضطرار
اک طرف ہے ملت بیضا کا ہر دم غمگسار — اک طرف ہیں قوم کی خدمت کے جھوٹے دعویدار
اک طرف ہے مسکرا کر جانیوالا سُوئے دار — اک طرف ہیں موت گھبرانے والے بار بار
اک طرف ہے جس کے دل میں ہے سدا خوف خدا — اک طرف ہیں نام حق لیتے ہیں جو بیگانہ وار
اک طرف ختم نبوت کا علم بردار ہے — اک طرف اسلام سے ہیں بے خبر جاگیر دار
اک طرف ہے مذہب اسلام کا اک ترجماں — اک طرف ہیں وہ کہ جن کو مال و دولت سے ہے پیار
اک طرف سرکار دوؐ عالمؐ کا دیرینہ سفیر — اک طرف ہر دور کے نمرود کے طاعت گزار
اک طرف ہے وہ کہ ہے معبود جس کا ذوالجلال — اک طرف ہیں وہ بتوں کو پوجنا جن کا شعار
اک طرف ہے جو مثال غزنوی ہے بت شکن — اک طرف ہیں جن کا ہے معبود باطل اقتدار
اک طرف ہے لشکر اسلام کا مرد جری — اک طرف ہیں لشکر باطل کے بزدل تیس مار
اک طرف اسلام کا بپھرا ہوا اک شیر ہے — اک طرف ہے گیدڑوں کے غول کی چیخ و پکار
اک طرف اسٹیج کی زینت خطیب سرو قد — اک طرف ہیں منتیں کرتے ہیں جو لیل و نہار
اک طرف حق و صداقت کی عجب آواز ہے — اک طرف دیوار پہ چسپاں ہیں جھوٹے اشتہار
اک طرف ہے مذہب اسلام کی فتح و شکست — اک طرف ہے عارضی دنیائے دوں کی جیت ہار
گر نظام مصطفےٰؐ لانے کی دل میں ہے لگن — دھوکا بازوں کو نہ دینا ووٹ اپنا زینہار
توڑ ڈالے گا نیازی ظلم کی تلوار کو — آئے گی انصاف کی گلزار ملت میں بہار
ہے نیازی ووٹ کا حقدار حق کا ترجماں — ووٹ دینا اس کو جو ہے بندۂ پروردگار

Marfat.com

شررصہبائی، میانوالی

اے اُمتِ رسولؐ کے بیباک ترجمان
ناموس مصطفیٰؐ کے جگر دار پاسباں
سینوں میں شعلہ رنگ خطابت سے نوجوان
ہم تیرے ساتھ ساتھ ہیں اے میر کارواں

عصیاں سرشت اور خطا کار ہی سہی
بے شک نظر نظر میں گناہ گار ہی سہی
زردار کی نگاہ میں نادار ہی سہی
ہم تیرے ساتھ ساتھ ہیں اے میر کارواں

تُو نے مریض قوم کو جینا سکھا دیا
تلخابہ جام درد سے پینا سکھا دیا
مردوں کو زندگی کا قرینہ سکھا دیا
ہم تیرے ساتھ ساتھ ہیں اے میر کارواں

یہ جسم یہ دماغ یہ دل یہ شکستہ جاں
ہر جسم امتحان کے لیے! وقتِ امتحان
ہیں منزل مراد کی جانب رواں دواں
ہم تیرے ساتھ ساتھ ہیں اے میر کارواں

دنیا کی آرزو ہے نہ راحت کی جستجو
اقرار لازمی ہے کہ اب تو ہے رُو برُو
آواز دے رہا ہے رگوں میں جواں لہو
ہم تیرے ساتھ ساتھ ہیں اے میر کارواں

("بے نام" از شرر صہبائی مطبوعہ میانوالی صفحہ ۷۳، ۷۴)

Marfat.com

حمیداللہ خاں ضیاءؔ اسلام پوری، موچھ ضلع میانوالی

کتنا عظیم شخص ہے وہ مرد خوش بیاں
ہے نور اُس کے چہرے کا ایمان کا نشاں
سلطان بے کلاہ ہے درویش فاقہ مست
کہتی ہے خلق آپ کو عبدالستّار خاں

(''منزل مراد'' از ضیا اسلام پوری مطبوعہ موچھ ضلع میانوالی ص ۱۶۸)

حبیب جالب، لاہور

(۱۹۶۴ء میں مادر ملت محترمہ فاطمہ جناحؒ کے صدارتی الیکشن کے سلسلہ میں لیڈی پارک گراؤنڈ میانوالی میں ''حضرت مجاہد ملت'' کی صدارت میں ایک عظیم الشان اور تاریخی جلسہ منعقد ہوا۔ حبیب جالب مرحوم نے مادر ملت کے خطاب سے پہلے ایک نظم پیش کی، جس کا درج ذیل بند ''حضرت مجاہد ملت'' کی نذر کیا۔ پوری نظم بعنوان ''دستور'' حبیب جالب کی کتاب ''حرف حق'' مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء ص ۲۳ پر موجود ہے۔ (قصوری)

میں بھی خائف نہیں تختۂ دار سے
میں بھی منصور ہوں کہہ دو اغیار سے
کیوں ڈراتے ہو زنداں کی دیوار سے
ظلم کی بات کو، جہل کی رات کو
میں نہیں مانتا، میں نہیں جانتا

Marfat.com

حبیب جالب، لاہور

(ذوالفقار علی بھٹو کا دور حکومت سخت ابتلاء کا دور تھا۔ ظلم وستم کا دور تھا۔ بھٹوشاہی جبر واستبداد کے خلاف لاہور کے ایک جلسہ عام میں حبیب جالب مرحوم نے ''حضرت مجاہد ملت'' کا عصا اٹھا کر ہوا میں لہرا کر درج ذیل نظم پڑھی جوانکی کتاب ''حرف حق'' مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء ص ۹۵ پر موجود ہے۔ قصوری)

نہ گفتگو سے نہ وہ شاعری سے جائے گا ''عصا اٹھاؤ کہ فرعون اسی سے جائے گا''

اگر ہے فکر گریباں تو گھر میں جا بیٹھو یہ وہ عذاب ہے دیوانگی سے جائے گا

بجھے چراغ لٹی عصمتیں چمن اجڑا یہ رنج جس نے دیے کب خوشی سے جائے گا

جیو ہماری طرح سے مرو ہماری طرح سے نظام زر تو اسی سادگی سے جائے گا

جگا نہ شہ کے مصاحب کو خواب سے جالبؔ اگر وہ جاگ اٹھا نوکری سے جائے گا

Marfat.com

بابائے صحافت وقار انبالوی

(۱)

نہ کوئی نگاہ بازی نہ کوئی زمانہ سازی
کبھی چین سے نہ بیٹھا تُو اے مولوی نیازی
نہ وہ بزم میں بلائیں نہ تُو انکی بات مانے
وہی ان کی بے رخی ہے وہی تیری بے نیازی

(۲۷ نومبر ۱۹۷۵ء کو بھٹو دور میں مولانا نیازی کی گرفتاری پر)

(۲)

تعلق دار سے دیرینہ ہے آوازۂ حق کا
یہی بنیادِ ہنگامہ یہی باعث ہے رونق کا
زمانہ تے چلا تھا دار کی جانب نیازی کو
عدالت نے بھرم رکھ ہی لیا انصاف مطلق کا

(۹ فروری ۱۹۷۶ء کو لاہور ہائیکورٹ سے باعزت رہائی پر)

Marfat.com

جناب سیّد عارف محمود مہجور رضوی، گجرات

نظر میں بانکپن جس کی عمل میں کارسازی ہے — رگوں میں جوش ایماں اور سخن میں دلنوازی ہے
دہن میں پھول جھڑتے ہیں تکلم اسپ تازی ہے — چلے تو چال میں جس کی عجب جدّت طرازی ہے
ابھی تابندہ جس کے دم سے حسن پاکبازی ہے — ارے بوجھو تو یارو کون ایسا مرد غازی ہے
رہا منشاء ہی جس کا دینِ حق کی سرفرازی ہے — کہو پھر کون ایسا ماسوائے خانِ نیازی ہے
عیاں ہے چارسو شہرت ترے کردار تاباں کی — بتاؤ تو یہ کس نے تجھ سے بڑھ کر جیتی بازی ہے
بھلا کیوں کر نہ ہونازاں تو اپنی اس فضیلت پر — غلام مصطفیٰ ہے تُو تری نسبت حجازی[1] ہے
مجدد[2] کا تو شیدائی امام دیں[3] کا متوالا — غزالی تجھ میں بولے ہے زمانے کا تو رازی ہے
رہے ہر دور میں مرعوب تجھ سے حکمرانِ وقت — حقیقت یہ ہے تیرے سامنے ہر شے مجازی ہے
تیرا مقصد نظام مصطفیٰ ہو سو بہ سو نافذ — ترا مشرب مقام مصطفیٰ کی سرفرازی ہے
ارے ہمت ہے کس میں یہ کہ جو جی جان سے گزرے — شرف ہے یہ تجھے حاصل تو بیشک مرد غازی ہے
خدا رکھے سلامت، باکرامت ان جیالوں کو — جناب شاہ نورانی و مرد حق نیازی ہے
تجھے قائد[4] نے اپنا اعتمادِ خاص تھا بخشا — ہوا کیا جو ہوئی اب کے نئی تاریخ سازی ہے

تمنا ہے ترے مہجور کے دل میں یہ مدت سے
عطا حق سے اسے بھی ہو جو شانِ امتیازی ہے

(۱۳۔اپریل ۱۹۸۳ء)

---

[1] حضرت شیخ العرب والعجم شاہ ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ سے نسبت اجازت مراد ہے۔

[2] امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ

[3] امام اہلسنت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ

[4] حضرت قائد اعظم محمد علی جناح

Marfat.com

مفتی راشد علوی، پشاور

رہے ہیں آزادی کے ہی کوشاں نہ حیلہ جوئی نہ حیلہ سازی
مقرر بے مثال ویکتا مولانا عبد الستار نیازی

ہمیشہ پیش نظر رہی ان کو قوم مسلم کی سر بلندی
کہ قائم ان میں ہو اتحاد اور ضبط و تنظیم و ہوشمندی!

یہ مرد مومن ہیں وہ مجاہد کہ رات دن جو جہاد میں ہے
حقیقت ہے یہ کہ ہر قدم ان کا اُٹھتا قومی مفاد میں ہے

یہ عالم دین ہے عظمت ذہین و متقی و ولئ کامل!
ہے باصفا رہبر طریقت جو ہے صف خواجگان میں شامل

بہت سی انمول و زریں خدمات پاک تحریک میں ہیں ان کی!
کہ قوم کو دعوت عمل دے کے پھونکی اک روح حیات بخشی

(''قافلہ ءآزادی'' از مفتی راشد علوی مطبوعہ پشاور ۱۹۸۸ء ص ۱۱۹)

Marfat.com

ملک عبدالرحمٰن اعوان، عیسیٰ خیل ضلع میانوالی

(۱)

مطلوب قوم و ملک کے روشن تیرا ایماں غم خوار ملک و قوم کے حق تجھ پہ مہرباں
شملہ تیرا ہے شوکتِ اسلام کا نشاں اے صاحب ایماں ،عبد الستار خاں!

(۲)

مانا کہ تم ہو قوم کے ہمدرد رہنما ملتے ہیں کم اقوام کو تجھ جیسے سورما
واللہ تمہی ہو باغ کے ہمدرد باغباں اے شیر دل جواں ،عبدالستار خاں !

(۳)

حلم و حیا بھی آپ کو حق سے عجب ملا حق پہ نثارگی کا بھی جذبہ عجب ملا
ناموس ملک وقوم پہ واری ہے تیری جاں اے عالمِ ذیشاں ، عبدالستار خاں!

(۴)

فقر و غنا کے آپ میں جوہر ہیں بالیقین فدا کار دین و حق ! تجھے صد آفریں
جرأت بھی تیری اظہرا ے صاحبِ یقیں تو صاحبِ عرفاں ہے ،،عبدالستار خاں !

(۵)

دشمن پہ رعب تیرا طاری گواہ ہے خلقت اخلاق میں نمایاں تو لے گیا ہے سبقت
گفتار تیری شریں کردار عالیشاں تو میر کارواں ہے،عبدالستار خاں !

(ہفت روزہ ''افق'' کراچی بابت ۲۱ مارچ تا یکم اپریل ۱۹۷۹ء)

Marfat.com

شبّیر احمد ہاشمی، پتوکی ضلع قصور

اے فدائے سرور کونین ؐ اے بطلِ جلیل　　اے سراپا عشقِ احمدؐ سطوتِ دیں کی دلیل
مظہرِ اقبال[۱] تُو اور تو رضا[۲] کا نُور ہے　　فضلِ حق[۳] کا جانشین و صاحبِ ذوقِ جمیل

تیرا سینہ مخزنِ انوارِ محبوبؐ خدا　　تیرہ طرّہ ظالموں کے واسطے تیغِ اصیل
تو پیارے دورِ حاضر میں حسینیؓ شیر ہے　　ہیں یزیدانِ زمانہ تیغ سے جس کی قتیل

رشک صد بامِ ثریّا فکرِ عالی مرتبت　　نطق جیحوں سامنے شرمندہ ہو زاوی و نیل
کانپ کانپ اٹھتے ہیں تجھ سے ظالمان کالا[۴] باغ　　لرزاں وترساں ہے تجھ سے ہر منافق ہر ذلیل

خسرو و دارا وجم کی سطوتیں تجھ پر نثار　　تو قلندر مردِ مومن بے عدیل و بے مثیل
تیری ہر تقریر ہے اقبالؒ کی ''بانگِ درا''　　تیرا ہر ہر لفظ ہے ''جاوید نامہ'' کا مثیل

تیری تقریروں نے بتلائے ہیں اسرارِ خودی　　اور تحریروں سے قصرِ نجد دیکھا ہے مہیل
سایہ افگن تیرے سر پر خواجہء بسی شریف[۵]　　اور دُعائے شاہ ضیاء الدین[۶] نُورانی فصیل

خامہء شبّیر کا اس مردِ غازی کو سلام
اس بہادر اس مجاہد اس غازی کو سلام

مئی ۱۹۸۷ء

---

۱ حکیم الامت اقبالؒ　　۲ اعلیٰ حضرت بریلویؒ　　۳ مجاہد کبیر مولانا فضل حق خیر آبادیؒ
۴ نواب امیر محمد خان آف کالا باغ ضلع میانوالی　　۵ حضرت میاں علی محمد سجادہ نشین بسی شریفؒ
۶ مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنیؒ　　(قصوریؔ)

Marfat.com

حضرت صابر براری، کراچی

صابر براری بی اے بی ایڈ

جے ون۔۵۶ کورنگی کراچی نمبر ۳۱

یکم جون ۱۹۹۰ء

برادرم صادق صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! مکتوب گرامی موصول ہو کر باصرہ نواز ہوا۔ کراچی کے حالات بے حد ناگفتہ بہ ہیں۔ ذہنی سکون نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے۔ پھر بھی آپ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔

بقید حیات بزرگوں کی شان میں منقبت لکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اس لیے اس کا تجربہ نہیں ہے۔ لہٰذا چند قطعات حضرت علامہ نیازی صاحب کیلئے لکھے ہیں اگر پسند فرمائیں تو اپنی کتاب میں جگہ دے دیں۔

(۱)

ہوئے آپ ثابت ہر اک معرکہ میں مجاہد ، دلاور جناب نیازی
جمعیت کا ہر فرد نازاں ہے اس پر کہ ہیں میر لشکر جناب نیازی

(۲)

وہ رہنما ہیں عبدالستار خاں نیازی شیریں دہن جو مثل گلہائے نسترن ہیں
قوم و وطن کی خدمت ان کا مشن ہے لیکن وہ اپنی ذات سے بھی خود ایک انجمن ہیں

(۳)

ارض وطن میں بے حد ہے جن کی قدر و عزت وہ فخرِ اہلِ سنت ہیں حضرت نیازی
ان کے مخالفین بھی اس امر کے ہیں شاہد ہمدرد ملک و ملت ہیں حضرت نیازی

Marfat.com

مولانا محمد حفیظ اللہ نقشبندی، کراچی

کراچی

۱۵۔اگست ۱۹۹۰ء

محترم جناب محمد صادق قصوری صاحب

سلام مسنون! خیریت موجود، خیریت مطلوب

محترم صابر براری صاحب نے بتایا تھا کہ آپ مجاہد ملّت مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب کے متعلق کوئی کتاب لکھ رہے ہیں۔ سردست ایک قطعہ پیش کر رہا ہوں۔ اگر قابل اشاعت ہو تو شائع فرما کر مشکور فرمائیں۔ (حفیظ نقشبندی کراچی)

بے باک سپاہی ہے وہ افواج نبیؐ کا
جذبہ لیے پھرتا ہے حسینؓ ابن علیؓ کا

وہ مردِ جری مردِ مجاہد ہے نیازی
دل جس سے لرز جاتا ہے بدبخت شقی کا

Marfat.com

جناب طارق سلطان پوری، حسن ابدال

حسن ابدال (اٹک)

۳۰ ستمبر ۱۹۹۱ء

محترمی محمد صادق قصوری صاحب

السلام علیکم! والا نامہ نے مُفتخر کیا، امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت چند دنوں میں ارسال کرونگا، قبلہ نیازی صاحب گذشتہ جنوری میں ایک دینی اجتماع میں تشریف لائے تھے، ان کی خدمت میں ارتجالاً چند اشعار پیش کیے تھے، نظر ثانی کے بعد حسب فرمائش ارسال خدمت ہیں۔

والسلام

نیاز مند دیرینہ وطالب دعا

طارق سلطان پوری

سرمایۂ سپاہِ حجازی کو دیکھ لو مرد جری، مجاہد و غازی کو دیکھ لو
تصویر دیکھنی ہو جو رُوح جہاد کی عبدالستار خان نیازی کو دیکھ لو

☆☆☆☆

ناموس مصطفیٰ کے تحفظ کے واسطے جس نے لگا دی جان کی بازی وہ شخص ہے
دار و رسن ہیں جس کی جسارت سے منفعل جیتی ہے جس نے عشق کی بازی وہ شخص ہے

وہ مردِ حق جو مدح و ملامت سے بے نیاز عجمی مگر خمیر حجازی وہ شخص ہے
جس کی قلندری سے خجل ہے سکندری محمود شان جس کی ایازی وہ شخص ہے
اُس کی شناخت اس کا تشخص ہے دین حق ترکی وہ شخص اور نہ تازی وہ شخص ہے
ہے مقصدِ حیات قیامِ نماز بھی خوبی یہی نہیں کہ نمازی وہ شخص ہے

Marfat.com

دل اس کا سوز و ساز بھی اور پیچ و تاب بھی　رمز آشنائے رومی و رازی وہ شخص ہے
مرعوب جس سے شیشہ گران فرنگ فن　مشہور جس کی خارا گدازی وہ شخص ہے

پروردۂ جنوں کہ نہیں جس پہ کارگر　عقل و خرد کی شعبدہ بازی وہ شخص ہے
اس دور کا کلیم عصا جس پہ بے اثر　فرعونیت کی سحر طرازی وہ شخص ہے

☆☆☆☆

ہیں مرد اور بھی مگر کس کا یہ طمطراق　شملے کی اور قد کی درازی دیکھ لو
مجموعۂ صفاتِ حجازی کو دیکھ لو　عبد الستار خان نیازی کو دیکھ لو

Marfat.com

جناب طارق سلطانپوری، حسن ابدال ضلع اٹک

(۱۹۹۰ء کے عام انتخابات میں مجاہد ملت دوسری بار قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ میاں محمد نواز شریف کو وزیر اعظم چنا گیا تو انھوں نے مجاہد ملت کو باصرار وزیر بلدیات بنایا مگر چند ماہ بعد کویت عراق جنگ کے مسئلہ اور شریعت بل کی منظوری میں تاخیری حربوں کی بناء پر وزیر اعظم سے حضرت مجاہد ملت کے شدید اختلافات ہو گئے۔ مجاہد ملت نے وزارت کو ٹھوکر مار کر حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا پروگرام بنایا۔ مگر بعد میں وزیر اعظم نے بڑی منّت وسماجت کی اور وعدہ کیا کہ اگر آپ دوبارہ میری کابینہ میں شمولیت اختیار فرمائیں تو میں آپ کی سرپرستی میں مملکت کو اسلامی فلاحی ریاست بنانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ۱۹۹۱ء میں مجاہد ملت دوبارہ وزارت مذہبی امور کی گدی پر متمکن ہوئے۔

جناب طارق سلطانپوری نے اسی موقعہ پر یہ ہدیہ تہنیت پیش کیا تھا۔ (قصوری)

دوسری بار ہوا تیرا وزارت میں شمول	اک بڑا واقعہ یہ قومی سیاست کا ہے
اپنے کردار سے یہ کر دیا ثابت تُو نے	احترام اب بھی یہاں اہل سیاست کا ہے
قدر کی جاتی ہے گر قدر کے قابل ہو کوئی	بات اخلاص کی ہے، مسئلہ محنت کا ہے
تیرے اعمال و خیالات سے ہے جو آگاہ	معترف وہ ترے کردار کی عظمت کا ہے
اے سعید ازلی، تیرا وجود مسعود	قابلِ فخر اثاثہ مری ملّت کا ہے
للہ الحمد، کہ اسلام کا قلعہ ہے یہ ملک	ہر مسلمان پہ فرض اس کی حفاظت کا ہے
کوئی طاقت ہمیں مرعوب نہیں کرسکتی	پاس ہتھیار گر ایمان کی طاقت کا ہے
فرد خوشحال تو خوشحال وطن بھی ہو گا	حق رسی فرد کی، یہ فرض قیادت کا ہے

Marfat.com

سخت دشوار ہے جو راستہ خدمت کا ہے
تیز تر تیغ سے ہے، بال سے باریک ہے یہ
بخشنے والا جو تمکین و وجاہت کا ہے
دستگیری تیری فرمائے خداوند کریم

اس سے، بخشندہ جو ہر برکت و نعمت کا ہے
کامیابی کیلئے مَیں ہُوں دعا گو تیرا
حسنِ کردار ہی معیار فضیلت کا ہے
تیرے کردار کی خوبی وہ کرے اور افزوں

کبریا اور محمدؐ کی اطاعت کا ہے
تجھ کو اندیشہ ہو کیا، طوق تیری گردن میں
رسم دنیا بھی ہے موقع بھی مسرّت کا ہے
خدمت والا میں ہے تہنیت صدق و خلوص

Marfat.com

محمد صادق قُصوری، بُرج کلاں ضلع قصور

ذات مولانا نیازی غازیٔ کردار ہے　　منقبت اُن کی لکھوں دل کا یہی اصرار ہے
موجزن ہے تیرے دل میں حبِ اصحاب نبیؐ　　تو سراپا مستِ عشقِ سیّدِ ابرارؐ ہے

مہرباں ہیں تجھ پہ بیشک اولیاء اور پنجتن　　سایہ افگن تیرے سر پہ رحمتِ غفار ہے
تیرا اندازِ خطابت کیوں نہ ہو سب سے الگ　　تیرے لہجے میں جلالِ حیدرِ کرارؓ ہے

دشمنانِ ملک وملت تجھ سے خائف کیوں نہ ہوں　　تو ہے حق گو اور باطل پر تری یلغار ہے
تُو ہے ملّت کا مجاہد، تُو نے پایا یہ خطاب　　دشمنِ دیں کیلئے تُو تیغ جوہر دار ہے

ہے ضعیف العمر لیکن عزم ہے تیرا جواں　　اس طرح تُو نوجوانوں کا سپہ سالار ہے
تُو ہے بیشک رہنما تحریکِ پاکستان کا　　آج بھی تیرا وہی جذبہ وہی رفتار ہے

حاکمانِ وقت بھی کرتے ہیں تیرا احترام　　تیری بیباکی کا ہر اک شخص کو اقرار ہے
اہل سنت و جماعت میں ہے تُو ہر دل عزیز　　یُوں جمعیتِ[1] کی صدارت کا بھی تو حقدار ہے

ناز ہے صادقؔ قصوری کو غلامی پر تری
یہ ترا بندہ ہے اور تو بندۂ ستّار ہے

---

[1] جمعیت علماء پاکستان

Marfat.com

قاضی غلام مرتضٰی صابؔر قادری نوشاہی، بریڈفورڈ (برطانیہ)

(۱۲ ستمبر ۱۹۹۵ء کو حضرت پیر معروف حسین عارفؔ نوشاہی کے زیر اہتمام بریڈفورڈ (برطانیہ) میں مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی دامت برکاتہم عالیہ کی زیر صدارت ایک شاندار علماؤ مشائخ کنوینشن منعقد ہوا۔ اس موقع پر قاضی غلام مرتضٰی صابؔر قادری نوشاہی مانسہروی آف بریڈفوزڈ نے حضرت مجاہد ملت مدظلہ کے حضور یوں خراج تحسین پیش کیا۔ (قصوری)

لقب زیبا ہے جس کو فخر ملک و دین وملّت کا
تُو وہ مرد مجاہد ہے جہانِ اہل سنت کا

مقامِ مصطفےٰ مقصود ہے تیری سیاست کا
نظام مصطفےٰ منشور ہے تیری جماعت کا

صداقت میں فراست میں شجاعت اور جسارت میں
نہیں ہے رہنما کوئی بھی تیرے قد و قامت کا

قیامت تک جہان عزم و دنیائے شجاعت میں
نشاں روشن رہے گا ترے پائے استقامت کا

چمک سے جس کی خیرہ ہیں نگاہیں ماہ و انجم کی
تیرے سر پر ہے سہرا اہل سنت کی قیادت کا

تری آمد کا سُن کر قلبِ غمگیں سے صدا نکلی
نصیبہ آج جاگ اٹھا ہے اقلیم ولایت کا

دلِ ویراں میں اُمیدوں کی شمعیں جگمگا اٹھیں
جو دیکھا چہرۂ پُر نور سالارِ عزیمت کا

نہیں ہے رزم گاہِ حفظ پاکستان میں تُو تنہا
ہے ترے ساتھ لشکرِ سرور عالمؐ کی رحمت کا

نہ کیوں نازاں ہو صابؔر آج اپنی خوش نصیبی پر
شرف اس کو ملا ہے اپنے قائد کی زیارت کا۔

Marfat.com

حضرت قمر یزدانی، پنوانہ ضلع سیالکوٹ

جان عرفاں مجاہد ملّت شمع ایماں مجاہد ملّت
مرد ذی شاں مجاہد ملّت جان جاناں مجاہد ملّت

گل بداماں مجاہد ملّت گوہر افشاں مجاہد ملّت
عاشق خواجۂ خواجگانِ امم حق کی بُرہان مجاہد ملّت

سر نگوں جس کے سامنے اغیار شیرِ یزداں مجاہد ملّت
اہل باطل کے حق میں ہیں لاریب تیغ برّاں مجاہد ملّت

ہیں نگہدار شرعِ مصطفویؐ مرد میداں مجاہد ملّت
ہیں سپہر خلوص و اُلفت کے مہ تاباں مجاہد ملّت

ہر افق پر جو غور سے دیکھا ہیں نمایاں مجاہد ملّت
سختیاں جھیلتے رہے تا عمر پھر بھی شاداں مجاہد ملّت

ناز انسانیت کو ہے جن پر ہیں وہ انساں مجاہد ملّت
آشنائے رموزِ فوزِ عظیم مردِ راہ داں مجاہد ملّت

اُن پہ نازاں ہے ملّتِ بیضا فخر دوراں مجاہد ملّت
قوم و مذہب کی خدمت بے لوث پر ہیں نازاں مجاہد ملّت
ہر ایک دل کی مراد ہیں وہ قمر
سب کے ارماں مجاہد ملّت

۱۹۔ ربیع الثانی ۱۴۱۷ء

۴۔ ستمبر ۱۹۹۶ء

Marfat.com

ڈاکٹر قمر تابش سیالکوٹ

اے امام صنعت حرف و زباں
اے مقام گفتگو میں بیکراں
تیرا انداز تخاطب جاوداں
تو فصاحت تو بلاغت کا جہاں

پاسبان اُمّتِ خیر الوریٰ
معتبر فراست اور وفا
تو امین فقر و شانِ بُوذری
تیر ٹھوکر میں شکوہِ قیصری

تو غلام سید خیرالانامؐ
مرد حق تُو اور تیغ بے نیام
اے کوہستانی امانت کے امیں
خون میں ترے ہے غیرت اور یقین

شوکت اسلام تیری آرزو
سطوتِ اسلام تیری جستجو
ہے جبیں پر طلعتِ خاکِ حجاز
اے کہ تو ہے پیکر ناز و نیاز

نام نامی ہے تیرا عبدالستار
تُو نیازی حرمتوں کا تاجدار
رُعبِ فاروقی تیرا جاہ و جلال
تو ہے مومن تیر ہیبت بے مثال

بارگاہِ مصطفےٰ میں ارجمند
طرّہ و دستار تیرے سر بلند
اوجِ رفعت اور عزّت کا امیں
راہ بطلے پر نگوں تیری جبیں

سنجر و ہجویر کی شوکت ہے تُو
نقشبندی قادری ثروت ہے تو
مشکبوئے قریۂ بسطام تُو
لائق عزو شرف اک نام تو

Marfat.com

تو اویسی نسبتوں کا اک نشان　　تیری راہ کی گرد رشکِ کہکشاں
حضرت اقبالؒ کا مومن ہے تُو　　صاف اور بے داغ اک دامن ہے تُو
تُو ہے ایثار و وفا کا اک جہاں　　صبرو استقلال کا کوہ گراں
عظمتیں تجھ سے قرائن کی عیاں　　تو صلاح الدین ایوبیؒ کی جاں

حق نگر حق آشنا حق کی زباں　　موسوی آسا تیرا معجز عیاں
بے خطر تو رشکِ آزاداں ہے تُو　　مستند اک صاحبِ عرفاں ہے تُو

واسطے اُمّت کے تُو قبلہ نما　　تُو حجازی نسبتوں سے، با صفا
تو امانت دار ہے اسلاف کا　　تُو نمائندہ حسیں اوصاف کا
تیری صورت تیری سیرت پُر فشاں　　تجھ سے روشن ہے ضمیر کہکشاں

ہاشمی انوار سے تو مستنیر　　تو وسیع القلب تو روشن ضمیر
کوفیوں اور شامیوں کے درمیاں　　اک شبیری ہے تو غیرت نشاں

منبر و محراب کی عظمت ہے تُو　　حرمت اسلاف کی عزّت ہے تُو
صاحب خیر النظر خیر البیاں　　قریہ الحاد میں تو ہے اذاں

صادق حرف قلم ہوں میں ضرور　　جو تجھے سمجھے، نہیں مجھ میں شعور
ہوں ضعیفِ فکر کیا سوچوں گا میں　　ہوں نحیف ذکر کیا لکھوں گا

Marfat.com

یہ قمر تابش نزار و بے ہنر | پیش کرتا ہے عقیدت کے گہر
طشتِ دردِ آسی[1] مخدوم ہے | میری یہ کاوش جو کہ منظوم ہے

باطفیلِ ذرۂ خاکِ نجف
گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

۲۱۔اکتوبر ۱۹۹۶ء

---

[1] پروفیسر محمد حسین آسی مدظلہ

Marfat.com

ڈاکٹر قمر تابش، سیالکوٹ

کمالِ حسنِ ایثار و وفا میں فرد لاثانی زہے انوار نسبت ہیں یہ صدیقی و عثمانی
منوّر ان کا سینہ حسنِ انوارِ صداقت سے خجل ہیں ظلمتیں ان سے ہے نور و تابانی

یہ اپنے عہد کے بے مثل عالم اور انساں ہیں فصاحت اور بلاغت میں نہیں ان کا کوئی ثانی
تدبّر ان کا خوشبوئے مدینہ سے معطّر ہے انہیں تفویظ ہے طیبہ سے اسلوب جہانبانی

یہی ہیں اتحاد ملّتِ اسلام کے داعی انہیں سے فکرِ دستورِ جمال الدین افغانی
کلامِ حضرت اقبالؒ کے پیکر بھی مظہر بھی جہانگیری تدبّر ہے تفکّر ہے جہاں بانی

ہیں فاروقی وجاہت میں یہ غیرت کا اٹل پیکر انہیں درکار ہے عزّت کی حرمت کی فراوانی
کوئی موسم ہو دستورِ سگانِ اہلِ دنیا کا بہر رنگے بہر پہلو سیاست ان کی قرآنی

امام اہلسنت حضرت احمد رضا خانؒ سے انہیں کامل عقیدت ہے انہیں ہے ربط عرفانی
ریاضت ان کی سرکوبی ہر اک گستاخ وملحد کی عبادت ان کی سرکارِ دو عالم کی ثناء خوانی

یہی قبلہ نما ہیں راہبری کے باب میں مطلق نظر ان کی ہے آفاقی جبیں ان کی ہے نورانی
نیازی کا مقدر شرحِ شانِ بے نیازی ہے عطا ان کو توکل کی ہوئی ہے اک فراوانی

حضورِ سیدِ کونینؐ ہر ساعت مؤدب ہیں عبادت کا یہ اندازِ حسیں ہے ان کا لافانی
ہے پاکستان ان کے فکر سے زندہ و پائندہ انہیں کے رعب سے ملحد سبھی ہیں غرق حیرانی

Marfat.com

کلاہ و جُبّہ و دستار و عصا سب مقدس ہیں محافظ ان کی عظمت کے ہیں اجمیریؒ و جیلانیؒ
تیرے بے داغ دامن کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں قبول بارگاہ مصطفےٰؐ ہے تیری پیشانی

فرنگی شاطروں کی معنوی اولاد شاہد ہے کبھی بیچی نہیں تو نے متاع جنس ایمانی
تیرے حسن تجرد پر جمال حوریاں قرباں بڑی مشکل حقیقت کو بنایا تُو نے آسانی

قسم مجھ کو جنیدؒ و بایزیدؒ و حسن بصریؒ کی کہ تجھ پر ناز کرتی ہے فقیری اور سُلطانی
تیرے کردار کی عظمت میں کیسے، کس طرح لکھوں نہ میں رومی نہ میں جامی نہ میں رازی نہ خرقانی
"قلندر جز دو حرف لا الا کچھ بھی نہیں رکھتا" تیرے کردار ہی سے یہ حقیقت ہم نے ہے جانی

قمر تابش غلامِ آلِ سرکارِ دو عالمؐ ہے
اسے آسی اِنے سکھائے ہیں یہ آدابِ سلمانی

پروفیسر محمد حسین آسی دامت برکاتہم عالیہ

۳۰۔اکتوبر ۱۹۹۶ء

Marfat.com

مولانا غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے شکر گڑھ ضلع نارووال

ادارہ تعلیمات مجددیہ، ارشد لائبریری

ریلوے روڈ، شکر گڑھ ضلع نارووال

۱۸ نومبر ۱۹۹۶ء

مورخ اہل سنت حضرت قبلہ صادق قصوری صاحب

السلام المسنون! آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ یہ جان کر بہت مسرت ہوئی کہ آپ مجاہد ملت جناب مولانا عبدالستار خاں نیازی کی سیرت و کردار کے حوالے سے کتاب مرتب فرما رہے ہیں۔ آپ کے گرامی نامے سے پہلے جناب ڈاکٹر قمر تابش صاحب (سیالکوٹ) نے بھی آپ کے اس کارنامے کا ذکر فرمایا ہے کہ اچھے انسان دنیا سے چلے جائیں تو پھر ان کی تعریف و توصیف میں کچھ قلمبند کیا جاتا ہے حالانکہ ان کی زندگی میں ان کی خدمات ملی اور نوازشات دینی کا اعتراف و اقرار کرنا چاہیے۔ مولانا نیازی معمولی انسان نہیں، ایک عہد ہے، جذبوں کا دریا ہے جو آج بھی سینۂ وقت پر رواں دواں ہے۔ میں ان کا خاموش مداح تھا۔ آپ نے میرے دل کا سکوت توڑ دیا ہے۔ اور میرے اندر پرورش پانے والے خیالات و احساسات لفظوں کے روپ میں ڈھل چکے ہیں۔ آپ کے گرامی نامے کے ساتھ ساتھ میرے استاد گرامی قبلہ آسی ادام اللہ ظلہ عنینا فی الدارین نے بھی حکم فرمایا، قبلہ ڈاکٹر قمر تابش صاحب نے بھی تحریک دلائی۔ اس طرح یہ کاہل ازلی چند الفاظ لکھنے کا اہل ہوا۔ امید ہے، دل کے ان نازک جذبات کو قابلِ التفات سمجھا جائے گا۔ کتاب چھپنے پر اس عاجز کو ضرور یاد رکھئے اور اس عرض نامے کا ضرور جواب مرحمت فرمایئے۔)

عظمت کا ستوں، دین کا مینار نیازی دستورِ شریعت کا علمدار، نیازی

سورج کی طرح وقت کے ہر موڑ پہ دیکھو ظلمت سے ہوا برسرِ پیکار، نیازی

Marfat.com

اللہ کے بندوں کا وفادار ہمیشہ اللہ کے دشمن پر شرر بار ، نیازی
میدان تگ و تاز میں سرگرم عمل ہے ہمت کا نشاں ، عزم کی للکار ، نیازی

پاکیزہ رہا گوہر شاداب کی مانند تصویر خودی ، غازیٔ کردار ، نیازی
ٹھکرایا زر و جاہ کو نفرت کی نظر سے یہ سچ ہے کہ "بندۂ ستار" نیازی

واللہ ہر اک باغیٔ اسلام کے آگے لگتا ہے ہمیں صورتِ دیوار ، نیازی
اقبالؔ کا مومن ہے تو قائد کا سپاہی شہباز نمت ، مفخر احرار ، نیازی

پیغام

تُو دورِ زبُوں حال کا ہے مرد قلندر تُو قوم شکستہ کا ہے معمار ، نیازی
تنکوں کی طرح ٹوٹ گئی ملت مرحوم یکجان کر اس قوم کو اک بار، نیازی
اسلام کے دامن میں اگے کانٹے ہی کانٹے اجڑے ہیں محبت کے چمن زار ، نیازی
امید کے کھیتوں کو پرائیوں نے اجاڑا اپنے بھی نظر آئے ستم کار ، نیازی
توحید پریشان ہے ، ایمان ہے تشنہ ہر سمت ہے الحاد کی یلغار ، نیازی
وہ پیارا وطن حق کی جو انمول عطا ہے کس درجہ کیا ظلم نے مسمار ، نیازی
آزاد نظر آتا ہے جو ملک بظاہر وہ ملک ہے باطن میں گرفتار ، نیازی
تہذیب فرنگی نے اصولوں کو مٹایا فتنوں کا عجب گرم ہے بازار ، نیازی
اس ملک کے ذرّوں میں ہے خوں تیرا بھی شامل تو بھی تو ہے اس ملک کا غمخوار ، نیازی
تو "شیخِ مجدد" کے در فیض کا وارث کر ان کی طرح قوم کو بیدار ، نیازی
یہ قلبِ غلامِ شہِ بطحاؐ کی صدا ہے ہوں تیرے شہ بطحاؐ ، مددگار ، نیازی

Marfat.com

(۳۔فروری ۱۹۹۷ء کو ہونے والے عام انتخابات کے سلسلے میں قومی اخبارات میں خوب گہما گہمی رہی۔ ہر جماعت کے بارے میں مضامین، اداریئے، مراسلات وغیرہ چھپے۔ روز نامہ ''جنگ'' لاہور میں ''میرے پسندیدہ نعرے'' کے زیرعنوان مختلف سیاسی جماعتوں اور لیڈروں کے بارے میں اشعار چھپتے رہے۔ مورخہ ۲۔جنوری کے ''جنگ'' میں ص ۲ کالم ۷ پر ''جھولی نہ پھیلانے والی'' (جے یو پی) کے عنوان سے مندرجہ ذیل اشعار چھپے جن میں حضرت مجاہد ملت کے حضور خراج تحسین پیش کیا گیا۔ افسوس کہ شاعر کا نام نہیں چھپا۔

(قصوری)

جھولی نہ پھیلانے والی جے یو پی ، جے یو پی
قائد اعظم کی یادگار مولانا عبد الستار

ملک و ملت کا ہے غمخوار مولانا عبد الستار
جس نے جیتا ہر میدان جمعیت علمائے پاکستان

Marfat.com

پروفیسر محمد حسین آسی، شکرگڑھ ضلع نارووال

نیازی بندۂ قیوم و داور
نیازی عاشقِ شاہِ مدینہ
خلوص بندگی ہے اس کا جوہر
ہے جس کا عشق سے معمور سینہ

نیازی کارواں سالارِ توحید
غلام خواجۂ مرحب فگن ہے
نیازی گرمیٔ بازارِ توحید
نیازی بت شکن تھا بت شکن ہے

نیازی کاشفِ اسرارِ جاں ہے
مقام مصطفیٰؐ پر ہے یہ قربان
سراپا سوز اس کی داستان ہے
نظام مصطفیٰؐ کا ہے یہ اعلان

ہوائے نفس سے آزاد ہے یہ
نیازی وقفِ رسمِ جانسپاری
فضائے عشق میں آباد ہے یہ
ہے فرعونوں پہ اس رعب طاری

محمد ابن قاسم کی ہے للکار !!
ہے باطل کے خلاف اس کی تگ وتاز
صلاح الدین ایوبی کی تلوار
ہے لاہوتی فضا میں اس کی پرواز

نیازی بے نیاز سیم و زر ہے
نیازی صبر و جرأت کا حوالہ
نیازی نازشِ اہل نظر ہے
نیازی عزم و ہمت کا ہمالہ

نیازی وارث رومیؒ و جامیؒ
نیازی صدق ایمانی کا مظہر
نیازی عشق و مستی کا پیامی
زبان و دل کی یکسانی کا مظہر

نیازی قوم کا ہے قلبِ بیدار
نیازی قائد اعظمؒ کا محرم
نیازی ذوالفنون، صاحب جنوں ہے
زہے اقبال کا شاہین و شہکار
نیازی قائد ملت کا ہمدم
شریک زمرۂ لایحزنوں ہے

Marfat.com

نیازی مخزن صدق و عدالت | علمبردارِ احیائے خلافت

نیازی مایہء اہل طریقت | یکے از پاسبانان شریعت
وہ باطل پہ سدا شعلہ فشاں ہے | نیازی پیر ہو کر بھی جواں ہے

نیازی دین و ملّت کا سپاہی | فدا ہے اس کی درویشی پہ شاہی
نیازی نازِ ملّت شانِ ملّت | نیازی بالیقین بُرہانِ ملّت

نیازی گوہرِ کانِ حیا ہے | نیازی لالہء رنگیں قبا ہے
نیازی کا عنوانِ صحیفہ[1] | حدیث پاک الدین النصیحہ[2]

سیاست میں صداقت کا علمدار | بہر صورت حقیقت کا پرستار
دعا ہے خالق ارض و سما سے | نیازی کو بچائے ہر بلا سے

کرم سرکارؐ کا ہر دم فزوں ہو | کبھی طرّہ نہ اس کا سرنگوں ہو
نظامِ مصطفےٰؐ آئے وطن میں | بہارِ جاوداں آئے چمن میں

بفیض پیر[3] آسی جگمگائے
غلامانِ نبیؐ کے گیت گائے

۱۲۔شوال المکرّم ۱۴۱۷ھ

۲۰۔فروری ۱۹۹۷ء،جمعرات

[1] یعنی صحیفہء حیات کا عنواں۔ [2] یعنی ''دین خیر خواہی کا نام ہے''۔

[3] حضرت پیر سید علی حسین نقش لاثانی علی پوری قدس سرّہ۔

Marfat.com

عبدالغنی تائب، حافظ آباد

حلیف و حامیٔ ترویجِ دین ومذہب ہے   حریف و ماحیٔ شرو فساد بملّت ہے
زہے نصیب اسے ہر گھڑی ہر اک لمحہ   خیال نشاۃ احیائے خیر امّت ہے
وقار زندگی کا ترجمان نیازی ہے
وہ مرد حق امیر کارواں نیازی ہے

ہوا ہے آج اس کا اک جہان گرویدہ   ہیں فرش راہ اس کے واسطے دل و دیدہ
فضا میں ہر طرف کیوں نہ بھلا مہک پھیلے   کہ ہے وہ گلشن امید کا گلِ چیدہ
گلستان وطن کا باغباں نیازی ہے
وہ مرد حق امیرِ کارواں نیازی ہے

یقیں کی ضرب سے توڑے بتانِ عصبیّت   دلوں میں نقش کرے وہ خطوط جمعیّت
حصول منزل مقصود مطمحِ جاں ہے   نشان کا مرانی اس کی حسن تربیّت
ثبات و عزم کا کوہِ گراں نیازی ہے
وہ مرد حق امیرِ کارواں نیازی ہے

ہجومِ یاس میں اُمید کا سہارا ہے   وہ گرداب بلا میں آس کا کنارا ہے
وجود اس کا اپنوں کے لیے بریشم سا   عدُو کے واسطے وہ موت کا اشارہ ہے
زہے قسمت ہمارے درمیاں نیازی ہے
وہ مرِد حق امیرِ کارواں نیازی ہے

گزارے زندگی وہ فکر میں ریاضت میں   نہیں ہے ہمسر و ثانی کوئی سیاست میں
صراطِ عشق پر ہے گامزن بحمد اللہ   ہمارا قافلہ اس بے ریا قیادت میں
خوشا علم و عمل کی داستاں نیازی ہے
وہ مردِ حق امیر کارواں نیازی ہے

Marfat.com

خلوص قلب سے تُو اس کو راہبر کر لے نظام مصطفیٰؐ کا نعرہ دل میں گھر کر لے
ثبات وصبر ہے اک جوش ہے قیادت میں تُو اسکے زیر سایہ زندگی بسر کر لے

ہمارے قافلے کا سارباں نیازی ہے
وہ مردِ حق امیر کارواں نیازی ہے

وہ سلف امت احمدؐ کے ہیں یہاں نائب وہ جس کی رائے اہل علم میں رہی صائب
یہ کرتے ناز ہیں کتنا عروج پر اس کے فضائے دہر کے خورد و کلاں سبھی تائب

بہارِ جاوداں ، مقصودِ جاں نیازی ہے
وہ مردِ حق امیرِ کارواں نیازی ہے

۳۔مارچ ۱۹۹۷،پیروار

Marfat.com

محمد اسحاق انصاری امرتسری، حافظ آباد

مرد مجاہد سُچا غازی ، خان نیازی خان نیازی
تن عجمی رُوح وچ حجازی ، خان نیازی خان نیازی

☆☆☆☆

قائد اعظمؒ دا ہمراہی ، آزادی کا چون سپاہی
موت کولوں جس جت لئی بازی ، خان نیازی خان نیازی

☆☆☆☆

مُنڈ پنے وچ کرکے حیلہ ، کٹھا کیتا تیلا تیلا
سوہنی کیتی ملّت سازی ، خان نیازی خان نیازی

☆☆☆☆

نت جیلاں دی بھٹھی سکیا ، پر نہ جھکیا تے نہ وکیا
وختاں وچ طبیعت تازی ، خان نیازی خان نیازی

☆☆☆☆

کم ایہدے چٹے چمکن ، ایہدے ای لہو دے چھٹے چمکن
سوچ ایہدی اے ملک نوازی ، خان نیازی خان نیازی

☆☆☆☆

میانوالی دا سہرہ بنیاں ، ذوالفقار گھر چانن چھنیاں
دوجا رومی دوجا رازی ، خان نیازی خان نیازی

☆☆☆☆

عشق نبیؐ دا لشکاں مارے ، چہرے اُتے بن چمکارے
پکا روزے دار نمازی ، خان نیازی خان نیازی

Marfat.com

مسلم قوم دا سُچا لیڈر ،سچ کہواں تے اُچا لیڈر
جس کیتی جمعیت سازی ، خان نیازی خان نیازی

☆☆☆☆

کیہہ اسحاق ایہدا اے کہنا ، اہلسنت دے گل گہنا
صدی چودھویں دا شیرازی ، خان نیازی خان نیازی

۳۔مارچ ۱۹۹۷ء، پیروار

---

۱ والد گرامی حضرت مجاہد ملت جناب ذوالفقار خاں نیازی (قصوری)

Marfat.com

پروفیسر محمد اشفاق چغتائی، اسلام آباد

چوما ہے اس نے دار کو، مقتل نورَد ہے
اس عہد بے شرف میں شرف کیش مرد ہے

اقبالؒ کی ہے زندہ تمنا کا سلسلہ
سینے میں اس کے ملت بیضا کا درد ہے

نازاں ہے اس پہ خطۂ غیرت کا ہر بشر
وہ علم و حسن و عشق و حمیّت میں فرد ہے

اس کی نگاہِ لطف سے پتھر ہوئے گداز
آنکھوں میں رہگذارِ مدینہ کی گرد ہے

لوگو! میرے جری کی نظر کے جلال سے
بام فلک پہ چہرۂ خورشید زرد ہے

میدان کارزار میں مانندِ شیرِ نر
دل میں مثال آہوئے صحرا نورد ہے

اک عشقِ مصطفےٰؐ ہے متاعِ فقیر بس
ملّت کا وہ مجاہد رعنا ہے، مرد ہے

شبہائے زر پوست میں صُبحِ جمالِ فقر
اشفاق وہ قبیلۂ بوذرؓ کا فرد ہے

۱۱۔ مارچ ۱۹۹۷ء

Marfat.com

پروفیسر محمد اشفاق چغتائی، اسلام آباد

ہمت کی داستان ہے جرأت کا باب ہے
وہ آپ اپنی ذات میں اِک انقلاب ہے
اس کی رگوں میں دوڑتی پھرتی ہیں بجلیاں
ایمان کی تپش ہے عمل کا شہاب ہے

جس کی حیاتِ رفتہ سراپا جہاد ہو
اس مرد سرفروش سے ملنا ثواب ہے
گرچہ گزار دی ہیں اکاسی خزاں رتیں
اس دلنواز شخص کا چہرہ گلاب ہے

اس کی "کلہ" جلال ہے فقیر غیور کا
اقبال کی خودی کا وہی انتخاب ہے
اللہ رے چشم ساقیٔ کوثر کی بخششیں
دل میں چھلکی عشقِ نبیؐ کی شراب ہے

ہوگا اسی کے فیض سے ملت کا اتحاد
آنکھوں میں اس کی وحدت امہ کا خواب ہے

۱۱۔ مارچ ۱۹۹۷ء

Marfat.com

الحاج محمد علی ظہوری قصوری، لاہور

وجودِ علم و عمل سرخئ بیاں کے لیے | قلم کو ناز رقم پر ہو داستاں کے لیے
نیازی راہِ محبت کا وہ حُدی خواں ہے | جو وقفِ مدح ہے محبوبِ دو جہاںؐ کے لیے

عظیم پیکرِ جرأت، صداقتوں کا امیں | لقب سراپا تشکّر ہے اس بیاں کے لیے
وہ جس کا ظاہر و باطن ہے روشنی کا جہاں | زمیں نثار محبت کے آسماں کے لیے

ملی ہے جس کی بدولت وطن کو آزادی | سلام ہے مرا اس ہمّتِ جواں کے لیے
جہاد کو ہے بجا ناز اس مجاہد پر | جیا جو پاک وطن پاک آستاں کے لیے

جلایا تیرہ شبی میں چراغِ آزادی | تمام عمر کی تزئین گلستان کے لیے
نظامِ مصطفویؐ کا نقیبِ شعلہ نوا | ''سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کے لیے''

''نگہ بلند سخن دلنواز، جاں پر سوز | یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے''
ظہوری ملتِ اسلامیہ کا سرمایہ | دمِ نیازی غنیمت ہے اس نشاں کیلئے

۱۱۔اپریل ۱۹۹۷ء

Marfat.com

حضرت حفیظ تائب، لاہور

ملّت کے مجاہد مولانا عبدالستار نیازی ہیں پیکرِ اخلاص و حمیّت کا عبدالستار نیازی ہیں
تحریک پاکستان ہو یا تحریک ختم نبوت ہو ہر دور میں تھے جو راہنما عبدالستار نیازی ہیں

مکتوب بنام قائدؒ ہیں شاہد جذبوں کی رفعت پہ تقریریں جن کی شوق افزا عبدالستار نیازی ہیں
وہ عشق و خرد کا اک سنگم، وہ فکر و خبر کا اک گلشن وہ فہم و فراست کا دریا عبدالستار نیازی ہیں

آواز ''نوائے وقت'' سے ہم آہنگ رہی ہر دم جن کی
انداز ہے لیکن جن کا جدا عبدالستار نیازی ہیں

۱۹۔اپریل ۱۹۹۷ء، بروز ہفتہ

Marfat.com

ڈاکٹر محمد منظور الحق مخدوم، حافظ آباد

بطل حریّت نیازی مولانا عبدالستار — مرد مومن مرد غازی مولانا عبدالستار
تو ہے عظمت کا ہمالہ اور شکوہ فقرو دیں — تیرا شیوہ پاکبازی مولانا عبد الستار

انفرادیت کا مظہر اور وجہِ امتیاز — تیرا طرّہ امتیازی مولانا عبد الستار
مقصد و منشا ہے تیرا نشاۃ واحیائے دیں — تیر نَے کی لے حجازی مولانا عبد الستار

سرور کونینؐ کو اللہ کے محمود کو — بھا گئی تیری ایازی مولانا عبد الستار
علم سے اور معرفت سے تو برابر بہرہ ور — ہمسرِ رومیؒ و رازیؒ مولانا عبدالستار

سرخرو عشق حقیقی سے تھا تو تجھ کو نہ تھی — فرصت عشق مجازی مولانا عبد الستار
صنف نازک تجھ کو مائل کر سکی نہ مطلقاً — باہم عشوہ طرازی مولانا عبدالستار

تو ہراول میں رہا تحریکِ پاکستان کے — تُو نے کی تاریخ سازی مولانا عبد الستار
رہ نوردان سیاست پا پیادہ ہمرکاب — توسوارِ اسپ تازی مولانا عبدالستار

تیری طنیت نے ہمیشہ سرو قد رکھا تجھے — تیری شان بے نیازی مولانا عبد الستار
تھک گئے کچھ رک گئے کچھ بک گئے کچھ جھک گئے — لے گیا تُو سب سے بازی مولانا عبدالستار
کام آئی ہے سوادِ اہلسنت کے تیری — دستگیری ، دلنوازی ، مولانا عبدالستار
مدعائے زندگی داری نظام مصطفیٰؐ — تا حصول مدعا زی مولانا عبد الستار

آج ملک و قوم اور مخدوم کو مطلوب ہے
عمر تیری کی درازی مولانا عبد الستار

۲۰ اپریل ۱۹۹۷ء بروز اتوار

Marfat.com

جناب ندیم نیازی عیسیٰ خیلوی، رحیم یار خان

محمد عبداللہ ندیم نیازی عیسیٰ خیلوی

ا۔ نیازی کالونی، رحیم یار خان

۲۳۔اپریل ۱۹۹۷ء

گرامی قدر مکرمی جناب محمد صادق قصوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! آپ کا مکتوب گرامی ملا۔ اس کرم فرمائی کے لیے سپاس گزار ہوں۔ میری کوتاہی ہے کہ سلسلۂ مکاتبت قائم نہ رکھ سکا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہے کہ آپ نے مجھے اس نیک کام میں شرکت کی دعوت دی۔ ایک آزاد نظم بہت عرصہ پہلے لکھی تھی ارسال خدمت ہے۔ گر قبول افتد زہے نصیب

والسلام خاکپائے رسول کریم رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم وخادم الفقراء

محمد عبداللہ ندیم نیازی عیسیٰ خیلوی عفی عنہٗ

عشقِ حق، شمع رسالت کا ہے پروانہ بجا\
جرأتِ ایمان کا پیکرِ عظیم\
ہے مجاہد اور غازی مردِ حق\
خودشناسی کا سبق ہر شخص کو اس نے دیا\
ذہن کی لوح پر لکھے الفاظ۔ زندہ آگہی\
چار سو مظلوم و بے کس مفلس انسانوں کے لشکر دیکھ کر\
اس کے سچے نیک جذبے کو جسارت مل گئی\
سر ہتھیلی پر رکھے تعمیر پاکستان میں روز و شب کوشاں رہا\
اور چاہا کہ کوئی مسلم کبھی، ہو نہ کرب و ابتلا کا کچھ شکار\
راہ حق پر گامزن ہر دم ہے یہ

Marfat.com

اس نے اپنی ذات کی خاطر بنایا کچھ نہیں
ایسا انسان ڈھونڈ ییے، ملتا نہیں
قید و بند دار و سلاسل سے نہ گھبرایا کبھی
بے غرض ہمدردیوں کی مشعلیں
لے کے روشن راہ کئے چلتے ہے یہ۔ ظلمت مادہ پرستی سے پرے
پرُ ثمر ہر اک شجر بوتا ہے یہ
بے سر و سامانی کے باوصف یہ خوشحال ہے
خدمتِ انسانیت اس کی عبادت ہے بنی
اس کی متاعِ زیست ہے ایمان کی پونجی گراں
ملک وملت کے لئے مسائباں ہے یہ بنا

Marfat.com

جناب اخلاق عاطف، سرگودھا

عظمت کا مینار نیازی — غیرت کی دیوار نیازی
چاہت کا معیار نیازی — شفقت کا اظہار نیازی

ملت کا انمول مجاہد — قدرت کا شہکار نیازی
امن کا داعی صلح کا خوگر — سرتاپا ایثار نیازی

عالم ، دانشور ، مقرر — سخن پہلو دار ، نیازی
حق کا خاص حقیقی ساتھی — سچ کا سچا یار نیازی

مظلوموں کے کام آنے کو — ہر لحظہ تیار ، نیازی
غیرتِ ملّی کا رکھوالا — کڑیل پہرے دار نیازی

جہدِ فروغِ دین میں شامل — متحرک کردار نیازی
سب پہ عیاں ہے اس کا جیون — قوم کا ہے غم خوار نیازی

تنہا ہے ، پر ، تنہا کب ہے — جہد و عمل کا یار نیازی
لطف خطابت جیسا بخشے — واہ! تیری گفتار نیازی

دیکھو تو ناچیز سا بندہ — سوچو تو کہسار نیازی
سُکھ کی چھاؤں بانٹنے والا — شجرِ سایہ دار نیازی

مری دُعا ہے عشق نبیؐ میں — رہے سدا بیمار ، نیازی
قائد ، پیر ، بزرگ سبھی کا — سب کا تابع دار نیازی

خالد[1] و صادق[2] سچ کہتے ہیں
عاطف ، ہے اوتار نیازی

۸۔مئی ۱۹۹۷ء

۱۔خالد اقبال مسرت ایڈووکیٹ سرگودھا

۲۔محمد صادق قصوری مرتب کتاب ہذا

Marfat.com

محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ لاہور

صدر پاکستان مسلم لیگ شعبہ خواتین پنجاب

ایڈیٹر ماہنامہ ''وطن دوست'' لاہور

لاہور ۱۰ مئی ۱۹۹۷ء

محترم بھائی صادق قصوری

تسلیمات! بہاولپور میں مجھے کچھ دن زیادہ رکنا پڑ گیا۔ جس کے لیے معذرت چاہتی ہوں۔ میں واقعی شاعرہ نہیں۔ یہ کسر نفسی نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ میری تک بندیوں کی کتاب بن گئی ہے۔ یونہی سفر میں ایک نظم سی بن گئی ہے۔ بھیج رہی ہوں۔ یہ چھاپنے کے لائق نہیں۔ اگر اس سے بہتر شعر ہو گئے تو لکھ بھیجوں گی۔

والسلام

بشریٰ رحمٰن

''مولانا عبدالستارؒ نیازی کی نذر''

ان کے چہرے کی ضیاء دل میں اتر جاتی ہے

بات کہنے کی ادا، دل میں اتر جاتی ہے

دبدبہ ان کا فرنگی کو جھکا دیتا تھا

فلسفہ ان کا مخالف کو جھکا دیتا تھا

لہجہ ان کا میں بتاؤں تجھے کیا اے دوست

بحر الفت میں روانی جیسا!

سارے قصے میں کہانی جیسا!

دلربائی میں جوانی جیسا!

وہ کہ اک شخص ''نشانی'' جیسا!

Marfat.com

محمد حنیف، عالم فدائی، حافظ آباد

عظمت کا آسماں ہیں عبدالستار صاحب ہمدوش کہکشاں ہیں عبدالستار صاحب
کردار کے ہمالہ، گفتار کے وہ اعلیٰ، اک نقش جاوداں ہیں عبدالستار صاحب

نیکی پہ ہیں وہ مائل، دشمن بھی جن کے قائل، حق بات کی زباں ہیں عبدالستار صاحب
وہ مرد حق شناور، تقدیر پہ ہیں شاکر، پیہم رواں دواں ہیں عبدالستار صاحب

درویش ایسی صورت، اور آئینہ سی سیرت، ہر آن کامراں ہیں عبدالستار صاحب
دین نبیؐ کے عاشق، قول و عمل میں صادق، ہر دل کے درمیاں ہیں عبدالستار صاحب

وہ مرد حق، مجاہد، زاہد بھی اور عابد، فطرت کے راز داں ہیں عبدالستار صاحب
عالم بھی بے مثل ہیں قائد بھی بے بدل ہیں، اک بحر بے کراں ہیں عبدالستار صاحب

اس دور کی حقیقت، وہ رہ رو شریعت، عالی ہیں عالی شاں ہیں عبدالستار صاحب
اسلام کے سپاہی، دین خدا کے راہی، جرأت کی داستاں ہیں عبدالستار صاحب

مطلوب مصطفےٰؐ کے، محبوب وہ خدا کے، ہر دل کے ترجماں ہیں عبدالستار صاحب
آقا کے عاشقوں کے، سنیوں کے قافلوں کے، خود میر کارواں ہیں عبدالستار صاحب

نہ ہی جھکے کبھی ہیں، نہ ہی دبے کبھی ہیں وہ اک جری جواں ہیں عبدالستار صاحب
آئیں گے ایک دن وہ، چھائیں گے ایک دن وہ عالم کے حکمراں ہیں عبدالستار صاحب

۱۵۔مئی ۱۹۹۷، بروز جمعرات

Marfat.com

پروفیسر سیف اللہ خالد، لاہور

A/100 بلاک ایف گلشن راوی لاہور

۱۸ مئی ۱۹۹۷ء

واجب الاحترام مولانا محمد صادق قصوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! مجاہد ملت مولانا عبدالستار نیازی مدظلہ ایک گرانقدر اثاثہ ہیں۔آپ کے ارشاد کی تعمیل میں ان کے حضور خراج عقیدت (وہ بے نیاز نیازی) حاضر ہے۔

مخلص

سیف اللہ خالد

وہ آن بان کہ سب کج کلاہ خائف ہوں　　اسی کے ہاتھ پہ بیعت ہوں جو مخالف ہوں
ہراک مقام ہے محراب و منبر اس کے لیئے　　زبان، جس طرح ترتیل میں صحائف ہوں

خرد فروز تخیل ، بصیرتیں رخشاں　　بیان ایسا ، لگے ، ہمکلام ہاتف ہوں
بس ایک نعرۂ حق ہے، پنپ سکے نہ عدو　　درود ، دین ، دلیری اگر وظائف ہوں

خلاصہ اس کی سبھی کاوشوں کا ہے یہ فقط　　خدا کے بندے خدا کی رضا سے واقف ہوں!
وہ بے نیاز نیازی کہ اس کے لہجے میں　　سروش غیب کی صورت رواں معارف ہوں

پہاڑ جیسی عزیمت ، ارادہ دریا سا
ہے اس کی ذات کا ہر رنگ عہد رفتہ سا

Marfat.com

حمید اللہ خاں ضیاؔ اسلام پوری موچھ ضلع میانوالی

مرد وفا شعار ہے عبد الستار خاں
بے حد خلوص کار ہے عبدالستار خان

سو جان سے فدا ہے محمدؐ کے نام پر
ملّت کا جانثار ہے عبدالستار خان

اُس کے رُخ جمیل کی کہتی ہے دلکشی
تازہ گُل بہار ہے عبد الستار خان

باطل سے ہو اگر کہیں حق کا مقابلہ
واں تیغ آبدار ہے عبدالستار خان

باطل کے آگے سر کبھی اس کا نہ جھک سکا
غیور طرح دار ہے عبد الستار خان

تعظیم جس کی کرتے ہیں خرد و کلاں سب
وہ مرد باوقار ہے عبد الستار خان

تقریر اس کی سن کے میرے دل نے یوں کہا
اک ابر گہر بار ہے عبد الستار خان

عالم ہے پاکباز تو زاہد ہے بے ریا
درویش وضع دار ہے عبد الستار خان

مانی ہوئی ہے بات قلندر ہے وقت کا
ملّت کا افتخار ہے عبدالستار خان

اس کا جہان اور ہے زاغ و زغن کا اور
شاہین کوہسار ہے عبد الستار خان

غیروں کا چاہتا ہے دل و جان سے بھلا
اپنوں کا غمگسار ہے عبدالستار خان

سب فیض اس سے پاتے ہیں اپنے بھی غیر بھی
اک نخل سایہ دار ہے عبد الستار خان

کہتا ہے اس کا طرۂ دستار بر ملا
دیکھو کہ تاجدار ہے عبد الستار خان

راحت رساں ہے ہر کس و ناکس کے واسطے
اک گلشن بے خار ہے عبدالستار خان

خوش خلق و خوش خصال ہے یہ مرد نیک دل
خوش بخت و کامگار ہے عبدالستار خاں

حرص و ہوا کی قید سے آزاد جو رہا
وہ مرد بختیار ہے عبد الستار خان

خواہش ہے اس کے قرب کی ہر سربراہ کو
وہ دُرِ شاہوار ہے عبدالستار خان

زندہ رہے گا نام سدا اس کا اے ضیاؔ
اک نقش پائیدار ہے عبدالستار خان

ماہنامہ ''نوائے پٹھان'' لاہور فروری ۱۹۹۹ء ص ۳۸

Marfat.com

علامہ شبیر بخاری، لاہور

مخدوم جہانیاں اکیڈمی لاہور

۲۰۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء

عزیز محترم قصوری صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

سلام مسنون! آپ کا گرامی نامہ ابھی ابھی ملا۔ اس ملک میں علی العموم اچھے انسان کو اچھا کہنے کا رواج کم ہے۔ اس لیے مجھے اصولی طور پر آپ کے موقف سے اتفاق ہے۔

ارتجالاً ابھی ابھی یہ سات اشعار مرتب ہوئے ہیں۔ جو ارسال خدمت ہیں۔

مخلص شبّیر بخاری

باطل کا سدا بطلان کیا عبد الستار نیازی نے ہر کلمۂ حق اعلان کیا عبدالستار نیازی نے
ہے مردِ مجاہد، مردِ وطن اور اپنا اس نے تن من دھن سب ملّت پر قربان کیا، عبدالستار نیازی نے

اسلامیہ کالج تھا یا تھا اشاعت اسلام کالج دونوں کو بلند نشان کیا عبدالستار نیازی نے
اس وقت کے جو بھی قائد تھے اس دور کے جو بھی رہبر تھے حاصل سب سے فیضان کیا عبدالستار نیازی نے

جو اس نے کہا وہ اس نے کیا مجھ سے یہ علی اکبر[1] نے کہا ہر منزل کا سامان کیا عبدالستار نیازی نے
بےباک طلاقت ہے اس کی بے داغ صداقت ہے اس کی ملت پہ بڑا احسان کیا عبدالستار نیازی نے

خدمات ہوئیں مقبول اس کی قومی اور ملی کاموں میں ہر مشکل کو آسان کیا عبدالستار نیازی نے
برکت ہے یہ حسن[2] صداقت کی یہ بُرج کلاں کی[3] فاؤنڈیشن اس بستی کو تابان کیا عبدالستار نیازی نے

[1] مرحوم علی اکبر خان نیازی میرے کلاس فیلو اور مولانا نیازی صاحب کے قریبی عزیز

[2-3] محمد ... ق قصوری کا حوالہ ملتا ہے۔ (شبیر بخاری)

Marfat.com

محمد صادق قصوری، برج کلاں ضلع قصور

دینِ حق کی شان نیازی اہل ھدیٰ کی جان نیازی
جنگِ آزادی کا مجاہد اپنے وطن کی آن نیازی

دار پہ جس نے حق ہی کہا ہے وہ جری انسان نیازی
فقر میں ہے وہ مثل بوذرؓ[1] جرأت میں سلمانؓ[2] نیازی

سایہ کناں ہیں اس پہ مجددؒ[3] حق کی ہے پہچان نیازی
شاد رضاؒ[4] ہوں یا ہو حسرتؒ[5] دونوں کا فیضان نیازی

جس کی باتوں میں ہے خوشبو وہ خوش الحان نیازی
وعظ میں جس کے نور و نکہت ایسا ہے بُستان نیازی

اس پہ فدا ہیں اہل سنت سب کا ہے ارمان نیازی
دور حاضر میں ہے یکتا رہبر عالی شان نیازی
مجھ کو بخشی جس نے خلافت ہے وہ اے ، ایس ، خان نیازی
لکھ دے صادق ایسی مدحت
جس کا ہو عنوان نیازی

۲۶ جولائی ۲۰۰۰ء

---

[1] حضرت ابوذر غفاریؓ [3] حضرت مجدد الف ثانیؒ [5] حضرت مولانا حسرت موہانیؒ
[2] حضرت سلمان فارسیؓ [4] حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ

Marfat.com

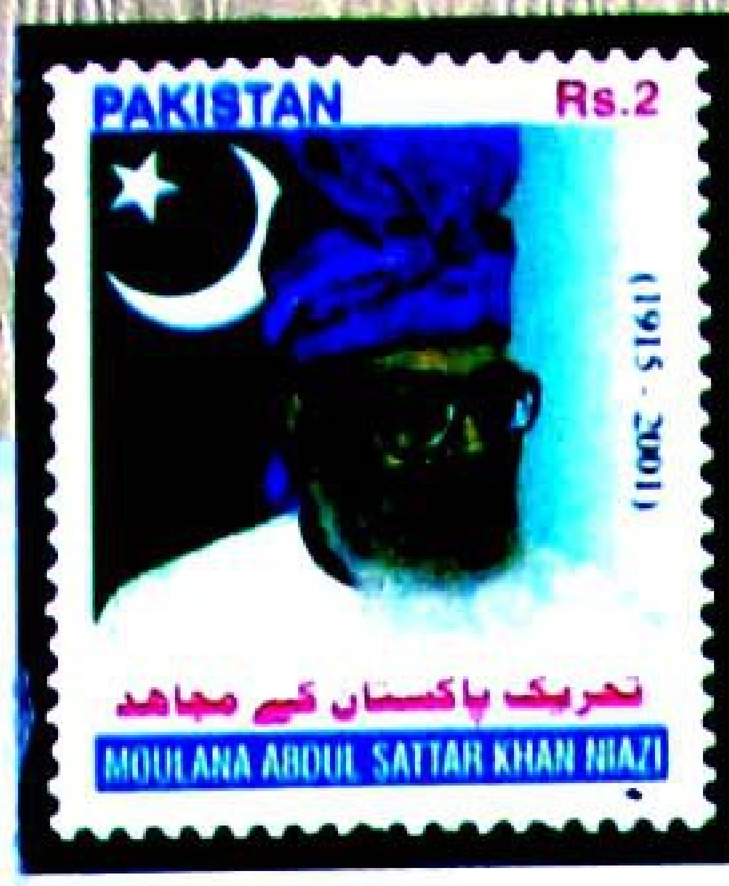

مُجاہدِ ملّت فاؤنڈیشن بُرج کلاں ضلع قصور کی کوششوں سے
۱۴ اگست ۲۰۰۳ء کو جاری ہونے والا دو روپے کا یادگاری ٹکٹ۔

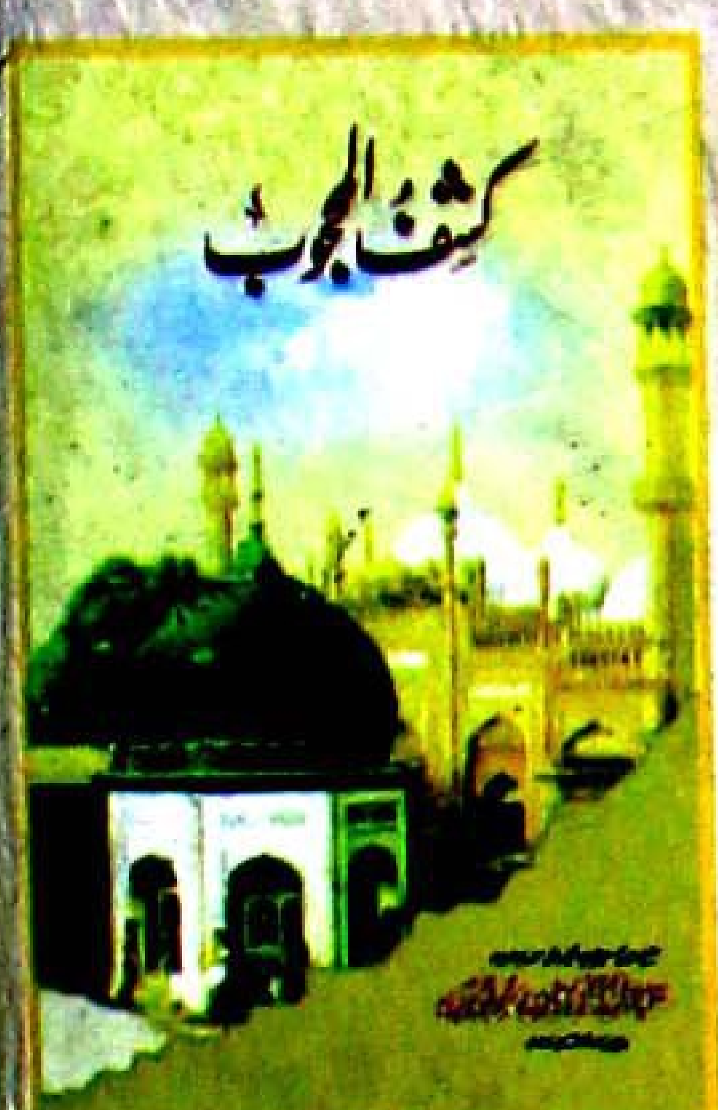

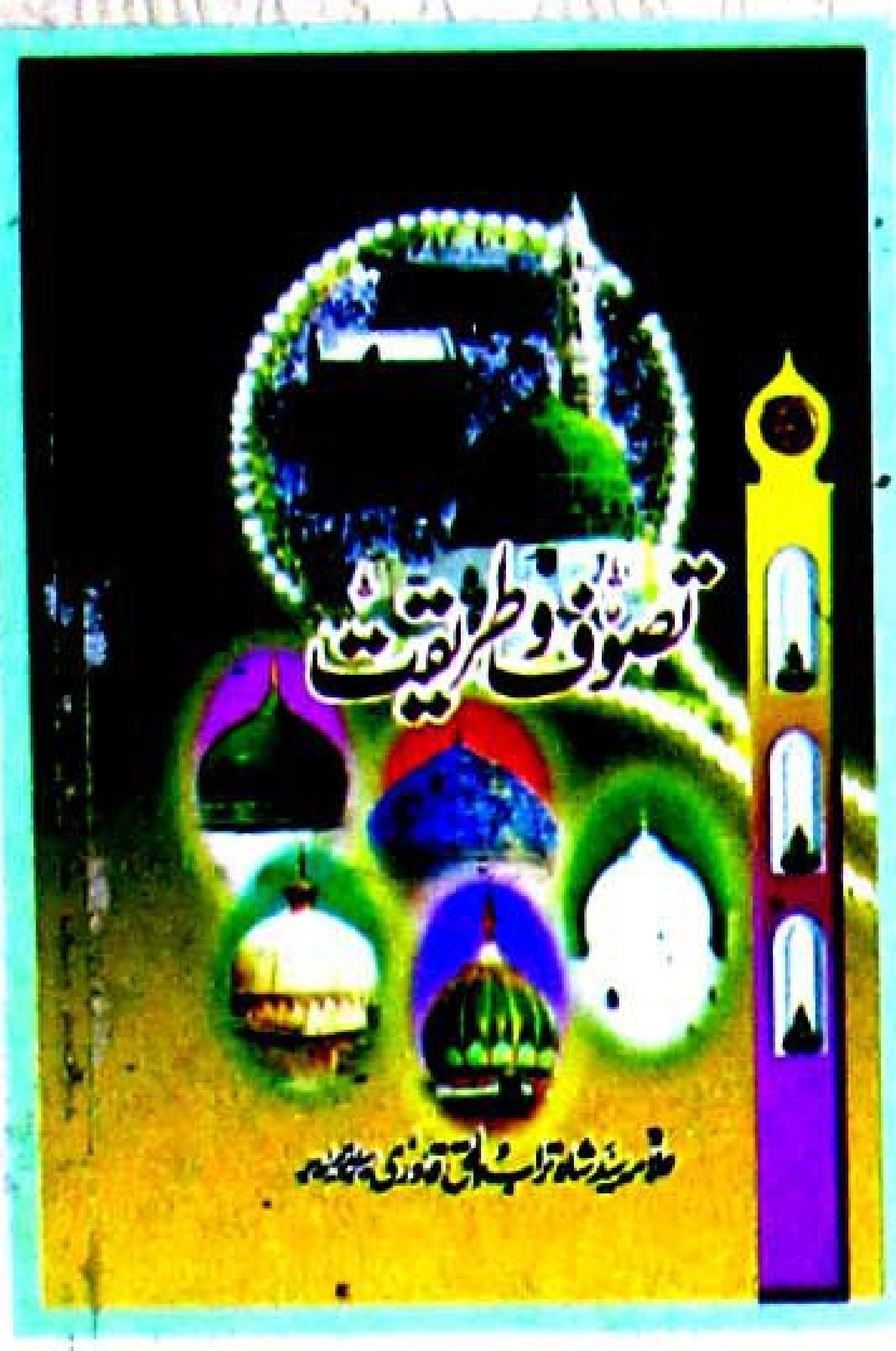

زاویہ پبلشرز

6 مرکز الاویس (سستا ہوٹل) دربار مارکیٹ۔ لاہور

Voice: 042-7248657 Mobile: 0300-9467047

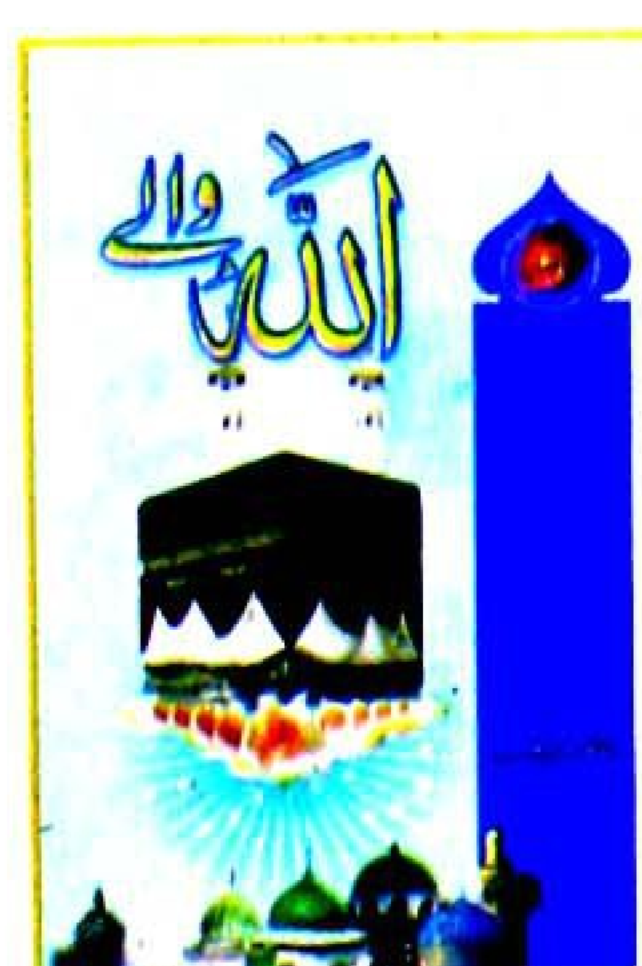

Design by: Gud Graphics Lahore Pakistan.

Marfat.com